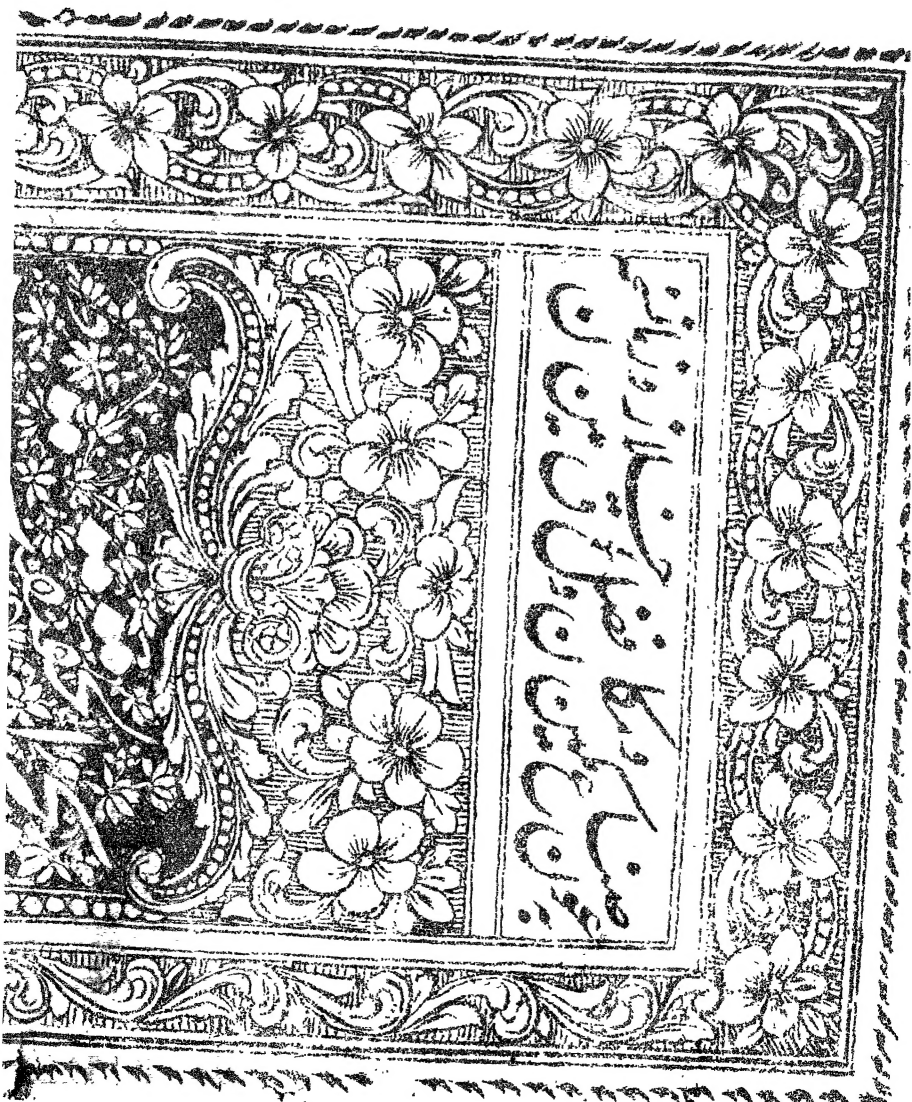


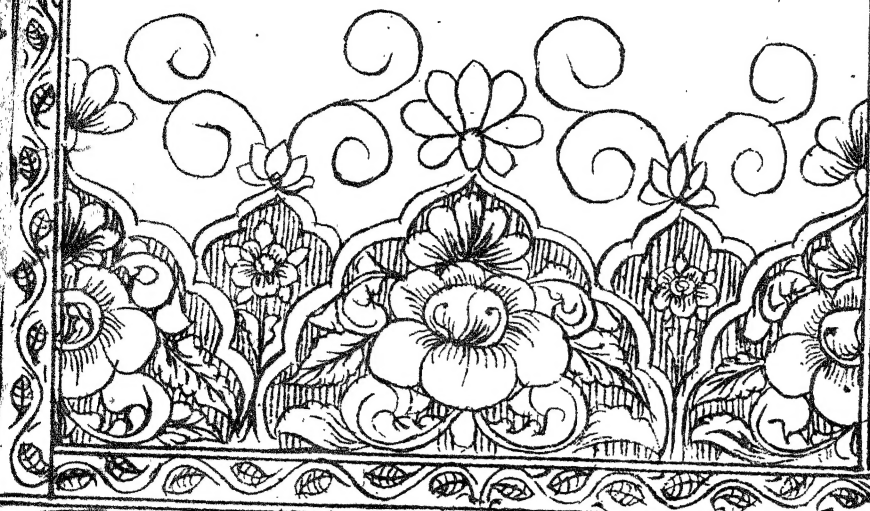
من کا فضل از زبان
چون عین نین



۱۲۱
نذر اسدات
والا شہ
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

تیری منزل گاہ عرش لا مکان اس تفاوت پر بھی تو پھر تو تو نخن اقرب آپ فرماتا ہو تو مین ہون یا مینا تو ہی ہو دستگیر کر مجھے ایسی بصیرت تو عطا ہو تجھ سے کہ ہے تو فین عطا گر کہے معدوم کو تو امر کن ہو وہ لاشے اور عدم کی بھی ہے کر عطا لگو مرے وہ درد غم عشق بن ابڑ مجھے بیہوش کر نشہ آفت کی ہون بخون زرا بحر یوزخا تھکھو اپنے سنگ ایک مین ہوں در لاکھوں آنرز راہبر کوئی نہ غمخوار و شفیق لاست پر مین دیکھتا ہوں ایک چاہ کیا کرو مین تو بتا میری آگ داؤ کو میری پہونچ ایو دوں کچھ نہیں مین آتی اب مجھے داؤ پھنس گئی گشتی مری گرد مین گر نہ ہو دے لطف تیرا دستگیر آہ داؤ ملا درینا صبر تا عمر کا دھیم بے سب بیکسوٹ کا تو ہی تو ہو ہوا	جسم میرا خاک تیرہ تو چپکان بات تیری بس عجیب بس غریب مین کردن ہوں لہذا کو جستجو کر دے مجھ کو تو ہی مینا از نصیر چشم باطن کی مری بچ ہے ہوا ہو اجابت تجھے اور ساری عطا ہو دین موجود ہے ریت سخن نونا کا حکم جس شے پر کہ ہے لذت دنیا کو کر دے سر غم جام وحدت کی در آمد ہوش کر ایک ہوں پایہ طلب پروردگار مین شب تار یک ہوں پانگ تو پہونچ ایو اور س فریاد کو یہ اندھیری رات مین بھولا طریق تیرہ دنگ و عیش و وس ساد ہو عنایت پر فقط تیری نگاہ غیر تیرے کون ہو فریاد رس تو ہی کر کچھ چارہ سازی یا خدا غریب مین ہوتا ہوں خجنا مین کر لیا شیطان نے مجھ کو اسیر مفت کھوئی مجھے غریب ہوا سنگ ہو غفلت کو دھوکہ دے ہوا غیر تیرے کون ہو فریاد رس	ذات تیری ہو سر امر نور پاک باوجود اس بات کی قرب ہو لیک مین نہ ہا ہوں اور مجنون مین ہوں نہ ہا گرنہ بخت تو بھر خون بھی تجھے بھی کی ہو سرور جنر و کل عالم کا سارا لاکلام تو عدم کو گر کہے موجود ہو حکم مین تیرے وجود و ہم عدم صبر کی تلخی در غمر گرد و مجھے یاربہ جام بخودی بخش ہو دھوکہ دے خوش خوش دشت بریا مین ہو سو خازنار دشت پرالاس ہو سو خازنک دست چپ پناہ ہو سو خازن بحرے پامان ہو گئے موج زن گر نہ کی تو نے عنایت کی نظر تیری ہی قبضہ مین جو تنگ بد کشتی اب گرداب مین میری کشتی نا خدائی کر خدا کیو اسطے ہر گ و پارچی کا میر و دام کا بن نہ آیا تھے کوئی تنگ کام ایو داؤ در در مین انشا بادشاہ ماجان بخشا را حما	ادھری بنیاد اصلی تیرہ خاک دور کر اس پردہ ہزار کو باوجود اس قریب بھی دور ہوں تو مجھے آوے بھلا کیو نہ نظر ہو تجھی سے باغ بنت نار و نور قبضہ قدرت مین تیری ہو تمام سو زبان سے وہ کیو لیک کو زہرہ کس کا ہو کر کیو بھی دم ذائقہ تجھے لبان تندہ درد جس خود مینی کی ہو گردن جلی برق کا مینا جالیش جسکے ہوش مین تن ہزار کن پامان فگار راہ زن ہی رہایت راہ تنگ جس کا پے ہو مرتن اور بدن پیچھے ہو شیر مینا کیو دھن تو لطف مین ہو چکا ایو داؤ گر لم لیدر ولم یولد الشرا احمد یہ بلا سخت اور یہ سبکی مصطفیٰ اور محبتی کیو اسطے ہر خیال پنا خیال خام ہے عمراتون مین ہوں ناقص تمام اگر تجھے یقین ان انشا راہن پروردگار منما
--	--	---	---

یہ نعمت ہے پیغمبر خدا کی درود ہو اللہ کا اچھا اور سلام



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خداوند قادر مبین و بلند اے خداوند خالق ارض و سما اے خداوند واقف حال مرون اے خداوند کار ساز بے نیاز اے خداوند درد مندان فراق خوش و بیگانہ کو دلوں کو غور کر عطا دلوں کو مے اپنا ہی درد تو ہے غفار ذل و غلطیاں تو ہے غالب اور ہم مغلوب ہیں	تیرے قبضے میں ہر سب سے بلند دروں سے اپنی مجھے شیدا بنا نفس کی نفسانیت کو کر برون کر دیکھ مجھ پر یاب رحمت کا بار مرہم ریش دل پر اشتیاق تیرگی سینہ سے کر اک تخت دو ہو ہو اور جس دنیا دل سے گرو تو ہی ستارے یوب عالمیان تو ہمارا رب ہی ہم مرلوب ہیں	ایندرا مطلب جان عاشقان اے خداوند قبلہ حاجت روا اے خداوند خالق ہر درد و سرا ایندرا ہی رہنما ہے گمراہان اپنی الفت سے مراد دل ریش کر اس دل تا یک کو تو نور بخش اے کریم تو کرم کی کمر نظر تو ہے بیشک رہنما گمراہان تو ہے حاکم اور ہم محکوم ہیں	کثیر بخشش تیری دونوں جہاں آتش بھراں سے تو محکوم کیا شر نفس بد سے تو محکوم کیا کر عطا دلوں کو مے درد و نہاں اس جہاں کے کام کو کر بھیر ریش دل کو ہم ہم کا نور بخش رحم کر مجھ پر رحمان رحم کر تو ہی رحمان دردت و سرا تو ہے راحم اور ہم مرحوم ہیں
تو ہے غفار الذل و غلطیاں تو ہے غفار الذل و غلطیاں تو ہے غفار الذل و غلطیاں تو ہے غفار الذل و غلطیاں	تو ہے غفار الذل و غلطیاں تو ہے غفار الذل و غلطیاں تو ہے غفار الذل و غلطیاں تو ہے غفار الذل و غلطیاں	تو ہے غفار الذل و غلطیاں تو ہے غفار الذل و غلطیاں تو ہے غفار الذل و غلطیاں تو ہے غفار الذل و غلطیاں	تو ہے غفار الذل و غلطیاں تو ہے غفار الذل و غلطیاں تو ہے غفار الذل و غلطیاں تو ہے غفار الذل و غلطیاں

پہچاننے اپنے نفس کا اس طریقہ پر کہ معرفت خدا کے حاصل ہو

روح کو جسے کیا قالب میں بند جسکے آگے پست ہیں رض و سما وہ صدف ہیں اور بشیر و زنا جسکے اندر کم ہو عقل ہر طلب جسے سمجھا ایک کو عارت ہوا انکھیں ہیں لیکن نہیں چہ دور ہیں ہر اندھیر میں یہ کلام ای فرما ہوں یہ انکھیں و لون تیری کو ظفر و ظفر سے گاہو چشم زار کب ہو وہ محتاج فرخند و ضیا آئینہ روشن ہر شقی و ہر سعید ہوں ہویدا آئینہ چون نصف النہار فتح پر خیر کے واقف ہو گیا جسکا تر سب سے ہو گا مرتبا دے لیا اسکو نبی نامدار فتح آنکے ہاتھ پر خیر ہوا ہوئی صدرا کو تنگ آنکھی ہوا چشم دل سوا نکو آتا تھا لفظ	روح کو یا این لطافت گردیا عرش و کرسی و زمین و ملک کنت و کنتا ہر کسی رز و زمان واقع ترکیب اپنی ہو ہوا حجر صادق کا کتا ہے بجا جگو تو سمجھے ہر آنکھیں میں دین گر نہ ظاہر میں نشان غور کا نو آو کر یک قطرہ آب نزل ہوں بیان آنکھوں سو اور آنکھیں دل کی آنکھیں و رطبت اور ہر شرق و آفتاب تک ہر باخبر کچھ نہیں ہر شخص محتاج بیان فتح سے پہلے نبی نے دی خبر فخر گردان شیراز دان پہلوان سو چاہا تھا ہر بعد و ہر قریب تھی غم کی بسک چشم دل بصیر سامنے نگر خلیفہ کی ندا دشمنوں سے ہو گود و باخبر	مسم خاکی پر خدا اور مبتلا مرد و ماہ و انجم و برق ملک اسکو وہ سمجھیں ہیں جن کتہ دان اسی سب اسرار باطن کھل گیا ایک آنکھیں کول اپنی اوقات انکھیں ہیں لیکن حقیقت میں نہیں ہیں یہ تیری آنکھیں ظاہر میں تو پھر کہ کم کو پر او پر انکھوں عجب ہیں در و در از بعض نشان کچھ زلال اسکا طرز و طور ہے حسکی ہر اک چیز ہے پیش نظر حال قلبی آئینہ ہر بالکل عیان کل کو وہ تو گویا اس خیر کا در شکنا باز زمان و نزلان دیکھے رہے ہو یہ کس کے نصیب جب ہو وہ حال اشکر پر خیر کافروں کے کمرے اگر ہوا یک سر ہو بھی نہ ہو پوچھا کچھ ضرر	ہر خدا وہ قادر یون چہ خدا جسم خاکی کو دیا وہ مرتبا یوست ہیں و راوی لب لباب آوی کی ہر وہ ترکیب عجیب اسی لیے کتا ہے وہ خیر الورا کونی کیا سہیر تر و کونین انکھیں ظاہر کی ہیں محتاج ضیا ہو در راہی گر تجھے صنعت بصر کہ رہد گر انتشار و انتشار ہو گئی شیم بصیرت جبکہ وا ہیں ہاں کیسا فیہ ہم بصیر حال ظاہر و فنی کار و بار چشم دل ہر کہ جس کو مصطفیٰ ہاتھ میں اس شخص کو ہو گا لولا منتظر تھے ساری اصحاب کبار آگے ناگہ علی مرتضیٰ ایجیل خطبے میں وہ کئے لگا تھا نہا و نہا اس مکان سے دور تر
---	--	--	--

اب بیان ہے اپنے نفس کے پہچاننے کا وہ طرح پر ایک عام آدمیوں
کے واسطے اور زائد فہمید نہیں رکھتے اور ایک خاص آدمیوں کے لیے اولیٰ اعلم

پہچاننے کے دو طریق
تجسس میں کہتا ہوں ایک اولیٰ و دوم
اگر تو چاہے ایکو پہچان لے
دو طریق اسکی ہیں مجھ سے جان

ہم دل جان کوئی پرین فدا کی و مدنی دائمی و دینی بادشاہ درو جان وین پناہ اسکی الفت کو مراد لیش ہے واسطے امت کو کھینچا دروینچ لطیف نیامین تناب حیات جسکا ہو مداح ذات کبریا جسم پاک اسکا نہ لور تھا سایہ حق تھا وہ بر کو زمین کرد عا مقبول سیر یا عجیب جتنے تھے اصحاب جباب رسول طبع و نیا دل کو غفل پاک تھے کھڑے سینے پہنہارون تیغ ویر جان و دل کو اسکا تو کرا تباع تو تو بخود رمتہ اللعالمین عجبرین عالمہ بدن پر راست کو زلف مشکین کھل سج پر بلوں سر پہ آلودہ و چشم نا زمین جلوہ فرما ہو خدا کی واسطے بن ترے ای بادشاہ دین پناہ اس جدائی کو امی الامان خاک کو منہ کی کرو نہیں کل جان میں اگرچہ ہوں گنگار و شقی	جس سے ہم کو نقد ایمان کا بطحی و ہاشمی و شیرینی رو نما جس کو ہر کے ہر وہاہ بال جوتن پر کو یہ نیش ہے منقبہ ہم کو ملا عقبی کا کعب باعث ایجاد و کون و کائنات کب بیان اس کو ہو اسکا بڑا اسلئے سایہ کو باکل دور تھا سایہ کر بھی سایہ ہو کما کہین اسکی مرقد کی زیارت ہو نصیب ایک سو تھا ایک بدرہ پندول کھا حق میں چاک چالاک تھے جب ہوا اسلام یون و تی پور دین اور دنیا کو ہوتا اشتعال ذات تیری ہو شفیع المذنبین اور کا خوری عمامہ سر پہ معنی و اسس دلیل و صحت کہوں تا قربان ہو جان عقاب حضرت خیر النساء کی واسطے اپنی نظر و عین ہو عالم سب میں کہاں از خاک بندہ تھان کہاں منکشف ہوں تاکہ اسرار جہان تو ہے لیکن ابر رحمت یانی	وہ نبی ہاشمی امی لقب ابن عبداللہ و عبدالمطلب شاہ دین محبوبی سلطانی جیسے ہوں شتاق دیدار تیری ذات اسکی رمتہ اللعالمین سیر و کین جسکے ہو روح الامین کافرون کو حق میں خنجر کو تیر اسکا کب سایہ زمین پر ہو عیان موسیٰ تن کو گر سر اسر ہوں بان کیا عجب ہو کر تری قسمت کھلے قرن اصحابوں کا تھا فیروزان ریخ کی کیا کچھ اٹھائے اور در زندگی سمجھے تھے اپنی موت کو تیری دوری کو مراد لیش ہوا خواب کو نشہ تو بیدار ہو منہ کو تو بردیانی دور کر کرا دیم طالعی فلین یا ہو قدر غناسی تو سایہ نکلن ہو توجہ تیری خاطر کی کہاں بن تری اوشوار لا مکان اتنی طاقت کر مجھے یارب عطا ہم عصیان ہو اچھوٹن اسیر مت ہمارے نیک ہو پر کر نظر	احمد مرسل شہ عانی نسب شان میں جسکی ہوا سجد اقرب فخر آدم جامی دین متین دل کو ہوں مقنون کردار تیری خلق و الفت میں سر اسر انگین جسکا جو لاگاہ وہ عرش پر مومن کو حق میں تہیز از پر جسکے سایہ کو نبی ہوں مہمان تو بھی تیری لطف کا کون مہمان حشر تک تیرے رہوں مومن تھے نفس کی نشانیست کو تھو برن جب ہوا یہ کفر کا بازار سرد تھی شہادت کی ہمیشہ جوت رحم کر چھپر رسول مجتبیٰ درد و غم کا میرے رب غمخوار ہو رحم پر ہم کیوں کر کر نظر اور گ جان شکر و شہتہ بلا ہر حق مر تھے جبرسن ہے کیوں غافل ہو ایمان جان تیرا دنا یکہ ہر سارا جان دیکھوں آنکھوں سے مدد کی فضا ہو خدا کے واسطے تو دستگیر رحم میرے حال پر نشہ کر
---	---	--	---

معنی اس حدیث کا بیان ہے من عرف نفسه عرف ربه اس میں بیان ہے

کہ خیال نکست و سوداگری ہر کبھی فکیر مباحث نام و آیا ہر گاہ ہے خیال کمپیا جمع دو صدین بھی ہو تو نہیں تو خدا چاہے درد نیاں دون و لکو تو الفت میں اس کی مت جلا نزع میں تیرے خیال ٹال سان و دوسا کینو کجاوہ و نجات نقا ایمان چتر کھین میں اگر تو ہے جسکا جائے مفتون ہی ہر یقین تجھ کو اگر قرآن پر زرق پاتے ہیں ہمیشہ جانور ہو اگر دلیں تری سب کا یقین ہو نیا جب چالیس کوس شریف کام کی جو عمر تھی جاتی رہی دل کہیں ہر اوریت ہر کہیں جا آلا اعمال بالنیات کو نور باطلان شکست بستین وہ منج ز گمیں کہ تھا مثل قمر چشم میگوں جسے تھا عالم خدا ہر بھوننے کے مارے درد و بد کی آفت سود و لون گشت چندین چھپا پس تار و راحلہ ہر نفس میں غنیمت کرتا ہو طے ضرر تجات ہر نہ کچھ سود و سود	کہ خیال صورت دیو و پوری ہر کبھی ذکر تلاش صلح و جنگ حب و محرو یا فسون و سمیا حب دنیا ہو تو پھر ایمان نہیں تجھ کو الیویا ہے جھوٹا میو فادے نہ نہر گردل لگا ہو گا چھائی پر خیال کوہ قاف اثر عقوبی کو کر دینک ذات کیون حجب لعل تو ہر سہم دور دین در ایمان تیرا ای ارجی خوا کر یوں پھر تیرا پھر تو جانکر ہر نکشت و کار سے انکو خبر تو تو کل تجھ کو یوں اسپر نہیں ہو گئے ساری قوا تن ضعیف اب بیا جان ہوئی یہ زندگی جانی ہر تو یوں گردن ہوں کا روئے یاد رکھ ہر لحظہ ای فرخندہ خو اگیا پھلی کی جون باشت میں دکھنے سے یکا یک لگتا ہے ڈر بھلے نے پھر انکو کر دیا در در گردہ اور بھو در دیگر کثرت بغم سے صفت اندر بسر اور ہر اس طرح کا ہے انتہا کاروان عمر تیرا ہے ہر پے تو ہر یانچ جلد یا نار دود و	ہر کبھی لعل و لمر کی آرزو ہے کبھو محو کلام و داستان ہو اگر دلیں ترے حب خدا حب حق ہو یا سوچ جاہ مال جمع تو کرتا ہو جو یہ مال و زور آفرش تو مال کو جاو گیا چھوڑ بید مر نیک ہونا ر شعلہ زن اچھو موس اگر تجھے ہے تو ہے یہی ایمان کلیرے پتا سوچ اگر تجھے ہو تو قول نبی زرق بھیجے ہر فلک پرست خدا تو اگر رزاق سمجھے ہے اُسے قصہ اور چھپا کہیں کیون پکیش نے ادا تجھے ہوا صوم و صلا کہ گیا کوئی عمل تو نے ادا ہے خدا ایسے عمل سے بے نیاز شادی و غم میں یہ بست سال وہ جو دندان تھوڑے رنگ لکھ وہ تن نازک کہ رشک رچھا تج برائ تھا جس ابرو کا خطاب صفت حدیے کبھی مدد میں درد کچن کر سب ہو گئے کسان بپست اب تو کچھ تو ہوش میں تھیدا خواب تو یوں تو ابھی غلطان ہے مرد ہو یا مار یا کرم و دان	ہے کبھی سنجاب و خر کی مستجو ہے کبھو مفتون صورت بھلان خواہش دنیا کا پھر اسکان کیا جمع ان و نو نکا ہو یا ہر مجال آتش ہوزان ہر اس کے گرد گو کر بلا کھوں طرح کرتا ہو جو جس سے جھلک خاک ہو تیرا بدن باغ دین کی کس لیے مخفی ہو تو مال و زر پر تو جو ہر جی سے خدا کیون ہر پھر مفتون دینے دنی تو زمین پر ڈھونڈھتا ہو جا بجا پھر نگہ درد کس لیے ہے یہ تجھے ہو گیا بن در بدن کا اور طور نے ہمارا دوح کبہ نے زکوہ عاد و تاب و د کمان اسین مزا طوق گردن ہوگی تیری نما ہو گیا قد بھی ترا شکل ہلال ابن حنف لیری ہو بھی وہ دین تیر حال کیا خشکی سے اُسکا ہو گیا ٹوٹی وچی کی طرح وہ ہو خراب صنق کرم دے گا ہر رنگارنگ اپنی غفلت سے ہر تو دیسا بھیست جو نفس باقی ہیں انکو مت گنوا وہ سفر کرتا ہو بھائی دم میں طے تیرگی یا تنگی قبر و مکان
---	---	--	---

ایک تو میری ہر قسم عوام مادہ تیرا ہے وہ آبِ تنی خوب جس اور غیر کو کر دی پید فوجیں تنگ با جس جا میں بند خون جیس گندہ ناپاک زن باعث ایجا و ظاہر ہے بسر بول کے تھنج سے وہ بار جو خون میٹ ویا ہوا تن اور بدن عاجز و غوار و ضعیف و ناتوان گر نہ لے اُس وقت میں مادرِ خیر دی خدائے تجکو ہر امتحان صورت و شکل زر و دل و گھر اسپ و فل آشرہ گداں خیر و نتران کر علمان عجیب با وجود اسکے بھی ہو تجکو غرور تیر و برچی شیخ و تیغ و تبر گر نہ آسکی حفاظت ایک دم نعمتیں جو استدردی آفتول	ادلا میں اسین کہتا ہوں کلام گندہ و ناپاک بودار و دونی ہو نجاست کو ہر اک اسکے بند وہ جگہ کسی پیدا و زنا پند ہر متب آپکا جس سے بدن قوت شہوانی ام و پیر جھکو دنیا میں ہو اے شہو کلام کیا کیا کھینچ کر رنج و محن بکیں مسکین نیت و خستہ بان ایک دم میں تو ہو مری کو تبر کسطح کی نعمتیں پیش از بیان خانہ و یار و عزیز و سیم و زر و نیر و اہو و میش و بحر و بر ہم دو اہم غذا و ہم طلبیب عقل سے یہ بات ہو یک لبت و مستند میں آدمی کے قتل پر دم کی دم میں دیکھ لکھ لکھ حکم کو اسکے کر سے ہو تو عدول گر رہے کنا مرا بیش نظر	سبح اول گیا میرا تیرا ابتدا جس سے دو گجا و وہ ناپاک ہو پھر وہ مخرج اسطرح کا نابکار رحم میں ہو پچی جو کچھ تجکو خدا خون جیس فاسد و آبِ دنی کسطح کا فعل ہے وہ ناپاک بیدید ایش کے پوشاگِ ثریف آیا اس عالم میں تو گریبانِ نر نوح و اس ظاہر ہی نے باطنی تو بھلا اس وقت تھاکس کام کا عقل و فہم و حفظ اور ذہن و کا و خرو و مادر پدر فرزند و زن سر و تشا و وانا و آنگین ہیں خدا کی تو بتا کس کام کی و شمس جان میں ہزار و ن جاور مر و سمائی میں غرانِ مس ہزار ہر غضب یک تخت اٹکو جو لکر آوی و لین کچھ بھی گریز و غور تو ہوا تو عار فاکتا تاج ہر	ہو گا پھر آخر کا کیونکر انتہا کام کا جب ہو کرے کر شمت و نام سے جسکے ہر اک کرنا ہر عار اُس سجدہ تر کچھ بھی بڑا نام نہا خسلاط ہو کر تری صورت ہی ذکر سے جن بات کے آرا ہر عار تھا شمت خست ناپاک و کشت جسم گریانِ ستمند دے و عار عجب کچھ دل میں بند رہا متی گر نہ تو ناطف و انعام خدا قوت و زور و طام جانِ خزا مال و ملک و دولت و باغ و چین دلبان گلزار و دہ جبین سب یہ تیرے واسطے ہیں کو انھی ہر وہی ہر دم محافظا رہی سپر آر و باد و عقرب و زہنور و مار اپنے اٹل لک کو ہو جاوے خیر اصل کو کر یا اپنے بالہ زور
---	---	---	--

سیان سے بیان انتہا عمر کا ہے یعنی جوانی اور بوڑھاپا اور مرگ اور قبر کا حال

اب بیان کرتا ہوں تیری انتہا گذر دی تیری عمر کربستِ حال و کھیکر دنیا کا نقش و نگار نفس نے محکو کیا ایسا تباہ	چونکہ تو بھی خواب غفلت کو ذرا اور ہوئی ہر چیز تھیں با کمال انمقابین سے ہو افتون و خوا تو ہوا بازی و دیو سب باہ	طفل نادان ابتدا میں تو رہا انکر دنیا میں ہوا ایسا غریب نفس المردہ نے تجکو کھو دیا سیم رز کی جمع کا گاہ خیال	کچھ نہ سمجھی غیر خوابِ فور ذرا نتر لون ہی رہ گیا حق کا لڑا عاشقِ ان ٹھانی فانی پر ہوا اگر ہو کر شمت و جاہ و جلال
--	---	--	---

انکو تو کھوتا ہوا یوں لیلگان	کیا جواب اس بات کا دیکھا وہاں	یوں کہ بیدم قدر اگر دم کی ہوئی	فائدہ نہ کیا جس سے ادا خلی
برسمجھنے کا تو وقت بل اس وقت	پھر اگر سمجھا تو ہے کیا فائدہ	غور سے کہ جسم کے اندر نظر	اسکین کیا کی کچھ ہے مخفی اور پھر
بلنم وہاں برابر زریں دھون	درد مضر بلنم دسودا دھون	لحم تخم دیوہست اھلایہ وتر	ایک تے ک بوزیادہ گندہ تر
ہو غایت یہ بھی اک بے اھتا	عیب جسے جسم کا مخفی کیا	لکھنی اوپر اونے دو مار یک بہت	میں سے کھینچے ہیں ان خیر ہر دو دست
وی چہر انہرا کو کیا کیا تو تین	جس سے لاکھوں طرح کی ہوئی جین	ایک چیز انھیں سے گر بیکار ہو	جسم تیرا پھر سبگ مودار ہو
عضو تیرا اگر دیدن سے ہو جدا	کب ہو وہ تدبیر سے پھر کام کا	ایک پٹھا بھی اگر ہو باقی	کب نہ نرنری سے تیرے ہو درست
گر کرے تو فرج لاکھوں ہی کر	ایک نڈان بھی انکو کار کر	منہ سے جبے نڈان کو تیرے یہ	میں خرف ریزی تو قیمت میں تیر
جب ہوے وہ اس طرح سے متدل	قدر تجھ کو جب ہوئی اسے پالگل	جب ہو سونھیں تیرے وہ بند	تب یہ بھلائے وہ دور بے بہا
جبکہ ہر نعمت کا ہوتا ہوا زوال	جب تجھے معلوم ہو اسکا حال	ہر ہر اک چیز تیرا تو رہے بہا	انکی پر قیمت نہیں تو جانتا
گر کرد ان شریعت کی میں بیان	چاہیے کہے کو عمر جادو ان	میں عجائب اس بدن میں عیشا	جانتا ہے انکو علم کر دگا ز
سچہ بدن تیرا علمات عجیب	اسکے ہر ہر خرمین ہے سر غریب	طبقاتی چشم میں کو رہے	یوں بطون مغز میں کیا کیا ہر
تو تو حیوانی وہ ہم و خیال	غور کر ان سب میں کو حیل	کی بڑ کیا کیا کچھ عطا بے انتہا	اپنی غفلت میں نہیں تو جانتا
قدر تجھ کو عمر کی اب کچھ نہیں	سمجھے گا جب ہو گا وقت و اسین	حیف یہ دور کہ تم بے بہا	راکیان ہاتھوں سے گم ہو گیا
اومی جب ہو جان اور نہ دست	کچھ ہر محنت کی وہ نیت کو	جیکہ ہوتا ہر ضعیف و ناتوان	عاجز و خوار و خیف و مستہ جان
یاد جب کرتا ہے ایام شباب	لکھنی تیری دلیں کیا کیچ و تاب	ابتدا و انتہا پیش نظر	گر رہیں تیرے تو کب ہو کور و کر
اس طرح سے ہو کہ سمجھے آپ کو	وہ بلا شک عارف یا مستہ ہو	دشمن معنوں جب یہ ہو گیا	کیر و غرہ اور تکبر سب کیا
جبکہ مومن بند کو عاجز ہوا	ہو گئے سب اسرار غیبی دل پہ وا	حکم عالم کار کے جو دلیں پاس	کس طرح سے وہ نوک و حق شناس

یہ دو سرا طریق ہے پہچاننے اپنے نفس کا خاص آدمیوں کے واسطے

اب بیان کرتا ہوں تجھے وہ طریق	جس سے ہو تو جو وحدت میں غریق	ڈرتے ڈرتے اس میں کرتا ہوں ظلم	ماکہ لغزش میں نہ اے قم عام
اسکو وہ سمجھے کہ اہل درد ہو	عیش دنیا جسکے دلیر ہو	گوشت دل کے کھول تو او بجز	ماکہ ان باتوں کا دلیر ہو اثر
پیر و مرشد ہو تیری گفتگو	چوہا کہ سب کو تو ہو محو ہو	جان و جز سے ہے ترکیب ہر	تو بھی دان و ذوق کے اندہ ہو کر
ایک تو جز ہر نہایت ہی لطیف	دوسرا ایسا ہی ناپاک و کثیف	ہر کثافت جسم کی سب پر عیان	اور نہ طاقت دین کی اس عیان
جسم خاک و آب و باد و نور سے	ہے مرکب خراب اسکو جان لے	خدا خدا مری ہو ہر اک پر عیان	کب ہو وہ محتاج تشریح بیان
بے ناقص و مہر سے ایک کو	خداوند کے ساتھ کیونکر جن ہو	عیا ہے اپنے کوئی عالم فرد	سرکش کو تاکہ کر دے اسے دور

و ان کچھ عمارتیں کی بنیادیں فروزاں تو تنہا تو وحشت ناک جا صحبت نامجن و جنگل اق و اق فریاد بان قالیبن و مسند و حصیر خانہ تنگ و نراب و ہول ناک گھر نہیں کھائی بریہ وہ ہول ناک وہ کان ناویدہ پیمان نیر گل حیف یہ تیرا وجود نا زمین اس مصیبت میں ہر خون کی ننگ انکے ہاتھوں سے ہو کو کر مخلصی گر ہو پھر پھر لطف تیرا اور کرم ہو گئے میرے تنکرا ورنیکر نے پھر نہ دختر و غم نہ خال ہو کر تجھ پرین فدا مثل سپند ہنستیں نیم نواز و یار غار جنکو تیر جان سے جانے ہے تو جو فدا تجھ پرین اپ مثل تنک جنگ اور تو ہے قربان مثل باد بعد مرنگے گمان تو یہ گمان کیا جسے ہر تون روٹکا تو گز نہ ہو دیکھا تو کیا دیکھا دیان جو گندہ تیرا ہوتی غفلت میں دم سائنس تیری مثل آہ پلہ پلہ ہے جو دم تیرا دیر زندگی پاس کون انقاس کا تجھ کو نہیں	نہ طعام و کلام و خورد و نوش تیرا و تار یک سنگ ہے ضیا رنگ رستم کا جسے ہو دیکھ قی نے چراغ و نے طعام و لیزیر نے ضیاء و نہ او فرج ناک جس سکینہ رستم کا ہو چاک تھکوا لیخو یا اور ہول دل اور وہ گزرا آتش آہن اور وہ خشم آلودہ صورت الاہان دیکھے اس وقت پر کی بکسی تیرا جو ابو یحییٰ بن ثابت قدم طفل ایچ خوان و شاگرد و تفر نہ غلام و نہ کنیرک اور مال وہ کرنگے ہو سوتیری ناک بند سجھینگے دم میں تجھ کو دیکھا ہار قیر بھی دو گنا وینگے کچھو وہ کرنگے قیر پر جائزے سنگ بروٹھن بھی وہ نہیں کرنگے یاد ایزایو کام میں سب میں کین مفت اپنی آبر و کھو لگا تو ہے یہ تیری جیو سب ایگان خشت فخر عمر سے ہوتی و کم قطع نخل عمر میں ہر دھڑ ہے پس ایسی پر ہے شمار زندگی بہر نفس کجاں تہ داپس	تحت فوق و دست و پایش و پس وہ تری تمنائی اور وہ بکسی تھکوا گھر میں ہر ہنسا کی پس کوئی انگو اور دم سایہ دہان بھاگتگی نہ وہاں چھپنے کی جا تن ترازار و ترازو ناتوان سور تو ہوا رو و ہا زینش زن میں اگر مونس تو منکر یا کیر کرنا اس حالت میں پھر اقیست حال وہ نہوا اس وقت اگر تیرا نصیر ہو اگر تیری عنایت کی نظر نہ عزیز و نہ ہار ادرا آشنا جان سے جو کچھ لکھے تھے عزیز وہ بدن تیرا کہ تھار شک قمر جو نہ دم بھر تجھے ہوتا تھے جدا مثل پر وانیہ میں جو تجھ پر فدا جنکی الفت میں ہو تو خستہ جگر یہ زن فرزندہ در غم و خال گھول آنکھیں تو بھی اپنا کام کہ مزدہ عقلی کو دنیا سے پس سیف قانع و توف کو تو پان جان ہے جو تیری آمد و رفت نفس تو جسے تجھے ہے آہیج بدن جب ہوا پر ہو تری بنیاد و عمر تو تجھ کو کچھ نہیں مطلق ذرا	ہر نغما اک خاک کا آؤ و پس وہ شب تاریک و ظلمت عمر کی ہر نہ جسکے شفق و دیوار و نہ جس سے اپنا حال دل لکھے بیان خانہ و سیران میں وحشت و غم جنگل میں ہر دھڑ و تھڑبان تو سر نہ ریدہ اور وہ سر شکن تیرا و نہ و خشکین و سخت گیر وہی اور ایمان کرنا سوال تو ہوا تو قمر و فرخ میں اسیر تو ہوا تو نے مجھے کب ہے خطر نہ پیر نہ مادر شفق و غما وہ کرنگے تجھے فرشتوں کی ہو سگم وہ ہو سگم یون تیر نام بھی تیرا نہیں لینگے ذرا وہ نہیں پڑھے کر جا کر فاقا وہ نہیں ہو گئے تجھ پر شیم تر جستہ جی تک میں تری جگہ دیاں خواب غفلت میں نہ رہ کر تجھ پر تو بھی کچھ بوز کا اہن کر فکر عمر موت ایگان کرا کجاں کچھ غیر کسی بھی ہوا ہوا و سا عمر کا تیرے ہی ہے بیج کون حیف ہے کہ تو کرے بر باد یہ نفس تیرا ہے وڑیے ہما
---	--	---	---

شعر و غزل وہ کیا ہیں دنیا کو کا عقل کل وہ تھی جس سے مصطفیٰ عقل کل سے ہی ہوئے فنا ایک خیال کیا ہو وہ توڑے ہر بات دن کیا ہیں میں کیا ملک تجربین ان دونوں کا نہ ترم ہو کچھ تو صدق ہو کہ تو فرما کھینچی ہر نفس اسفل کی طرف عقل چاہے ہو کہ ہو جو ملک عقل چاہے ہو کہ ہو نور ہر عقل کہتی ہو کہ تو ہو تھی چہ بدن میں نفس ایسی بدلا ہاتھ سے اس نفس دن کی جو بچا نفس کے عکس کر تو لے انہی نفس سے کہ لب کرش لیوان کا زیا نہ شرع کا رکھ ہاتھ میں چاہیے اچھا کوئی چاہک سوار میں بھی کہ نفس سے بد ہو تار جنگ تو سمجھے ہر غافل کا دین سند خلقت کے لئے ہے عقل شرک سے کب کم ہو تیری یہ یا چو کرے بھائی سے توجہ نہ کر	عقل جنہی تری ہو کا اتھام عرش سے سود جب بالتر گیا شکر فرعون کو غارت کیا دیو نفس دن کو بڑا لے بھاڑ حکم میں اس کے ہیں سب جن ملک وہ میں تو بننا ہر دم میں رو کر تیرہ پھر دم میں کہ کر گدے دروغ روح چاہے ہو کہ ہو تجھ کو ضرورت نفس چاہے ہو کہ ہو کر دانک نفس چاہے ہو کہ ہو تو کو رو کر نفس چاہے ہو کہ ہو تو ہو شقی جس سے کہ عالم کو غارت کر دیا ہو وہ سب پر گارو نکلا جلد یہی کی خواہش نہ کچھ آست و کی اپنی خواہش پر یہ ہوتا ہر دن تورہ اسکی ہی تیرے حکمت میں او تو ناتوا بومیں نفس نابکار جنگلوں سے بھی بجا میرے آگے دو دین میری حق میں بند آئین بے نیاز اس سے یہ غرور و جل کام حق جب دام دنیا کا کیا دیکھ مت دنیا کا کچھ نفع و ضرر	عقل کل اور خرد میں فرق عقل کل وہ جس سے بر بنی عقل کل میں وہ نہ راہ لیر عقل کل اس کے مقابل دین عقل کل سے جسے بہرا ہوا وہ میں تو سکین سے اور بنوا ہو کچھ بھٹ تماش آخرت ہو میری کی طرف مل نفس دن عقل چاہے ہو کہ ہو تو شریف عقل چاہے ہو کہ ہو تو خدا نفس کی جرات ہو سوہر دنی نفس سے شیطان کا حکم سلسلہ نفس کی خواہش کے تو کر غنا نفس کا تو کاٹا خیر سے کھلا اسکو ہر گز ہم پر تو جلد و ک ور تیرے تو گیا گردن ایک بار چاہیے ایسا کوئی مروذ کی حمیت دین کے ایسا کا نام جنگ تو سمجھے ہو نلا کی حق ہو رہا تیری یہ کہ ترک خفی نام کی خاطر کرے کارا تہ اس سن کی کچھ نہیں ہے انتہا	سمجھے توجہ ہو وحدت میں آخرت تہنا لاکھوں پر ہو غالب برائی جس توڑی مرقعی خیبر کا در مکرم میں جس شخص کے ہوں بات دن ہو وہ شاہ و وہ جہان مقتدا وہ میں ہو شیطان کا بھی پیشوا ہو کچھ حرم ہو اس سلطنت عقل اچھے کام پر ہے رہنمون عقل چاہے ہو کہ ہو بیشک کشف نفس نیا پر ہے جیسے مستدام نفس دن جو لائق گردانی نفس سے غایت گر خلق حسدا تو ایمان خود کو تیرا ہوتا اور ریاست سے لے لیا بیت جو کما تو بہت سارا سکون ہوک مان گنا تا کہ ہو تو شمسوار سمجھے تا وہ بات کر نفس کی اپنی مرضی پر کہے ہو کام انسر لیکنا ہو وہ بھی سمجھتے ہیں سخن دل میں تو سمجھے ہو وہ نہیں متغی تو تو ہے خود مشر کو نکلا بدشاہ روح کا اور نفس کا کہ ماجرا
--	--	---	--

اب بنیان ہے جو کچھ ملنے عقل اور روح اور نفس اور قوت حیوانی کیسی پیدا ہوئی ہے

عقل منہم میں ہو کر اگر	پیدا کیا کیا اس ہونے اگر	نور ایمان صبر و شکر و عدل	سیدہ طاعت علم و فضل و احسان
------------------------	--------------------------	---------------------------	-----------------------------

خون سے اس مالک جبار کے	آپ نہ تشریف لایا ہم ہوئے	قبضہ قدرت میں اس کے گرنوں	جمع یہ افساد ہوں اکیلیاں گین
زیست کیا براستی افساد کی	موت کیا ہو جنگ انکی او انی	جنگ کو اسکا طبعی امر جان	صلح اپہر ہے کی تو جوان
آدمی کی زیست پر غرور	موت پر غرور طبع ایسی دیر	ہر نفس کو گرنہ سمجھ و پسین	اصل سے وہ اپنی کچھ واقف نہیں
روح تن میں کیا ہو وہ حکم رب	زندگی کا تیری وہی ہو سبب	حکم حق سے ہے عناصر کا نظام	حکم اس حکم کا ہے اقتسام
حکم کب حکم سے تو ماہی جدا	گوشت میں ہو اسکو مرتبہ ذات کا	روح کو تو اپنے حکم حق اگر	سمجھے تو ہرگز نوحہ کو رو کر
حکم حاکم کا ہوا جب منفصل	تو وہی اک لحظہ میں پرست گل	زیست کا جب حیر ہو اسطرح حال	ولید تیر ہو تو تیرا صدا خال
	آفت ہوا لکھوں اس تیری نصیب پر	عقل پرادر شمع پرادر دید پر	

اب بیان ہے حقیقت روح اور اسکی قسموں کا

روح کا اب بیان کو مجھے بیان	گندہ دار اسکے بھی ہو تجھ پر بیان	روح حق میں ہے عجیب تر نسبت	سستہ و پاکیزہ و صاف و لطیف
روح تیرے تینوں ہر اک نور خیز	جسم کے خفی میں جس کا کھنڈ	عشر سے تر بھی اسکو راہی	لا مکان ملک کے جو لا نگاہ ہے
جابر قدسی تیری روح پاک	نفس کی شامت کی پر بند خاک	بجو وحدت تک ہو چکی و شکر	پہونچے یہ حاجت جیسا جیسا ہو
میت نہ اسکا عرش برین	روح کرسی اسکے بن پر نگین	حکم حق سے روح جب تین گنی	سایہ انگن جسم میں تیری ہوئی
گو گئی اسکی حبس پر تین وہ	گل کے ہر اتر میں ہو مسطح بو	بسکہ تھا دونوں میں بعد شکر	تن کشیت اور روح مثل نور عین
ارتباط نکاتھا پسین بعد	وجہ آفت کی نہ تھی کچھ ایسید	حکمت حق تقضی اسکی ہوئی	انہیں تاپید ہو رہے معنوی
جس عناصر کا ہو باہم اندراج	جسم کے اندر ہو انکا امتزاج	روح حیوانی کرے اولیٰ طوع	تن کی نسبت ہو کثافت کو دور
اسیے پیدا کیا خلاق نے	تاکہ یس روح کا مرکب بنے	روح حیوانی سے ہو وہ مرتبط	پلکی اپنی جنس ہو جامع کھط
جانتا ہو روح حیوانی ہے کیا	جسم سے ہے جسم کا نشو و نما	سکین پیونچے ہو جب تیر خدا	اور تھن طبع نے اسکین کیا
پختہ ہو کر وہ ہوئی جزو بدن	جابر ہر ہر مزین ہے ریح و جن	آٹھتے ہیں اسے بخارات لطیف	جس عجیب پس غریب پس شریف
روح حیوانی اسی سے ہو مراد	کہتے ہیں اسکے غریزی اوتار	برخ طبع ہو یہ سی اے پسر	در میان روح و جسم تیرہ تر
ایک نسبت جسم سے اس کو ہے	روح سے ہو ایک اور فخر خدہ ہے	روح کی نسبت ہو فی الجملہ کثیف	ایک نسبت جسم کی ہو پس لطیف
ملکے اجب و نون جو ان شکر	پیدا و نون سے ہوئے پھر دوسر	جب ہو اد و شکر کو باہم امتزاج	باعث تولید ہو یہ ازدواج
دوسر ہو اد و نون تر نشید	نام انکا اسے مجھے اے سعید	روح حیوانی کا دوزخ بند نفس	اسیے دنیا کا ہر پانید نفس
روح سے پیدا ہوئی عقل برکت	عقل کئی عقل تیرہ کی کثیف	عقل کئی دہ ہو ہو جا گل	عقل جزوی سے ہے باہم شور و

عالم روحی اگر تجھ پر کھنکھے سلطنت کو تجھے کم از کم گاہ فقر فخری ہے ہی زیر زمان اسیے کرتے تھے پیغمبر دعب کر ریاضت سے بدن شکل بال روح تن میں عجیب جیال ہو سکے گر تجھے اسکے بند توڑ حب جاہ و دولت دل و دل دور کر سیتے تو لبغض و حسد ہے قضا کی دکھ ہو دیکھ بد یکے بد کا کچھ نہ رکھ دلیں خیال اپنی ہستی کو کرے گر تو فنا عشق کا کر دلیں کر رہے اثر موت کو جو چاہے نہیں ہے کما اسطرح جو اچھو کر دے فنا ہو سچ تو تجھے ہو آہستہ فروغ مرد عاقل کو تو ان کیہ بوس پشہ کیا پشہ سے بھی کتر ہے تو کر چکایں کام سے اپنے فراغ	جب تو دیکھے اُسکا زور و اور روح سے گرجو بوکچہ اعتبار فقر ہے صیقہل کر روح او جوان خسر میکنو نہیں کر میرے خدا جب ہو تیری روح بدر بالکال مرغ زیر کھنکھیں باہی حال قید سے اس طوطی زین کو چھوڑ ہیں ہی بند آئینوں انکو نکال ناکہ پنجار روح تیرا یہ جسد اومی ہو کیوں کر ہے تو صمد چھوڑ دو ان سیکے او پر خاک ڈال تو بلا شک عارت کامل ہوا زندگی میں تو ہو مرے سے تیر ہو مرے اس سے بھی موت اپنی فنا وہ بلا شک عارت کامل بنا جب تجھے معلوم ہو صدق و دفع میں کروں کیا تو اگر ہو ونگس گرد نہ سمجھے ایسی ہی سمجھانے کو مجھپٹے زہم کچھ نہ تھا الا بلاغ تو تو کل پر رہے ثابت قدم	اپنی ہستی سے بھی تو نیرا رہ پورا وہم کو بلا اسکا مزا فقر سے ٹوٹیں ہیں صیبا ندن قیہ صیبا کی ہون جب تجھے جد جسم کو توڑے تو ہو مرے سر بند سپر میں ہزاروں تو ہو چھوڑ ناہر قید سے اسکا کی رہ خدا کے تین غوت حلال مگر اذیت و کھچھے کوئی بشر صمد ہو چکے ہو چکے پچھلے پچھلے وہ عمل کر جس کے طاری ہو مال موت کا سطح تو طالب ہو علم تجھ پر حکم مرے کا ہوا زیست میں تو رہہ حاصل کر اسطرح بیان بھائی آپ کو لکھتے لکھتے ہاتھ پیر تھک گیا میں تو چاہوں میں کہ تو رہا کام کا آپ اپنے تو فخر ہے اب بیان کرنا سونپیں وہ داستان گر کرے حرص ہو کو دسے کم	روح کا گر مجھم اسرار ہو سلطنت پرے کیونکر نشیت پا فقرت سے کلام چون تیرے حسن زندگی میں ناپ کو مردہ بہت سوطر کر کھنکے باطن زین فخر ہر نفس میں تن کے مثل روح تو اندہ دنیا کو کر ترک اے اخی یعنی ذکر نام پاک و الجلال تو سچی اسکو تنہا اوسیر تیری ناشکری کی تینید ہے مت ہو میری طرح تو پابند قال دوست تک ہو چکا تھی جو دوست کو دوست کے پھر وصل میں کیا لگ رہا مردہ جو ہاتھ نہیں ہو غسل کے ناکہ تو بھی عارت بالند ہو حیت تو اب تک نہ بھی مدعا پشہ تو ہو تو مری کیا ہو خطا بات حق کہتی ہمارا کار ہے ہو ہویدا جس سحر و راستان
---	---	--	---

داستان عابد کی کہ پہاڑوں میں ترک دنیا کر کے بیٹھا تھا اور امتحان کرنا
اللہ کا اسکو اور تہینہ اور آگاہ کرنا اسکو

کوئی عابد تھا کسی گسار میں اور نہ اوقات کے اندر خلل چھپکے جا بیٹھا تھا تنہا غار میں ہو بہر اک ضرور و وظائف بر غل نما کہ خلوت میں بنے کچھ کار و بار جو رہا اکیں و آفت میں پڑا	جب وہ حد سے ہوا گوشہ نشین اختلاط خلق سے ہو جو حلا
---	--

شوق و ذوق و مجرور ہونا	ہمت و جود و کرم شرم و حیا	قوت حیوانی و نفس و دنی	جیب ملی پیدا ہوتے کبر و
بخل و کذب و شہوت و ہوا	کمر و ہمتان و فریب و انفرادیت	قتل نفس و زوی و کفر و زنا	بت پرستی و عبادت و ستارہ
ہین و تیرہ آگے بھرے انتہا	فصل و ہوسکتے ہیں و کس کس افتاد	گر کرے خلون پر اپنے تو نظر	خود بخود دغا ہر ہون و نونہ

اسمین بیان ہے اسکا بعد مرنے کے مبتلا عذاب و ثواب و بہشت اور دوزخ میں کیسی رہے ہے

روح غیبی ہر اذیت و زبری	بچ و زحمت سوائے ہر برتری	ایو نہ کہ یہ وہ سایہ پروردگار	اور حقیقت میں ہے حکم کردگار
حکم حق ہو کر ختم اے اخی	روح بنکر کارگر تن میں ہونی	حکم حق کی ہر جو صورت معوی	روح اصلی حق میں ہے و ہر آفر
جھل کر تباہی اس سید رنگ	روح میں ہونا جو حاصل کیونگ	بعد مرے کے وہ رنگ آشکار	یا جہانی یا جہلی میں ہے
بلخ جنت کا ہوا طہار جمال	بچ دوزخ کا ہوا انکار جمال	روح غیبی کے جو ہیں اور مایار	فی الحقیقت میں ہی ہر طرف
مصدق تکلیف ہر جسم خراب	روح حیوانی یہ ہر بچ و غذا	روح حیوانی و نفس و دے	غیب میں آگے بھی ہر صورت
عالم غیبی میں ہر یک کی شبیہ	معنوی و جود ہے مرد و فقیہ	کس پر معنوی و عقل و معنی دنی	پر تین آگے ہو چننا ہر کوئی
عین وہ اس صورت ظاہر کا ہے	گو نہ آدم و بن میں ہر قرینے	وہ مذهب عالم برزخ میں ہو	جسم تیرا خاک میں جہاں
ہر نہ جہنگ حشر آجا دوسیم	ہے الم اس شکل اس تصویر میں	حشر میں ہر جسم جب تیار ہو	روح حیوانی بروے کار
ہر گاہ ان دنوں کا پھر باہم غذا	کلفت و تکلیف و بچ عین	روح اصلی کا ہر رنگ ایسی	جو ہوا طہار تری ایجاد
کر عمل ایسا کہ پیدا ہو وہ رنگ	حشر میں جس نہ ہو تو جہنگ	روح اصلی میں وہ رنگ جمال	جس ہو تو حشر میں فرزند مال
تجھ میں ہر جس عالم ہے مہتا	آپ کو لیکن عین تو جہاں	دوزخ و جنت میں تجھ میں شہر	خیر کا تو کیوں ہے حق منتہا
تجھ میں ہر طاقت ہوا ہو کر فرخ	جو کہ چاہی وہی کر سکتا ہو	اگر کرے تو جان دے جسے	ہم ملک ہم دیوں سکتا ہو
ہر آیت ربانی ہے تو	منظر انوار سبحانی ہے تو	عین حقائق اور اسرار الہی	جس تجھ میں ہو کر آنکھیں
عالم کبر ہے تر کسب اثر	نفس جامع ہر انسان ہے پھر	ویدہ کو لین ہر انسان ہے	سور تدبیری سچا پی ہر پھر
تو ہوا ہے ہر وحدت سے جدا	کر کے کوشش پھر اے دریا میں جا	خلاق افعال گو ہے کردگار	کسب میں تجھ کو دیار
جس میں اسباب کو کرتا ہے تو	وہیابی و فشان ہوا ہو ہو	جو کہ تو اسباب آباد کرے	غیر سے وہ انکو استاد کرے
مستعد ہو ادہ جس شکل کا	غیب صوت میں ہو دے عطا	خیر کے اسباب کی جمع کرے	نما کہ ہوا جمی ہی صورت
ہر غرض یہ روح امر کردگار	نور ربانی ہے اس میں آشکار	نور حق کلام میں ہے جہنگ اثر	جسم میں جب اسطر سے بکار
خاک کے پتے کو کرتی ہر دوان	ہر کسے غیب و اسرار بیان	روح پیر تن میں ہر نفس طلسم	کہ مخفی اسکی دغا ہوا
گر نہ چاہی تو حقیقت اسکی	قد سہانی کو تو اپنے اوٹ	خار و خس کے گری تو جان	بے دیکھے حضرت والا

نقطع جب عاید نے کرنی لہڑی	کتنے نے پھر کے کی مٹی سب	جب سب عابد کو کجی کون گئی	تیری سوئی اسے ناچار ہوئی
حاجہ پھر گئے نے جب آپ کیا	رو کے عابد اس سے یہ کہنے لگا	تین روٹی صاحب نے ذری	سودہ مینو کے چکا تو اداخی
مجھے کیا خواہان ہو لایے عیا	چھوڑ دی پھر بھلا سہرا	اب تعاقب کس پر گزرا تو	روٹیاں بے چکا تو تند خو
بھوک کے ہاتھوں میں تھانت	تو کمری ہو کون عبت بھلو نکار	نہر بھی کچھ جھکے ہے لے عیا	جانی دشمن قح مری جیا ہوا
حق نے گویائی کی قوت کی عطا	سگ زعاید کو جواب لکھا دیا	یون کہا کتنے نے شوریدہ مر	تو تو رب میں ہو مجھ سے بھی تہر
گندہ ناپاک ہون میں جانور	سارے حیوانوں سے عالم کے تہر	ملح تیری ٹھیں سب اہل جہان	قبح اپنی سکے ہے درد زبان
گندری بکرت بہت ہے اتہا	دریہ نعرائیکے رہتا ہوں کھڑا	ہے نہ کچھ کھانے نہ پی کر کھڑا	ہے وہاں نے نہ کچھ رہنے کی جا
کچھ نہ رات ہے صحن نہ طعام	فاقہ سے گزری ہو پھر صبح و شام	وہ بکریا تیسرون خشک نان	مجھ کو دیتا ہر عیشہ وہ جوان
سے شکم سیری کا تو امکان کیا	کم کھجو بھرتی ہے آہی اشتہا	چربی و شیرینی دلم و پیر	استخوان رخسار شیر و شیر
حام بھی انکا کبھی سنتا نہیں	ہوئی ہیں دنیا میں پیدا یا نہیں	باد و جودان سختیوں کے میں کھجو	غیر کے اوپر نہیں کی بستجو
باوجود اس کلفت و تکلیف کے	دل پہ خطرہ بھی نہیں آتا مرے	اسکے دور کے چھوڑ نیکان و خیال	ولیں بھی آتا نہیں اے باکمال
دن کو دروازے کا ہون بیاں	رات کو ہر سقف پر میرا مکان	چھت کے اوپر شام سے تا سحر	ہے حفاظت پر سدا میری نظر
ال کو کھتا ہوا آفت سے نگاہ	تا نہ چور و کج ہاتھوں سے تباہ	اسکی نان خشک پر یوں ارفنا	جہان کو کرنا ہو نہیں اپنی خدا
تو دیشہ ہو کر بیان لطف خدا	ایک دن کھانا نہیں مجھ کو ملا	دشمن حق سے کیا اگر سوال	کچھ نہ مالک کا رکھا دل میں خیال
اسکی زراتی کو دل سے محو کر	ایار وئی ناگئے کافر کے گھر	جان تک دے تو اسکو بخیل	سخت کتا ہو کر حق نعم الوکیل
سا لگا مٹی تجھے طیب غذا	بے مشقت اور بلا رنج و غنا	تو ہی اب نصرت کر لے دیونا	کون ہو دولون کے اندر عیا
کہہ زانو اپنے ولیم کے غور	عیا اب تو ہے یا ہو کوئی اور	سکے عابد شرم سے پانی ہوا	آہ کھینچی سر و غش میں آگیا
خواب غفلت سے ہو ایدار دہ	از سر نو ہو گیا ہوشیار و دہ	مرشد اسکا ہو گیا کفار سنگ	کار حق میں ہو گیا بس تیر جنگ
یون توکل میں ہوا ثابت قدم	کی نہ پھر کے کسی کے پشت خم	ہو گیا یکتا دوران و جوان	میر میں اور خشک میں فقر و مان
تیس دن کھاتا دہ برگ شجر	کچلا مار نفس کا پھر یہ سر	چھوڑ دی اس سے سلسلہ غذا	قوت اسکی برگ مہرہ کاہ تھا
کھو دیا کھانا کاسب دے خرا	جب دہ عابد عادت کامل ہوا	تمتہ سے کہنا بات کا انسان ہے	اور عمل اس پر بلائے جان ہے
کب بزرگی ہے فقط گفتار سے	لاکھ کہنا کم سے اک کردار سے	کہا ہے رزاق حق کو ہر بشر	ایک معنی سے نہیں کوئی خبر
لفظ بزرگ رزاق کا درد زبان	بے خبر معنوں سے اہل جان	جو کہ معنی کی طرف بے لگے	بچ و نیا دیکھ و دفاع ہو
	تو بھی ہر معنوں کا لکھا لکھا	ٹاپکے پابند ظاہر تو رہا	
	اس میں کتا ہون کچھ کمال	تا کہ ہر معلوم مجھ کو اپنا حال	

اہل دنیا کو نہ تو انسان گن ہو کہ کسی اہل کلام جان فرا ہو کہ خاموشی کا گر جھکو مزا گر میرے اچھا بہشتین کو کہے کہ میرے وہ راق پر جس طرح پائے ہن دزی جانور ایک چشمہ آب شیرین کا روان اس پر تھا وہ طہمت انعام خدا کیا عجیب ہے کہ گروہ عطا کھیل آکھیں اپنی اندر غور کر حفظ و لطف و فکر کو کوئی تو نہ غیب سے جب تجھ کو آتا کچھ لا ایک دن عابد کو ہر امتحان اضطرالی میں کیا شب کو سیر جائے تسلیج و قیام و در و ذکر میر کرنا عابدوں کا کام ہے بوزہ جب تک روح کے اندر صفایا دست میں نہ کہتا تھا ہر جو چند گھر فراموش کے تھے وہاں تین روٹی صاحب خانہ نے دی ایک تھا اس صاحب خانہ کا سنگ روٹی لیکر جب ہوا عابد روان کھانے میں ہنر و شب کتا ہوا یہو نیچا تھا وہ ترک کی پر لپ پر ایک روٹی اور اس کے کو دی	حقیقی دلق بن بن یہ اند ہو خوشی اس سے سوچ سوا تو کرے ہرگز نہ کو پھر و جان اسے وحدت ہو کہ کثر کثرت کوہ میں کرتا تھا عمر اپنی بسر بے مشقت بے کسی رہے ہنر قدرت حق نے کیا جاری پائے خود بخود حاجات سے کچھ رو ہن خدا کی نعمتیں بے انتہا کر عطا غیب کے اندر نظر جھکو کیا کیا کچھ دے حد سے فرو کیا ہوا عابد کو گریہ پوچھی غذا قدرت حق سے نہ آیا فاعمان ہو گیا آخر کو ہنگامہ سحر رات بھر دلیں بہا عابد کا فکر کب ہر اک رشتہ ہما کا دام ہے جو عابد کو بصیرت اسکان کیا آتش برائی و لکی آرزو یہو نیچا اک روانہ پر خستہ جان لے کے انکو یہ جلا باحد خوشی سخت و زندہ و نہایت تیر تک کتا دوڑا چھپے اسکے ناگمان پاکے فرست کوہ کو عابد چلا اسکے پھر گئے نے اسکی لی خبر وہ بلا جب اسکے پیچھے سے ٹلی	حقیقی دلق بن بن یہ دنیا کا کلام ہو گر گستاخ مثل سیم و زر فخر صادق کا کتنا ہے بجا اہل دل کوئی نہو گر بار غار یا حق میں جان سے مصروف تھا غیب سے وہ راز قیام و بشر یہو نیچا اس عابد کا بیخ و حساب نہ غم و آس و تفکر گاؤں و خر غیب سے یہو نیچا جو عابد کو خدا غم و قتل و ہوش و در و خر تو نے کب انکا کیا تھا کچھ سوال ہن جو کچھ ترے بدین خج و گل کھینچا عابد نے بہت سنا انتظار بسکہ نقدی تھا وہ ہونڈ گدا جو ہے پانی میں قوت تیرا قوت روح ذکر نام پاک ہے بھوک سے عابد بواجب تیرا قریب آیا دور سے انکو نظر جا کر دروازہ پر سے وہی صدا لے کے آئے جب کیا قصد مکان یہو نیچا اس گشتے کو الہام خدا جب کیا کہنے نے عابد کو تیرنگ کھا کے روٹی جبکہ وہ نایاب ہوا غرم آئے گائے کا جب کیا شفق میں کہ تو کھانے کے لگا	جسے تو اسودہ اور خدا کا کام ہے خوشی عمل دیا قوت و گم جو کوئی ساکت رہا وہ ہی بجا کرے وحدت کو یہ پھر تو اختیار غیب سے دیتا تھا راق اسکو خدا نے تھا وہ دون وقت اسے حکم تر سالہا تک ہم طعام دہم شراب نہ تلاش نہ رنج خشک و تر تو تعجب میں عبت شہد رہوا چشم و گوش و لحم و خرم دوست دیا تھی عطا و ذات پاک و الجلال ہو عطا غیب نے بدست مل بھوک کے ماسہ ہوا وہ بھیرا بھوک سے کم ہو گیا راز و نیاز جو ہے صقل گر شہر جان مان و علو اسم کی خوراک ہے یہو نیچا یہ اس حاضیت کھینچ کر گر سنہ ہون لے مجھے بہر خدا تا کہے جا کر وہاں پر روشن جان تیرے غران و دسگ مردہ بنا روٹی اک کتے کو ڈالی ہر رنگ کتے نے عابد کا پھر چھپا گیا مضطرب عابد بہت ذہین ہوا اور عابد ہو گیا مثل گدا
---	--	--	---

وعدہ تیرا ہر جوش و طو	وہ تیرا ہر جوش و طو	وجہ کچھ تخصیص کی تو با ضرور	شرح کر اسکی ذرا بہر خدا	وعدہ تیرا ہر جوش و طو	وہ تیرا ہر جوش و طو
یوں یوں پیغمبر خیر الزمان	یوں یوں پیغمبر خیر الزمان	ستدر ہے امین بھی از زمان	گوش جان اپنے کرو سوت و	یوں یوں پیغمبر خیر الزمان	یوں یوں پیغمبر خیر الزمان
چیت زرافتی پر اسکے بولیتین	چیت زرافتی پر اسکے بولیتین	جان و دل سے اکو ریا عالمین	گوش جان اپنے کرو سوت و	چیت زرافتی پر اسکے بولیتین	چیت زرافتی پر اسکے بولیتین
مدت مہو و تک اُن پر سدا	مدت مہو و تک اُن پر سدا	بیٹھا رہتا ہے نہیں ہوتا جدا	یہ ہے ہوتے ہیں جیتے نمود	مدت مہو و تک اُن پر سدا	مدت مہو و تک اُن پر سدا
یہ شمع پر آنکے ہوتی ہے سفید	یہ شمع پر آنکے ہوتی ہے سفید	تراغ اپنے دلیں ہو و نا امید	وہ کھتا ہے کہ بقیہ اور کے	یہ شمع پر آنکے ہوتی ہے سفید	یہ شمع پر آنکے ہوتی ہے سفید
و کھلا اریق اقلین ہو شمشکین	و کھلا اریق اقلین ہو شمشکین	دلیں سمجھے مرے یہ بچے نہیں	گر مرے ہوتے تو یہ ہوتے سیاہ	و کھلا اریق اقلین ہو شمشکین	و کھلا اریق اقلین ہو شمشکین
غصہ میں اہم شہانہ سے جدا	غصہ میں اہم شہانہ سے جدا	پانی مے لکھو نہ دانا اوقتا	ایک گاہ و گاہ اسکے حال کو	غصہ میں اہم شہانہ سے جدا	غصہ میں اہم شہانہ سے جدا
ہوک سے جب حال ہوا نکلتا ہ	ہوک سے جب حال ہوا نکلتا ہ	زرق آنکو بچتا ہے یوں آکھ	حکم ہوتا ہو اکو جلد تا	ہوک سے جب حال ہوا نکلتا ہ	ہوک سے جب حال ہوا نکلتا ہ
جھوٹے ہو کر جب کرین وہ کھو و	جھوٹے ہو کر جب کرین وہ کھو و	جاکر خوراک چھپا اس میں جا	رشتہ ہوتی ہے اکو مستدر	جھوٹے ہو کر جب کرین وہ کھو و	جھوٹے ہو کر جب کرین وہ کھو و
اسطرح جیسے وہ بچوں کی خبر	اسطرح جیسے وہ بچوں کی خبر	زرق کا اپنے کچھے ہو کیا ہو ڈر	وہ کہے ہے آپ اسن وارتہ	اسطرح جیسے وہ بچوں کی خبر	اسطرح جیسے وہ بچوں کی خبر
جیکہ جائیں چالیس اُن آپر گذر	جیکہ جائیں چالیس اُن آپر گذر	اور یہ نگلین بدین اُنکے پر	رنگ جیتے ہو کا ہوتا ہے سیاہ	جیکہ جائیں چالیس اُن آپر گذر	جیکہ جائیں چالیس اُن آپر گذر
زرق کو اس بات کا جب ہو یقین	زرق کو اس بات کا جب ہو یقین	بچے میرے ہیں کہو ترکے نہیں	پھر کئے مرے محبت کا ہو جوش	زرق کو اس بات کا جب ہو یقین	زرق کو اس بات کا جب ہو یقین
عشق ہو سیتے ہیں اسکے شہانہ	عشق ہو سیتے ہیں اسکے شہانہ	بچو نہ قربان کرے وہ جان حق	زرق کا چونکے اپنے اہتمام	عشق ہو سیتے ہیں اسکے شہانہ	عشق ہو سیتے ہیں اسکے شہانہ
بچو نہ ہو جان اور سے قدا	بچو نہ ہو جان اور سے قدا	اور کھلائے و مبدم انکو خدا	وجہ یہ تخصیص کی ہو و سوتو	بچو نہ ہو جان اور سے قدا	بچو نہ ہو جان اور سے قدا
زرق تیرا خود ترا جو اپنے یار	زرق تیرا خود ترا جو اپنے یار	تو تحسین میں عبت ہو ہو فگار	اسکے کتا ہوں میں ان دلان	زرق تیرا خود ترا جو اپنے یار	زرق تیرا خود ترا جو اپنے یار

اس داستان میں بیان ہے حال تقدیر کا کہ جو مقدر ہے وہ ٹلتا

نہیں اور حال ایک امیر کی اولاد کا کہ موجب عبرت ہے

کہتے ہیں تھا ایک مرد تو جوان	زہد و تقویٰ میں گناہ و زنا	صاف طہیت پاک خصلت نکو	تھا جوان صاحب و دم و نامجو
اسکا بارگاہ تھا خوب شرع	اسکا ہر عمل تھا خوب شرع	گو کہ میں در سال میں تھا وہاں	راہ حق میں ایک یہ نکتہ دان
کار حق جان سے معروف تھا	کام اسکا امر بالمعروف تھا	تھا وہاں ایک شخص عالم تربت	زیب عالم مہربح سلطنت
نائب سلطان امیر نازدار	رکن فوج بادشاہ کام گار	تھا سپہ سالار لشکر وہ امیر	جرات و ہمت کے اندر بے نظیر
ہر ایک اسکا طرز مطیع و درست	کام میں اسلام کو چالاک و چست	وہ جوان صاحب و با آلقا	تھا لازم اس امیر نیک کا

یہ پیش ہے اس بات کی کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو کمتر آدمیوں کے وعدہ سے حقیقت میں جانتا ہے اور ظاہر میں زبان سے اللہ کو رازق کہتا ہے

آدمی کوئی اگر وعدہ کرے بہتر اس میں کچھ فکر و قرار راست کو وعدہ کو اس کا جانکر وہ خدا کا دیر چوں و چند فیض ابرائیس سے جو ان میں ہے ہے ہر اک نعمت و بان بے انتہا پھر تجھے ہو کس لئے یہ اضطراب ہو کچھ تیرے نصیب و نہیں لکھا ہو ہر گز ایمان کی بچھریں اگر ہو نا ان باتوں کا اگر جھگڑا نہیں وعدہ کو حق کہ بھی تو کچھ ہے وہ لین تو کچھ ہو مومن آگاہ خدا یہ ہو اسکی عنایت کا گاہ بسمہ ازخیر معنی ہے بشر	فقد یا کھانا تجھے دنیا کرے اسکے کہنے پر فقط ہوشا دیا ہو گیا کسب ہنر سے بے خبر جیسے آگے نہ چرخ بلند لطف اس کا سب پر عالمگیر ہے وہم بھی جس جہان کم ہو نیکی جا رزق کو خاطر یہ ہو کیونچہ آج میش و کم اس سے ننوہا وقتا گر تو کل ہے تو کل خوب تر بے دنیا کی تنواری دلنشیں اسے کر ایمان تیرا ہو درست کس گل ایمان کی بچھریں ہو لاؤ و جھگڑا کھینچو وہ راہ ہر تو عبت صورت پر کھنسا ہو نل	اسکے وعدہ پر بولسا اعمام تو کہیں آئیں ہزاروں اجمال اس قدر و کجا پر اس کے یقین وہ عین اسکے نہیں ہرگز خطا نیل و عبت بغیر سے ہو وہ بری رزق کا تیرا ہو واجب و کفیل کھو ہوا نواق میں اپنی آبرو منفعت ایمان کی تو ہر چیز دل وعدہ کو سچا سچا اللہ کے کھینچتا دیکھو وہ آہ جانفش جب ہوا ایمان تیرا خوب چشت شعبہ ہیں ایمان کے بے انتہا ہر یقین ہر شخص پر ہر شک و شبہ نزدت حق کو یا ایذا خلفت	دین ہو یسین اور جی و شاد کچھ نہیں کرنے کا تو آئین خیال تکدر آئین رزق کا جھگڑا نہیں عام ہو ہر شخص پر اسکی عطا ہو ہر اک ہر تر سے اسکی برتری اور بنا ہر کام میں نعم الوکیل ہو مقدر ہے وہی بابت تو خان کے خاطر جو تو ہو وکیل و کھوت آو وہ دنیا کرے ہو تاجس سر ہر وہ کجا کجا پیش ہو جی نیا سب سے تیرا سلوک ایک بھی تجھ میں نہیں سہل فنا وہ ہی کر تیا ہو جو آئین غیب پرست پر ظاہر کے مت ہو تو خلف
---	---	---	--

بیان ہے محزون دعا کا کہ بیچ مقدمہ زرا قیت کے وار و حدیث میں
ہوئی ہے یا رزاق الغرن فی اغشائہا یعنی اے رزق دینے والے
کاگ کے بچوں کے گھونسلو نہیں

لائے تھے ایک دن ہر تر دعا یعنی جو بڑی رزاق کی شان	رزاق الغریان فی انشائہا کسے بچہ کا ہونچہ و ان ہم و گمان	رزق دینے والے کو بچہ کو تو ہو چاہا صاحب نبی نے باطنی	گھونسلو کے بیچ میں بے سبب رازق کو بچہ کی گزشتہ حقیقت کی
--	--	---	--

تھا ہر اک دوی سے اس کے چشم نہ اور یہ نہ مایا کہ لے اہل حرم نیک و بد پر نہ تھوڑا نظر اس جن کو سوچ کر اہل محبت دریغ کا کام ہوں تیر کو درست کیا وہاں کیرت لہر ہے جہان علم باطن کے جواہر اور زمین دیکھ کر آنکھوں سے آنکھ ترقی فریق وہ در اس پہل در بجان دور کر گیا جب کبھی اس جاسے امیر کرنا تھا ہر دم نہ بسن و خدا وہ سر ہر شام سے تے مسخر قائم اللیل اور صائم بالہنا اتفاق اس پہ سالار کی دو لون کو اولاد کی تھی آرزو اس موقع پر کہ تاہو سے پس انگلیوں پر گن کے ہر شام و شکر تھا ہر اک کے دل میں یہ خوف درجا گھر چہ وہ نہ ہو میں عطا کر دگار ہوں خدا بیٹے پہ باور اور پدر گر نہ کرنا عشق آنکے و دل میں جا سوطح کے بیچ و تکلیف اور در عشق سے ہر زین رخ بیکران حبیب الفت نے نظر آویں ہر طفل کی منظور جو تھی پرورش	تھا خلق ہر اک کو لہر اور علم حکم میں تیر کے بین اک فلم ہر حفاظت تجھ کو لازم ہے پس کوچ جاری کر گیا وہ خوش حال راہ عقبنی ہوں تو جیالاک و شست نیل یا قوت و زمرہ کی ہوں اور سے کچھ آنکھ نظر طور ہیں بحر حیرت میں ہوں تو کیا رنق اس میں باکل بیچ و تکلیف ہوں یہ جوان اس سر بارونق پذیر مجمع برکت ہوئی تھی وہ سرا طاعت حق میں ہی کرتا تھا پس تھا یہی اس فوجوان کا روبر بار و دار اہلیہ حکم حق سے تھی رات دن فرزند کی تھی جستجو دیت تھے یا قوت و دل بیکران نومینے جب ہوئے اس پر سر دیکھتے کس طرح ہو یہ عقدہ وا پر خوشی بیٹے کی ہو دیشمار یہ ہی اک رحمت کا ہوا اس کے اثر کون تھا تائید مصیبت اور بلا عشق کو سب ہو گئے بیکران سبیل بیکران و در و جعفران عشق نے غفلت پر جلا و شکر دی خدا و دلین الفت و پیش	اس جوان کو جب کمر مردان جو کرے تیر و خات حکم کار رے پرتیری ہو جو ہونا کا کام کرے تجھ کو کوئی مرد امین شرمندانا ہو اس کا امین نیل یا قوت و زمرہ ظاہری بے زمرہ اور یا قوت و گھر نسبت اس عالم کو اس سے کیا وہ سر سر تندر و حلو او غسل گھر پر اس کے بی کو کرنا تھا خدا گو کہ وہ اس کلام پر غور تھا فکر و ذکر و درود و تسبیح و قیام خلق مثل چشم تھی وہ مرد مک کھینچ کر تکلیف و بیخ و حیرت وہ دم انکی ہی تھی التجا کی بہت خیرت جب بے انتہا مرد و زن تھے جان و دل و نظر تھی کبھی فرحت و دلین گاہ دور گو کہ ہو فرزند اس کا بے ہنر گر نہ دل الفت سے انکار ہو دی خدا نے و دلربا بیاب کو گر نہ تو عاشق کا دلین اثر اس نے کہتا ہوا وہ غیر البشر محبت شہر مار مراد و حیرت پرورش کا کر دیا الفت سبب	اہل خانہ پر کیا اس نے تعین ہر منہ کا اسکی تجھ کو اختیار ہوتے ہیں ہم تیسے رخصت اسلام سوچ اسکی لے پر تو کا دین سوم اک از کیرت احمدہ نہیں بے مزد اس جانین سیکر اخ ہیں حزن یزنی سے بھی اس جان مہرنا بان وہ ہر خیر اور غل یہ ہے زہر و شغل و صبر و رقت جان دل سے کام میں ہر وقت تھا یا وہی میں وہ سارا مامور تھا تھا و طیف اس جن کا صبح و شام تھا بشر صوت میں ہر ت میں ملک آیا تھا بیچ محل میں آفتاب یا اسی کر سپر کو عطل تہ نشانی پر نگاہ و دعا تا کہ ظاہر ہو یہ راز مستتر دیکھتے و تھو ہو پیدا یا پس ہو تا ہے لیکن سپر جان پدر پرورش اس کے کی پس دشوار ہو بیٹے پر کرتے ہیں قربان انکو ایک ن میں و کے مرعابا پس سب کو کرتی ہے محبت کو رنق عشق ہو دلین تو جو کھا کھانا ور نہ یہ وقت اٹھانا کوئی کب
---	--	---	--

بیکردن در حق پانی نهاد اتفاق شاه نے اسکے عین جنگ ہے اہل دنیا کا نظام کام جینگ ہو مناسب طبع کی جب ہوا اس امر طبعی کا ظہور کر قضا انگشت آنکھوں پر دھرتے وہ رکھ آنکھوں پر اور دو دشمن گرنے جینگ کہ تو بوجہ مادہ کار ہے تقاضا یہ قضا ہے عیب کا مادہ خرے اگر ہو وہ تیر جس سے لگاؤں لکڑی ہو جگر ہے قضا وہ شے اگر حق ہو ملو تو قضا پر گرنے ثابت قدم اقتسام اس بات کا ہوا ہے	ولین کھتا تھا جو انے اعتقاد کر دیا ایک ملک کے اور تعین ضلع سے بڑی زمین سلجے انکے کام رہتا بود و نو نکادین ہم خوشی دوست بھی بود دوست اپنی نافر لکڑی لکڑی باب ملے کے کرے نما کہ تو بجائے خاصہ کو رو کر ہیں جو اس شے تیرے نابکار تو بڑی چیز کو کر سمجھے بھلا حور سے بہتر کچے آوے نظر آپ اسے تو کھائے حلو جانکر تو کرے خبر سے اسکی آغوش تو نہ پہنچے کچھ تیرے دلوالم نستظر ہے وہ امیر نیک ہے	ولین کھتے تھاتے ہوا میں جیکہ کچھ ہو نیچا بہت وہ رو دلا ہے طبعی امر کا شور و شر یاد سے سمجھے ہے ایتنا بار غار دشمن جانی ہوں سب فرزندوں ہے قضا کی پنج انگشت غیب اک بجائے مہر و لب پر دھرتے کام سرزد کھتے ہو بالاضطرار ہو حرف زبانی سے کچی تو تیر وہ جو کچھ نہ لاپل کو بھی مانتا لکھیرے جب تیرے ملین تیری قضا ہے یہاں جو کچھ قضا کا کھیل ہے جو کوئی تیرا کرے نفع و ضرر کیا امیر اسکا فقط حیران ہے	مستقین و زائد و اہل یقین فوج کر کے ساتھ با صدا امتیاز کشت خون جنگ دفع خبر وہ اسے جانے بود سے دشا اقر با تیرے ہوں تیرے بیخ کن جب وہ چاہے ہے کہ اپنا سر نما کہ تو کشت ہے کچی ساکت رہے ہیں کہ اسکے بود دل من تیرا جنگ و کھلا د قضا مثل کھر وہ دکھائی دے تجھے آبدار آپ جا تو در وہاں اثر دیا تو مثال گلے لے فرزند ہے غیب اسکو سمجھ تو اسے پس سامون کے ولین بھی نیچا ہے
---	--	---	---

سیان سے بیان ہے جانا امیر کا طرف لڑائی کے اور چھوڑنا اس جوان
صالح کو واسطے خبر داری اہل و عیال کے اور متعین کرنا کاروبار گھر کا

فوج کو لیکر امیر اسدار ایک حکام کہ ہو محکوم حق وہ اطاعت میں ہو مسلک نبی ہیں اسے لامر انبیاء اولیا عدل پر مانع خلافت کا شیوہ اس لیے کہتا ہے وہ خیر اورا ظلم سے بدتر نہیں کوئی گناہ	حکم سے شہ کے چلا بالاضطرار کر دی اپنے آپ کو مدد حق کافر و فاسق پر یہ طلعت پر کا اہل دنیا کو نہیں یہ مرتب عدل ہے شاخ ولایت کا ثمر سلطنت کو عدل سے کو تو بقا خلق اگر ظلم سے ہو کجیاہ	حکم کا حاکم کی کہ تو اتارے عالم جان پر جو جسکی سلطنت گر خلاف امر ہو دے امر شاہ یہ لاشا ہند شاہ عادل ہوا کر عدل سے سہرہ ہوا نے جان ظلم ہو اس سلطنت کا بیخ کن انفوس جو وقت دہ چلنے لگا	نما کہ بود و نون جہاں اتارے ہو وہ ظل اللہ عالمی مرتب تو کرے اسکو تو بود و رو سیا جان اسے کبریت احمر ہے پس عدل سے صحرا ہو رنگ بوستا ظلم ہے گردن کشوں کا شکنجہ اور زین و فرزند سے نصرت
---	--	--	--

مضطرب ہو کر آتو ہو مجھ پر دوسرے پر ہے اگر تیری نظر نعمتوں کی کچھ نہیں اُسجا مکی ایک تو اور کتنے بچنے کی خوشی یار یہ اگر غصے تھا انگلیں و زار	کیوں نہ ہو لطف اسکا و سنگ لطف اندر دم ہے تیرا چارہ گر چاہیے لیکن خلوص آدمی دوسرے بیٹے کی ہونے کی خوشی یا خوشی سے ہو گئے بانغ و بہار	غیر حق سے جب ہوا تو منقطع دان و بی سے ہی فقط و سدا گھڑی جیبا اندر پر سبکی نظر یا تو وہ گھر غم سے تھا ماتم سرا یا تو تجھ افسوس سرت کو کلام	اُسکی رحمت کو نہ کون ہو منقطع جب گئی یہ ہو گیا تو بار بار رحمت حق سے ہو اپنا پھر دم کے دم میں جمع عشرت ہوا یا مبارکباد کی تھی معلوم دھام
تھے بہت پر غم سے با آہ و فغان ہے تیرا آدمی کو دوسرے دم لذت دنیا پر ملوں اے فنا بنغم باغ کو جب پیچ دے جب ہو پیدا وہاں طفل شدید کوئی صدقہ دے تھی سر پہ چھو	یا خوشی سے تھا ہر اک نعرہ زبان ایک دم میں ہو خوشی اک دم میں نقص ظاہر پر نہ اس کے دل لگا کب کوئی دنیا کے ہاتھوں سے بچے ہوئی وہ رات سب پروردہ عید کوئی نظریں اپنی کرتی تھی ادا	بے یہی کار خیال بے ثبات کچھ گھو گریاں مجھ خندان بشر مثل حقیق اس کے ہر باطن میں نہ ہاتھ سے نفس و کسے وہ بچا بسکہ تھا ہر شخص پر عیش و طرب اصل دگو ہر سیم وزر بے انتہا	ایک دم میں برہم ہوا کرم میں بات اس غم و شادی بیت کرتی نظر اسکے ہر لقمہ میں بین سو سو شرار جسیر ہوئے لطف انعام خدا ایک شب قدر انکا گھر میں تھی شہ بینواؤں اور غریبوں کو دیا کیا ہو کر تو بات کو صدقہ کرے
شور و غل جب آسجکے سب ہو چکا وہ جوان صانع دیا امتیاز تا کہ یہ گیم کو مبارکباد دے تھا تامل میں مگر اے ناگمان نور چہرے سے عیان ماند برق کھیل کر اسکے تین یہ نوجوان	راگ و لگا و تاج کو و آخر ہوا صدق دے پڑھ سکے دیو نماز شاد و حوری طفل کے ہونے کی دیکھتا کیا ہو کہ اک مرد جوان سر پہ پانکھت تیرا دین غرق رگیا دیوان و شہر رگیاں	بجگہ سے جب ہوئے سب ایک سو کر کے دروازہ کو اس جانے وا صحن خاندان ہوا جا کر کھڑا بیٹھی تھی جس گھر میں دھفت ملی سر پہ عمامہ عرب کے طور کا دلین کرتا تھا قحب سے خیال	رہ گئی وہ مادر طفل نکو گھر کے اندر وہ بیٹے پائون گیا چاہتا تھا یہ کسی کو دے صدا لگا باہر اس سے مثل آفتاب گھر میں سے باہر کو آتا ہے چلا غیر کا آتا ہے اسجا میں محال
پاسانچہ رواز ہے پر میں ہنسیار آدمی کا ہو بیان کیونکر گذر دہم کا بھی ہونے میں جا میں گذر پھر یہ کہتا تھا کمان میں لبید کب ہو یہ شکل و شمائل دیو کی اپن کے اور ادب سے کر سلام	پر پرندہ کو ہون جن جاسست اس مکان میں سطح پر پوئے بشر اور کمان یہ شکل بالکرہ سعید یہ ہی کچھ اسرار غیبی و حق دست بستہ ہو کر پوچھا اسکا نام	وزکان اسطر کا حص حصین وز داو غیار کا اس جاگمان یا تو ہر کچھ دیو یا کچھ ہے بلا دیو کی یہ شکل نورانی کمان کبر کے دلو سخت یہ آگے بڑھا نام کیا ہو آپ کا اور کون ہو	بے خلاق عقل و فہم تکہ وان یا مجھے ہے خط و مالچو لبیا یہ روش اور نورانی کمان بھید اسکا نام کہ کچھ سپہ دا کسی تم کہتے ہو اس جا جستی

عشق سے ہیں ات سب عالم کا	عشق سے دنیا میں ہیں سب کار و بار	پیداوار کے ہو پستان میں شیر	جب بول سینہ میں الفت جائے
ایک کو ہو دوسرے کے کچھ نہ کام	کوئی مالک ہو نہ کوئی ہو غلام	کون ہو ملک اور کون ہو کون شاہ	گر نہ ہو دلیں جیانی و جاہ
کم ہے اسکا تین جام است	جو کوئی ہو عشق سے دنیا کو مست	عشق باقی ہو پیدا دلیں تنگ	عشق فانی کو یہ ہر الفت کا جھگ
دل نگا اس قدر قیوم سے	دوستی کرتا ہو کیا معدوم سے	دلوں پر عشق ربانی سے تو	جو شکرست دل لگا فانی سے تو
وہ ہوا تیرا کو کہ تو کیا ہوا	تو ہوا اسکا تو وہ تیرا ہوا	ہے وہ بیشک بادشاہ بحر و بر	یاد حق میں جو کوئی ہے چشم تر
علم میں تیرے ہو سب شیر و تنگ	انجم و شمس و قمر جن و ملک	تیرے قلعے میں ہو ارض و سما	ذات صوفی میں ہو ارباب تو فنا
داستان سے ہو گیا تو بیخ	عشق کا ایسا ہوا دلیر اثر	دور جا ہو نچی قطار کاروان	کہ حسن کو تہ ذرا تو یہ بیان
	نہ لوں ہی رہ گیا مطلب سے دور	عشق کا ایسا ہوا دلیر عبور	

پیدا ہونا لڑکے کا امیر کے گھر پچھلے پہرات کے وقت اور ملنا اُس جوان صالح کا
منشی تقدیر سے اور معلوم کرنا اُس لڑکی کی قسمت کمال جو کچھ خرابی اسکی قسمت میں لکھی ہے

بند آدمی رات کے وہ یار دار	دروازہ سے ہو گئی ہر تیار	دروازے کے مارے نہ پتیا تھی	ریگ پر چون مابی باریاب تھی
میرے بسمل کس طرح غلطانہ تھی	دروازے کے ہو پیر جان تھی	کر لیے تو تیرے گندے بیشتر	پیر ہو کوئی نہ امیر کارا
چتر و منتر خسوں و لوٹے	جو نہ کرتے تھے سو امیر کر چکے	کچھ نہ اسکو نہ بخشا فائدہ	وہ دم دم درو طعیانی بہ کا
بہ جو ہو نامہ قسمت میں لکھا	کہ وہ اسے اسکو ہو فائدہ	رج و راحت سے پکا دل نہ	گر قضاے تو ہر اک سے کی دو
ہے جو کچھ بھائی سو تقدیر سے	کہ وہ مٹا ہے مری تدبیر سے	حکم حق سے ہو جو سو دوزیان	نوعیت تدبیر میں ہے نہ سب
ہو اگر تدبیر ہر اک کار گر	تو شہنشاہ جہان ہو ہر بشر	اپنی خواہش پر اُپر بولت کلام	تو ہر اک دنیا میں ہو شاد و
تو کرے سو فکر و تدبیر لے فنا	ہو نہ سب مالک اگر چاہے خدا	جب نہ تدبیر تیری کار گر	غور سے کر عجز پیرا پست
قاد مطلق سمجھو مست کو	بے خبرت میں نہ آگاہ ہو	الغرض جب ہو چکے مالوس سب	تھے ایسی گفت افواہ
جب کسی نے کانہ دیکھا فائدہ	کی خباب حق میں دے التجا	جس سے فائدہ کو ہے وجود	ہے اسی سے سبکی مشکال
ضعف ایمان کا ہے یہ تیرے پیر	غیر حق پر گر رکھے ہے تو نظر	پر وہ ظاہر ہے خامی کی دلیل	پہ وہ بیشک پھر ہے تو
مرد میں اس جہیم کا پردہ اٹھا	قید جسمانی کو توڑے ہو قا	قید جسمانی کی دلیل اسے گذر	پارہا اور کچھ صحرانہ
ہے یہ صحرانہ صحرانہ جان	جسکا پردہ ہر صحرانہ	کی ہر اک نہ جان لے جہنم و خوش	اگیا دریا و رقت کا بجا
معتدل ہو کر کرے ہے وہ دعا	اسکو سن لیتا ہر جلدی کر بنا	اعطاب دل ہے منظور نظر	مضطرب کا ہو کر کنا

ابن تیا کی ہے غفلت پر نیا شفقت دیا کا ہو یہ غفلت تنوں	باخیر کو کام ہے دنیا سے کیا اسین بن جنگ فظلم و کشت خون	جو کوئی اُس آہ کا ہے باخیر جب تیرا یہ پردہ غفلت اٹھا	کام سے دنیا کے وہ ہو کر دور پھر ملاک کا بھی تو ہے مشور
منع سے یہ اور شائق تر ہوا منع سے ہوتی ہے حرص و ہیر	کی بہت سی پھر حوائج انتہا منع سے باہم میں سب جنگ دینہ	آدھی کی طبع رہے منع شاق ہو باخیر جن کام میں طبع انور	منع سے ہوتا ہے زائد اشتیاق منع کرنے سے کہے وہ بالفور
	جنگلوں میں رہو اگر طرفہ نقل جنگلوں میں رہو اگر طرفہ نقل	غور کرنا اور کچھ جنگلوں میں عقل غور کرنا اور کچھ جنگلوں میں عقل	

قاعدہ کلیہ اور خاصہ طبعی ہر آدمی کا یہ کہ حسنات سے منع کرین دل اسکا اسی چیز پر
راغب ہوتا ہے اور وہی شے اُسکے ذہن میں مکرر ہوتی ہے اور اسی پر تمثیل
ہے ایک درویش عابد اور ایک مزدکی

لے تین تھیں ایک بس مرد ظالم ہم رحیم و ہم کریم و ہم خلیق	صاحب ملکین درویش و شریف ہم شخص و ہم خلیق و ہم ذوق	عابد و زائد کریم و پارسا رہتا تھا صحرایں آبادی کو در	متقی و نکستہ فہم و بادقا اختلاف خلق سے تھا وہ لغو
طبع و نیا دی سے بالکل پاک تھا بسکہ باہمت تھا وہ مرد خدا	کار حق میں چاہک چالاک تھا ہیز باجو کچھ اُسکی حاجت کو سوا	تھی توکل پر فقط اُسکی گذر کرنا وہ تقسیم تھا جو نہ سب	زرق کے اُسکی خدایتا خیر کچھ نہ رکھتا پاس اپنے روز و شب
جو کوئی ہوتا غریب مستہ جان ایک دیتا دار کے دلیگیان	نہی سے خدمت اُسکی کرنا وہ چاہتا یہ ہولہ کیا گریہ جو ان	اسی سے رہتی تھی اسجا ایک دھوم اسی سے رہتی تھی اسجا ایک دھوم	بنو انوں و غریبوں کا جو دم خدمت اُسکی دے وہ لانا بجا
اچھے اچھے گھر سے پاک و طعام جنگلوں کے اسطرح پر چرمال	ایکے جاتا پاس اسکے صبح و شام ایک دن اسے کیا اس سوال	کرنا الفت و رحمت با شما ایک آتی ہے گھر کچھ کمبیا	رہنا خدمت میں کھڑا ہوا نسخہ اسکا کچھ بند کیا و عطا
سجھا پڑو دینیں جیسے درویش بہ گراں شخص کو دون میں غوا	طبع و نیا میں بڑی بالکل امیر دینیں ملحق پڑکھا ہر چیز و تاب	اسکو با یوں کہنا ہے بڑا حکمت علی ہے اسجا میں ضرور	جانفشانی اسے کی ہو سا لہا یہ بلاتا اپنے پیچھے سے ہو دور
یوں کہ اور ویش بے پھر خدا ایا تھا ہمیں مرے بھی باریا	جی ہو یہ چیز کیا ہے کمبیا دون بتا جنگلوں بنا لہنا طلا	تیری فرحت ہو میرے و لگو بین ایک تھا از بسکہ راز مستر	تیرا کہنا ہو مبرا اس دین تھا انہما و اسوقت اسکا سفر
ہو کہ خوش اُس شخص نے کی انتہا اسے نہتی ہو بلا شک کمبیا	کوئی شہر در کار ہے جنگلوں کسنا وہ بتا جس سے بے گدن طلا	جیسے تجھے در کار ہو و کم و زور یوں کہنا اسے اکھاڑا بے ڈوری	وہ ہم میں اس قدر تیار کر اس شجر کے بیج من چاہے بکری
	شرط ہو لیکن یہ سب سے قتا شرط ہو لیکن یہ سب سے قتا	جنگلوں میں رہو اگر طرفہ نقل جنگلوں میں رہو اگر طرفہ نقل	ہو نہ بند کا ذرا دل چن

اسی تدبیر ہی رات میں تھا کہ بے کوئی ہمارا بار و غم گسار یہ تھکاسی وضع اور یہ اتقا بے عجب ہوئے یہ فعل قبیح کر کے نام حق یہ اول ابتدا حکم میں کچھ اور ملک غیب کے غیب کو کیا نسبت اس طرف سے کب ہو جاری فصیح پر حکم زمین بے غلط تیرا قیاس ہے بخیر حکم حق پر ہے ہمارا کار و بار ہوتا ہے پیدا جو دنیا میں بشر بے جو کچھ قسمت میں اسکی فیروزہ منشی تقدیر ہے میرا قلم کب مٹے میرا لکھا تدبیر سے کب مری تحریر ہے حق و ملک آنا میرا حکم حق سے ہر بیان تھا بہت از بس کہ تو با اتقا سنے سارا اس فرشتہ کو بیان اسکی قسمت میں ہے کیا کچھ لکھا تم یہ ہر انعام و لطف و کردگار مجھ کو اس منشی تقدیر بشر جو مقدار اسکی قسمت میں ہے دو یون کہا اس ملک نے کیا کمون تو نہ کر اس بات کا ہرگز خیال مجھے مت اس بات کی تفتیش کر	کیون قدم رکھ کر کیا اسے نیکنی اجنبی کا غور تو نہیں کیا ہے کار حیث صادر ہو یہ فعل یدرنا دو جواب اسکا بایں فصیح محمد حق سبحانہ جل و علے دخل نہیں حکم ظاہر کو نہ دے فرق ہوا میں مقال مرد کے یہ کشف اور وہ لطیف و حسین اپنی کج قسمی ہے استغفار کر سنکر اسکا دونوں عالم میں کج خلق قدرت حق سے بچو ہو بے خیر زرق کسب و علم و جہل و خشک و تر حال میں بکھتا ہوں اسکا حکم کون ہو عمدہ بڑا تقدیر سے کز لک تدبیر سے ہوتی ہر حکم تا لکھوں احوال طفل ایڑے نہ دانا رحمت حق نے دیا پردہ اٹھا مستطربا ہے ہوا دل میں جو ان کیجیے اس راز پنهانی کو دا لطف حق تم پر ہے ہر لیل و نہار حال سے اس طفل کے اکاہ کر تیرے منہ سے مجھ دریافت ہو راز غیبی کس طرح افشا کروں اسکے کسب و کار کی ہر خیال میں نہیں کہنے کا ہرگز یہ خیر	یون تن تنہا تدبیر ہی اتین غیر محرم کو ہر شرعاً کب رست بے اجازت اہل خاتہ کے کمان اس فصاحت سے دیا اسے جواب کی یہ پھر مازی زبان نہیں گفتگو عالم ظاہر ہے محسوس و محسوس ہو شہادت ارض و غیبی سے سما وہ سرا سر نوریہ خاک سیاہ امحق سے ہو جو کچھ کہنے لگا میں ملک ہوں تابع حکم خدا حکم ہوتا ہے مجھے جا کر شتاب ضبط میں کرتا ہوں راہ و بہو میں نہیں میرے ملائک میں ار ہے نبی کا قول قدس القلم جمع ہوں گرا ہل گیا کو تمام و کچھ کب سکتا ہو ہر شہ تحقیر کرتا ہوں نہیں اپنے کلام ولین آیا کیجیے اس سے سوال الغرض اسے فرشتے سے کہا تم ہو مخصوصانِ جگہ خدا اسکی قسمت میں جو کچھ تو نے لکھا مجھ پر میری ذرا کر کے نظر مجھے کب ہو خلافت ام کار راز غیبی مشہور کب ہو بھلا راز باطن کی کرین گہم خبر	سج بناؤ آب بین کس گھات میں گھر میں جانیر و کرکون پاک و جست گھر میں بانا غیر کے ہے ایامیات گو یا جھڑتی ہیں یون سے درباب فاش مت کر راز پنهانی کو تو اسکو تو کرتا ہے غائب پر قیاس حکم ہے اسکا جدا اسکا جدا وہ لطیف و پاک یہ غور و قیاس اعتہ اس نے ہے کمر تو اسے قیاس اور لکھا کرتا ہوں احکام خدا لکھتا ہوں عمر کا اس کے حساب حال کو اس طفل نو کے ہو مجھو میری مرضی پر ہی کرتے ہیں کار میرے لکھتے پر اشاراے صمم میرے لکھتے سے تنویر عکس کام لطف حق ہو جو تجھے آیا نظر رحمت ہوتا ہوں میں و اسلام شکست ہو تاکہ اس لئے کا حال تم ہو مقبول جناب کبریا محرم راز جناب کبریا من و عنہ وہ حال خلجی بنا دے مجھے اپنی کتابت کی خبر جت تلک ہو کہ نہ حکم کر دگار تو عیش اس بات کے درپے ہوا اکام دنیا کا ہو سب زیر و زبر
--	---	---	---

اب پیرا سکا اگر چہ ہے امیر طاہر و کج مید پر اسکی مائش ہر گنا نام اسکا چر یا را جوان نیکہ یہ باین ملک غالب ہوا نیک پیران بھا کر کیا ہو گالیب دیکھئے نازل ہوا سپر کیا ہوا یجرہ کستا تھا کہ وہ رب فقیر اسکے بقدر چ سبب ال و مثال بند کے جبکہ گزرا ایک سال خلعت و سیم و زر و عمل و گھر طفل کے اپنے برابر قول کر تھے قد ایسے پیر مادر اور پدر خیر خواہی اسکی ساری مومن کر دیا اسکا وظیفہ چار چند اہلہ اسکی دوبارہ بار دار یاد آیا اسکو پھر وہ ماہرا جیکر پیدا ہو لیا اسکے پسر یار پائے بکھئے جو حال پسر و بکھتا کیا ہے کہ اک مرد جز آگے جا کر پھر کیا اسے سلام عرض کی اسے کہ لے بکر کم خبط پہلے ہوئی تھی گفتگو میں لکھا کرتا ہوں اب جام قضا اسکے ایلین پر پکڑ کر کو کر کم اب میں پھر جاتا ہوں کئے آسمان	بعد اسکے ہو گا یہ مجلس فقیر روستہ راہ عزیز خوش قیاس خلعت میں مشور سن انگوٹ جان یہ جوان حیران و شہر رو گیا جس یوں یک لخت چشم بکے جس بہو حال اس فرزند کا بادشاہ بنو کر دم میں فقیر کچھ نہیں فیم ماری ان مجال ہٹ کے یاد وہ میر خوش خصال استقرار بخشے کہ خیرہ ہو نظر روز سکیونو کو دیکھا سیم و زر رکھتے تھے ہر دم او سر و زبر سنکے شادان ہوا وہ نیکو جایا اسکا ہوا احسان غدا ہو گئی حکم خوار اسے جلد یار لنشی تقدیر نے جو تھا کچھ یہ کھڑا جا کر ہوا بیرون در وہ فرشتہ مجھ کو بھی آوی نظر باہر اران بازو شادی و طرب اس ملک نے بھی بفر و احترام کیوں کیا ہو اسکو کہ بچہ قدم پر تپا اس اسے کی سب ہو مومن ہو گئے ناب نشی تقدیر کا کھنکے بین حال اس پسر کا یقین الکھ چکا جو کچھ لکھا آوی جان	ہے معاش اسکی تقدیر صید پر یہ نہیں خالی رہی اسکا دام تھکے میں تباہوں سخت اسلام ہو گیا دلیں نے اسکے یقین بے عدد و سیم و زر و عمل و گھر مال ملک و دولت و فوج و سپاہ گردہ چاہے بادشاہ و والہاں جسکو چاہو دم میں نہ کر دے فقیر دیکھ کر فرزند کو غم ہو گیا کی عطا اس طرح کی بے انتہا طفل پر دایہ بہت سی کی تھیں ابن خاتہ نے کیا و کر جوان مرد و جوان سب کے تعریف و ثنا جا کر اس شخص کو مردان نومینے بے گئے اس پر گذر دلیں آئی اسکے پھر یہ آرزو شور و غل جدم و ہانے کر ہوا کر تا تھا یہ دلیں اپنے گفتگو گھر میں یا پر کو آتا ہے چلا ہاتھ رکھ دیتے پہ در کر کے خطا اچکے آنے کا اس گھر میں سبب جب کہ اس شخص نے بین ہو ملک ہو تا ہر پیرا جو دنیا میں پیر کھنکے میں آیا تھا اس کے کمال عرض کی اسے کہ جو کچھ ہو گیا	بچ کر طابہ کرے گا یہ پسر کچھ نہ کچھ آویگا اس میں لا کلام ان امان نہ فایم الکلام جو کہ ہر مہین تک ہرگز نہیں کسطح ضائع کر گیا یہ پسر ایسی جلدی کسطح بودین تباہ ایک دم میں چھپن قادر و کمال جسکو چاہے ان میں کر دے امیر کی زیادہ حد سے خلعت پر عطا صاحب دولت ہو اہر گدا بانتوا تکلیف لڑکے کے تلین اصکی عصمت اور عبا و کجایان مستقد اسکا زیادہ تر ہوا کر دیا سب گھر کے کام و تلین دور و زہ اسکے اٹھا کھیلے پسر اس ملک کی اب بھی کیجیے جستجو یا کھتا تھا یہ دل جاننے و عا جانچک برائی اسکی آرزو در میان سخن جب وہ آگیا اس جہان کو بھٹ دیا جلدی کیا ہوا ہو مجھے کیسے بات اب رہنے کی جا بے سری اول ملک اسکی قسمت بن ہو کچھ خیر و شر حکم سے اندر کے ای خوش فضا اسکی قسمت بن مجھ کو بھی تو بتا
--	---	---	---

بوزنہ کا گھر کہیں آیا خیال چندین نظر کچھ بھی بندر کا نہ لا دست بستہ ہو سو میں نے کون کہا شرط یہ کچھ اس قدر شکل نہیں تھا اسے درویش کا زبں نہیں اسی توقع پر کہ گھر میں ہے جا الغرض جا کر وہاں بلا انتظار آیا پھر پانچا رہت کر اپنے گھر وہ ہیں آتا تھا خیال بوزنہ پڑھتا تھا لاول و انتفا کو منع سے پہلے بھی وہ سالہا اسطرح جب ہو گئی مدت بیہر سرج باطل میں مجھے درویشی مرد کمال نے بر لب امتحان جب ہوا بقیہ زردم درہی ہو گیا وہ فعل اسکا نہ ہون اور میری تپرا غیب ہو تو	ہے طلا کا اس سے پھر تھا محال اس خیال سے تو دل کو بچا نچان سے اس قدر شکل ہو گیا میں بجلا لاؤنگا اسکو باقی نہیں اسکے کہنے کو یہ سمجھا ہی نہیں جس قدر چاہوں بنا لو گا طلا جان و دل سے وہ ہوا مگر وہ کا مخبر اسکو رکھا وقت دیگر مرسم و میں مثال بوزنہ تا خیال بوزنہ موقوف ہو کچھ خیال بوزنہ و میں نہ تھا تب یہ سمجھا ہے یہ اسرار دیگر اسلئے ڈالا ہوتا غافل بنے کر دیا ہے تجھے یہ کہ بیان کیمیائے باطنی حاصل ہوئی جو نہ سمجھے بات کو ہر مرد و حکم برحق کی جو ہو جستجو کس قدر تیرے ہنر و توان ہے	دلو اپنے اسطرح سے جمع کر بیچ میں کر خطرہ اسکا آگیا برسویں آتا نہیں مجھ کو خیال ہو کے خوش فروش کی نصرت ہو آپکو وہ کیمیا گر جان کر اس خیالی خام پر وہ ضرر ہر جب گیا صحرا میں وہ لینے دوا جاتا تھا صحرا میں ہر شام و سحر جس طرح کرتا تھا اسکو دے دو ایکساں باتوں سے کہ تاؤ دم سرخ کرنے کا ہوا ایسا اثر چھوڑ کر میں کیمیائے باطنی ہے مجھے بھائی یہ سو دیکھا کیمیائے کیا ہو اور کیسا خیال ہوئی اور بند رہی نہ تھی کیمیا اسلئے تجھے کمی میں رہنا اس سخن کی کچھ نہیں ہے انتہا لے گئی یہ گنگوٹس یہ صر بکھے	ہو نہ بندر کا ذرا دل میں گذر مغوی پھر ساری محنت امی و فنا بوزنہ کا دل دیکھ فرخندہ خال اور وطن کا یہ عجیب رستہ لیا ہو لاپتہ و میں ہر دم شاد تر قطع کرتا تھا مسافت جلد تر و میں بندر کا خیال اس کے بندھا ایک جاتی تھی وہ بوٹی نظر تھا تصور کا زیادہ نظر دے تھا افق میں تصور ویدم بستی شکی اسکی سدائش نظر پوچی کون یہ بیت بزدلی وہ لٹلانی ظاہری شہر ڈال در و کر تو نام پائے و الجلال یادین افشہ کے یا نہ ہی کمر اسکے موقوف تو ہے خیال کہ ملک کا اور جوان کا ماہر
--	---	---	---

پوچھنا اول جوان صالح کا منشی تقدیر سے حال قسمت لڑکے کا اور بتانا اوسکا

ہے تجھے ذات مقدس کی قسم پہلے تو کر تار با تکرار وہ وہ فرشتہ ہو گیا بس سفل کھا قسم تو اس چلب پاک کی ہو چکا جب غوب یہ قول قرار	پھر نکالتے فرشتہ سے جوان بے پیریدائے لوح و قلم پر قسم ہے ہو گا تا چار وہ اور ہوا اسکا کرنے سے فعل موجید ارکان اور افلاک کی تب فرشتہ نے کیا راز آشکار	کہہ خدا کی سوئے راز نہ مان ہے قسم تجھ کو بذات کبریا دیر تک انکے رہی سو ویدل جب فرشتہ لایا اس سے قرار اور پر ہرگز نہ وہ حال دا مدت عمر اسکی ہے ہفتاد سال	حال تو اس طفل کا چھو بتا سکے نیم یا کہ صی غر و جل کہتا ہوں یہ بیکرنا تو گذار رکھے اسکو دل کے اندر تو چھپا اسکی قسمت میں نہیں مال و مال
--	---	--	--

گو کیا انکار اسنے بار بار بیک آغیا پر بہت تاکید کی جب کیا ظاہر ہوا اُس قدر کا حال ہے زندہ پر رزق کی اسکی برات ہوں اگر چہ او زرا نیہ مگر یہ اُسکے نصیبو نہیں لکھا یہ علامت دیکھ کر اوبار کی نفس کی خواہش کیخاک ڈال ہوش کو غافل نہ رہ تو بھی جوان دیکھ کر تحریر کی تقدیر مرد لب ہو تجھے حج رب البیت کا سطحِ حرم ہو تجھے ہو دو نقل کرنا نفس کا دشوار ہے نفس کی خواہش میں لاکھوں مہم کار حق میں کسب کو بے دخل کب کہ خلوص دے تو ہر کام حق تے یہ نعمائے جہان جو فنا نعمت دنیا و لذت سر بسر خاک و دیا ہے پر نقش و نگار اہل دنیا میں مثالِ طفلِ نو	لیکن اُسنے آنسو عابز کر دیا فاش کر نیکی بہت تھمید کی سخت یہ بدکار ہو گئی اوجھال مردوں اسکے زکندر کوئی راست ہو گئی یہ اُس عمر میں سب سے تیر فی مان اللہ کہ غلاب ہوا دل و چاٹ اسکا ہوا کیا رنگ کام دنیا کا ہر پنجاب خیال پڑ ہو کر دق سے بازار جہان ہو گیا دین سے دل کی سخت تیر نفس کا کٹے نہ جیتک تو گلا ہو نہ جیتک تلپ میں ایمان کا نور یہ جوان مرد و لکھا بھائی کا ڈ بے مدد اللہ کے کب ہو میں کم یاں مگر اس شخص پر بولطف تب تا کہ ہو تو تجھ پہ کچھ اندام حق لیکھو وہ نعمائے باقی بے فنا خواب کی حالت سے اس سے زکندر تو مثالِ طفلِ نو ہر شیر خوار بل نہ محال ہے مرد عیب جو	ویر تک ہم ربی زکو ویدل دیکھے ضامن پتہ میں بے بید سال اسکی عمر کی چاہ و تیغ فاحشہ بدکار چہ ہو گئی یہ پھلکے کے اندر رہی راندن سکے یہ احوال وہ مرد خدا دلین سمجھا اپنے دیگا وبال کچھ نہیں میں نیامیں بے راستی عزم کر کے حج بیت اللہ کا حج ظاہر کا ہر بھائی کا رعام نفس کا کٹا ہو کب تجھے گلا ہوں اگر ہو پاس خیر آید ار جب کرتے تو نفس کے عکس کام مگر نو دے جہیز حق و سنگیر جان دے کر اسی سے استعا کوٹ صدق دے تو بابِ کیم نعمتیں وہیں نہیں جگہ زوال خواب کی باتوں کا کیا ہوا اعتبار طفل نو نفسو نہ ہوتا ہر خدا اس سخن کی کچھ نہیں سمجھتا	دل گیا آخر فرشتہ کا پگھل اور بہت سے لوگ بے ہوش ہو ہیں لے گزرے بگام مذکور وہ زندہ نہیں سیکتا ہو گئی یہ یہ نہیں ہے کی تمام دین دل شکستہ اور غمگین تر ہوا تو قدم اس مجھے بن نکال ہر ہر جزا میں ہے اسکے سو کجی جد و کد سجد سے یہ سخت ہوا حج رب البیت ہو مرد و لکھا کام جب ملک چھوڑ نہ تو حرم ہو نقل ہو سوت نفس ناچار کام تیرا پھر تو بن آدمی تمام تو اپنے نفس پر کش کا پیر درو کر کچھ دل میں پیدا کرتا تا کہ وہاں ہو تجھ پہ بابِ نعیم ہے فنا ہو وہ ہر خواہش غل آتا تو ہوتا ہے کیون مفتون زار کچھ نہیں سمجھتا اچھا میرا اس جوان کا اُسے کہ کچھ ماجرا
---	--	---	--

جانا اُس جوان کا واسطے حج کے اور سیر کر کے ملک کی آنا اُسی شہر میں
بعد تیس برس کے واسطے دریافت کرنے حال اولاد اُس امیر کی

اسکے جانیسے امیر خوش تھا | دلین اپنے سخت آرزو ہوا | جب ہوا حج کر لیے سخت جوان | تھی زبانِ خلق پر آہ و فغان |

تیری باعث تجکو بھی فریاد ہو	اس سپر کا حال ایز قندہ خو	بولادہ سنکر کہ ہر اسکان کیا	بھید میں ظاہر کروں تقدیر کا
میں خلاف حکم ماروں دم اگر	ہدایت حق سے جلیں یک تخت	حکم دیتا ہو میں جو کچھ خدا	اک ذرا اس کہ نہ کم ہونے سوا
کی بہت سی پھر جان سے التجا	دیر تک انہیں رہا یہ ماجرا	ہو کے عاجز پھر جوانی ہی تم	لوں کہلے منظر فیض اتم
ہے قسم تجکو خدا کی ذات کی	موجہ افلاک موجودات کی	حال کچھ اہل فضل کی تقدیر کا	اسکی قسمت میں جو کچھ تو نے لکھا
سکے نام پاک یہ دو الجلال	دل ہوا نرم اس فرشتہ کا کمال	خود پر اس سے فرشتے نے لیا	بھید یہ ہرگز کسی پر ہو نہ وا
کسا ہوں اس شرط پر میں اگر کو	اور کوئی وقت اس پر گناہو	دل میں اپنے کھو اسکو مستر	مت زبان پر لایو ہرگز یہ
ہو چکا جب ضبط وہ تولی قدر	جب فرشتے نے کیا راز آشکار	ہو کے اس کے یں کل چالیس سال	بعد اسکے یہ کرینکا انتقال
سے یہی اسکے نصیب نہیں لکھا	ایک ہی گھوڑا پاس سے ہو گیا	گو کسی سے کچھ نہیں کہنے کا یہ	خالی گھوڑے بن نہیں ہنے کا یہ
ملک ہونہ جاہ و لشکر نے سپا	ہو فقط گھوڑے سے اس کا بیاہ	ایک گھوڑے سے عمر اسکی بسر	ہو یا قوت و زور و صل و وز
وہ ملک یہ لکے غائب ہو گیا	رہ گیا تنہا جو اس کا کھڑا	اسکے کہنے کا ہوا دیر یقین	کہ گیا یہ جو یہ سب ہو گا دین
آگیا اتنے میں ہنگام سحر	یہ ہوا اس وقت اپنے کام پر	دھوم پھلے سے زیادہ تر ہونی	اور وہی داد و بخش و خوشی
اک جینے تک ہی وہ دھوم و دھام	جمع خلقت نہایت اثر و عام	جیکہ گذرا اس پر کامل اکیال	حاملہ پھر وہ ہوئی نیکو حال
سب ہوا در و دلاوت آشکار	در کے مارے ہوئی وہ بقیار	شام سے نصف شب تک رو کا	بچ زمانہ حدت یکم کو رہا
نصف شب کے بعد بار و دھن	دھڑک پیدا ہوئی غنچہ دہن	عادت سابق پر اٹھ کر جوان	پھر گئی گھر میں برائے امتحان
شاید آجائے فرشتہ پھر نظر	یو جھوٹے اس حال خیر نہ بسر	ہو گئی موقوف بیٹہ ہنریق	تب زیادہ تر ہوا اسکو تعلق
نظر تھا یہ کہ ایک وے ملک	وہ غنچہ یہ تھا نہ چھپا بلکہ	استطاعتیں ہوئی سب اسکو دیر	آگیا وہ جانچک پادشہ خیر
لکھا اس گھر میں اک مرد فرشتہ	بس عجیب بس غریب بس طبع	صحن خانہ سودہ جیبا کے چھل	مرحبا کمر سلام اسنے کیا
پوچھا کیوں آئے تھے تم ایہ رہاں	حال اپنا کیسے کچھ مجھ سے بیان	واسطہ باعث سبب کچھ بات کی	غیر کے گھر میں جو آئے تم خفی
غیر حرم کے جو تم گھر میں گئے	دو جواب سبب کا جلدی گئے	یہ تمھاری شکل اور یافتہ	گھر میں غیر فرشتہ پھر وہ بد غذا
تب فرشتہ نے کہا میں اب بستر	میں فرشتہ ہوں نہیں تجکو خطر	حکم پر دیکھا فرشتہ نے نہیں	رہتے ہیں ہر دم کرنا کا تین
مردوں پر جان تو ہے نہ شک	میں محتاط عیب ہر دم ملک	پر دیکھ سکتا ہو کب اپنے بستر	حکم اسکا اور اسکا ہے دگر
یہ اجازت نہ میں ہو پھر طفل جو	اک ملک آتا ہی لکھنے حال کو	ہم ملک میں کام پر تحریر کے	حکم میں میں منشی تقدیر کے
تجکواب ہو نوجا تھا حکم دو الجلال	جا کے کھلا عمر کا نثر کی کمال	اسلئے آیا تھا میں ایہ جادو	ماں کھوں حال ضعیف خستہ دل
ضبط میں حالات اسکے کر چکا	ہو کے فانی اب جلا سوسما	کی جوانی عرض تجکو بھی بتا	تو نے کیا اسکے نصیب نہیں لکھا
اسکی قسمت میں جو کچھ خیر و شر	میں عن اسکی بھی تجکو دیکھو	رہو مکرر فرشتہ تو میرا سوال	کیونکہ لا تہرے قول و الجلال

اس پر جو بیچ گزرے اور لم بینواؤں اور محتاجوں کو ز عرض کی یہ ملک کسب حاصل سکے یہ غصہ ہوا شاہ جہان کریے صمیرا سب اسکے مکان دیکھا پھر ہر اک مکان کو کھوکھ کاڑ کر کھنا کھینچا و مکار بکار واب کروہ مال کو بوناغ مانغ اومی بسکوتختہ بین سجنی تم جسے مجھے ہوسکا اور بکیل ہیں یوہیں عکس دینے کے کام ابن یادہ اس سے تکیف سے بعد اس کے مرگ کر اہل عیال گر گئی زو میر بھی اسکی انتھال جسکا خود اتہر کرے تقدیر کل ہیں مارت اس قسم کی بے عمل	اسکا ہر ہر اک کو اپنی مرغ و غم بند و دیتا تھا وہ نیکو سیر کھا گیا سو طرح کو کر و غل اس پر کی اس سے حق گران ایک کا چھوڑ کر پھر نام نشان لکھے نالعل و زور و سیم کو نہ اس سے ہے اپنی نھا کو تنگ و عار جسکو دلانا ہر پیشانی فیانغ بہر حقیقت بین تر مضعف و بک وہ سخی ہو تجھے سن اسکی دلیل کہ دیاسی ایک تاج بھیجیں عوام مال لانی اسکا ہونا گشتہ ہر قید سے بسکوتختہ نے نکال اب نہیں اولاد کا سلو حائل کچھ نہیں کرتی وہاں میر کار نیک بے پرواں بیچ خلل	تھا تھی از بسکہ وہ مرد امیر حاسد و حق کر کے باہم مشورہ کر کے جوڑ ملک میں واسطیات غضب سب اسکا کیا مال منال حاسدین نے یوں کیا پھر آشکار جستجو ہر چند کی لیکن پستا وہ کرے اس سچ کو زیر زمین چہی اس مال کا آخر مال کیونکہ وہ سب مال ہرہ لگیا خود نہ لے اور غیر کو دل افی قید کے اندر رہا وہ پند سال قید کے اندر اذیت دے اٹھا گھر رہا قصبہ میں اسکے اور نہ جسب ہی حامی زاد کی داستان میل گیا جو کچھ نصیب وہیں قلم چھوڑ کر یہ گفتگو کہہ مابرا	دے تھا پھر مال کو وہ مال کنیز یاوشہ کو کر دیا او سپر حفا خس کر و راو سپر نکالے فاضلا بندی خانہ میں گئے ابو عیال سے و قیرت اسکے گھر میں مشا کچھ دینے کا نہ اس گھر کا مال ہو نہ بسکوتختہ مرنے کا یقین پیلے ہو تو اس ملا کو شرف مال کچھ نہ دانا نہ کو پانچو دے گیا خون میں کہتے اسی کو بین سخی اس صیت میں ہیں مع اہل عیال وہ برس کے بعد آخر مر گیا چند مدت تک پھر دو گھر گھر درو دل سے کی بہتہ فغان اک فرامی اس ہو نہ میں غم حال اس کے و قہر و فرزند کو
---	---	--	---

لے اُس حاجی کا بعد تلاش اور جستجو کے فرزند بکھان اُس امیر سے کہ پیشہ صیّا دیکھا کرتا تھا
اور دل تنگ ہونا حاجی کا تنگ دستی سے اُسکی اور تدبیر کرنے حاجی کے بموجب
لکھے تقدیر کے واسطے کشایش رزق کے اور کارگر ہو مائید میر کا

وہ خود صتا پتر تھا چاکو کو تھا قیدی اُنکے گھر کا فرخوہ جسے تباہ اسے سہل و نشان	اسکے فرزند کی کرتا جستجو اسکی بھی اس غم سے تھی حالت تباہ کر گیا معلوم پیر نہ وہاں	بند مدت کے ملا ایک مر مہر واقعہ میں حاجی کو بھی وہ پیر تھا اسکے وہ حال گناہ شیشہ ہو مہر	تھا وہ ہمارا تقدیر اور امیر کیونکہ مدت تک رہے ہر تھے ایک جا کر گیا دیا قہر اس کے مہر ہو
--	---	---	---

اسکے جائزے تھا ہر اک کو اہم کعبہ بن جوہ ایک مدت تک رہا ولین اس کے سیر کا آیا خیال اس فکر میں اس کو تھی بد نظر جانتی ہے خلق جس کو کہیں ایک دم کی صحبت مرد کو ولین تھی اس کے ہی بس آرزو کیا زان نرنگا اس کے ہو حال کیا کیا تقدیر نے ان کے ظہور یہ مروت کی بہت بات دور تجسس بن دو جو کچھ ہر دم میں کونکہ فرما تا ہی رہ لیا لین قطع کہے نرنگے باطل نزدہ گھر دیکھا نہ وہ دوست ہر اسے جو جو کچھ تھے اسیجا کلا ہے ہمیشہ اس جہان میں انقلاب ہے یہاں گلے چنیں گلے چنان حال پر لپے ذرا تو غور کر ایک مدت تک رہا پھر تو صبی بعد اس کے پھر کہولت میں رہا ہے قسا اک دم میں تیکو اور لقا اس مکان کا دیکھ کر نقشہ عجیب ہو گیا بالفرض اگر اس کا کہیں ویرنگہ اس تامل میں رہا کیا ہوا وہ اور کیہ ہر وہ گھر	و کچھ جس کو وہی تھا شہر غم پھر مدینہ میں بدوق دل گیا شوق سیاحی ہوا اس کو کمال جس وقت مرد کمال ہر لہر صحبت ہر ویش ہر وہ وقت یہ تر طاعات یکصد سال ہو اس امیر نیک کی کربس تھو کیا ہوا وہ اس کے سب اہل حال صد گندہ و انہ کی کیا اور فتور گر کہ و حسن کی خدائیں قصور کہ نہ ہرگز ان کی خدائیں کہیں آپ قرآن میں کچھ احسن ہو گیا آخر شہر میں ہر دم حق اصول نہ فیضان تہ پھر رہا ان مکان کا بھی نہ تھا نام نشان گاہ تو لڑکا ہو گیا شہر و قلا ہے حباب بحر سب کا جہان رکھ فقیر اور تیدل پر تلے ہو گیا پھر تو ملاح اے اخی میں جو خست میں کیا عاجز ہوا مستمر سمجھے ہے تو تن کو صدا رہ گیا حیران یہ مرد غریب لے گیا کون ان مکان کو کتنے کہیں پوچھا پھر اہل محلہ سے پتا حالت اس کے عجیب دیکھو غریب	نرنگے میں لڑکے کیلئے ہر لہر نر اکثر اس مکان کی ہر ہم عرب ہم روم ہم ترک خطا اس تہا میں پھر و تھا جابجا صحبت کمال کی بھائی انہ طلب بیکہ گذری سیر کر رہا سیال چلے پھر اس شہر میں کچھ مقام زندہ رہا یا مر گیا ہو وہ امیر تھا وہ دل اور جانی تھا پھر تجسس میں احسان اس کے ہستیا ہو گیا چل کر کچھ تو تو تعلقین کر یا ہر گز اس بات پر اپنی کمر اس تعلیم کیا جا کر مقام نہ وہاں دیوان خاص نہ خواہ دیکھ اس نقشہ کو حیران ہو گیا ایک سو بت پر تہا اس کا قیام کار دنیا ہر سر اس کے ثبات شہر آباد میں تو اولی تھا شہر ہو اس کے تو جوان کچھ تو ہوا اور میں صد با فقیر و مہر ہے تجر و غل کینہ بے غیر ولین کہتا تھا کہ اگر بے مکان کچھ زمانہ بھی نہیں گزرا طول تھا فلاں جو امیر زما دار نام اس کا کہنے ہر اک نے کہا	ہو گیا بیت اندوہ فرزند ہر لہر بعد مدت کے ہوا حکم قدر سیر کرتا رات دن سب جا پھر تا کہ درویش کمال کا پتا اس کی برکت ہو تو خود منتخف آیا ہندوستان میں پھر وہ غنیمت تا کہ ہو دریاں حال انکسار کیا ہوا وہ اس کے اطفال مغیر کیسے حق اس کا بھی کچھ چل کر لدا کچھ تو اپنے سر سے تو انکو انار حال ہے اب ان کے مت رہے غم بھٹ گیا اس شہر میں کہ سفر رہتا تھا جس حال میں نیک نام نہ جو خانہ نہ دروازہ نہ بام ہے یہی دنیا کے دو کلا مہر تہ تغیر اور تبدل میں دمام ہو چکا اس میں ہر آخر کومات ہو کے پیرا پیرا طفل خیرین کیا جوانی میں کے کام اے فنا لیکے ہر نفس میں تو کچھ ہو کم اوی بکھڑا تو بوش کمر کیا شو جو کچھ نہ نام و نشان مدت سی سال ہے غم غفل کس طرح اس کا ہوا بیان کا کیا کہیں جو اس پر گذرنا مہر
--	--	--	---

<p>جب ہوئے واقعہ بحال کی گھر اسکے فرزند کا بھی معلوم حال جب گیا مرنے والا طفل صغیر لیکن یہ دونوں ہوئے پھر چشم تم مرنے بسمل کھڑے تڑپے تھے دو</p>	<p>مل گئے آپس میں جین شیر شکر ہر تجھے لے صاحب خدہ خال دلین دلفت ہو میری جانگیر سخت اس عین سے تھا دلیر الم کی کمون اس وقت کو احوال</p>	<p>کر کے آپس میں بہت سی قیل و قال میں بہت دیر کا اشتیاق رہا رہتا تھا دلین کے اکثر خیال جو کہ تھا دونوں کو اس دم اضطراب وہ جو جانے اس شے کا نرا</p>	<p>پھر کیا حاجی و اس کے یہ سوال دیکھوں انکو تو اگر ہو رہیوں دیکھ لو انکھوں اپنے انکھوں کا حال ریگ پر یوں کہ ہو چھلے پیرا درد دے جسکو ہو کچھ ذائقہ</p>
<p>وہ دل سے آدمی کو بہ شرف در جس دلین نمود دل نہیں درد دل وہ ہو کہ ہو تو جو حق جب ہوا تو جان سے محو نگار یوں کہ صاحب پیچہ بار دو آہ</p>	<p>درد گھر میں نہیں تھا خلف مشت گل ہوں گاہ کھڑکین ہو نہ کچھ اسکے سوا دلیر قلع درد و ریحان ہوں تابی شکاف حال اب انکار سر ہے تیاہ</p>	<p>درد کے خاطر نا ہے آدمی درد دل سے اور کچھ بھی ہو نہ دلین نیکی انہو کچھ آرزو ریح سب سے ہوں تلخی شل قند ایک تو ہر اسکا فرزند کلان</p>	<p>پھر کیا حاجی و اس کے یہ سوال دیکھوں انکو تو اگر ہو رہیوں دیکھ لو انکھوں اپنے انکھوں کا حال ریگ پر یوں کہ ہو چھلے پیرا درد دے جسکو ہو کچھ ذائقہ</p>
<p>ہر جڑی ماروئی کو پڑی مقام ہو گا ظاہر اس اور نگاہ سے یہ صفت گم گشت کا پیا نشان اون جان کو دیکھ کر رویدہ حال یا تو وہ و سحاب و کجواب و حیر</p>	<p>درد گھر میں نہیں تھا خلف مشت گل ہوں گاہ کھڑکین ہو نہ کچھ اسکے سوا دلیر قلع درد و ریحان ہوں تابی شکاف حال اب انکار سر ہے تیاہ</p>	<p>درد کے خاطر نا ہے آدمی درد دل سے اور کچھ بھی ہو نہ دلین نیکی انہو کچھ آرزو ریح سب سے ہوں تلخی شل قند ایک تو ہر اسکا فرزند کلان</p>	<p>پھر کیا حاجی و اس کے یہ سوال دیکھوں انکو تو اگر ہو رہیوں دیکھ لو انکھوں اپنے انکھوں کا حال ریگ پر یوں کہ ہو چھلے پیرا درد دے جسکو ہو کچھ ذائقہ</p>
<p>یا تو سوئے کے بڑا وہ پانگ تھانہ جس پاپر گمان آبد کچھ نہیں جم مارنیکایان مقام پہونچی اس حکمت کو کب عقل نشیر عقل تیری گرنہ ہو پچھے لے پیر</p>	<p>درد گھر میں نہیں تھا خلف مشت گل ہوں گاہ کھڑکین ہو نہ کچھ اسکے سوا دلیر قلع درد و ریحان ہوں تابی شکاف حال اب انکار سر ہے تیاہ</p>	<p>درد کے خاطر نا ہے آدمی درد دل سے اور کچھ بھی ہو نہ دلین نیکی انہو کچھ آرزو ریح سب سے ہوں تلخی شل قند ایک تو ہر اسکا فرزند کلان</p>	<p>پھر کیا حاجی و اس کے یہ سوال دیکھوں انکو تو اگر ہو رہیوں دیکھ لو انکھوں اپنے انکھوں کا حال ریگ پر یوں کہ ہو چھلے پیرا درد دے جسکو ہو کچھ ذائقہ</p>
<p>کام برعکس طبیعت اے فتا تو کہ تو صبر و خفیل کو تیرا مال و زربہ تو تو ہے دے قدا میں دیکھ میں بہت سے نامدار قر و فائز میں حکمت ہے شہما</p>	<p>درد گھر میں نہیں تھا خلف مشت گل ہوں گاہ کھڑکین ہو نہ کچھ اسکے سوا دلیر قلع درد و ریحان ہوں تابی شکاف حال اب انکار سر ہے تیاہ</p>	<p>درد کے خاطر نا ہے آدمی درد دل سے اور کچھ بھی ہو نہ دلین نیکی انہو کچھ آرزو ریح سب سے ہوں تلخی شل قند ایک تو ہر اسکا فرزند کلان</p>	<p>پھر کیا حاجی و اس کے یہ سوال دیکھوں انکو تو اگر ہو رہیوں دیکھ لو انکھوں اپنے انکھوں کا حال ریگ پر یوں کہ ہو چھلے پیرا درد دے جسکو ہو کچھ ذائقہ</p>

پیر کے ارشاد پر ہر کر کے نظر بیٹھے بیٹھے ہو گیا وقت غروب ہوئے فرحت نہایت دوان غل ہما کا شہر میں ایسا ہوا سے ہما از بس میں ایک جانور ہم امیر و ہم وزیر و ہم گدا انفوس و ہر چند لئے دیکر طلا مول لڑیتے تھے اونے بار و سب لباس ظاہری کر کے دست استپازی کر لیا اور غلام جیا کا مافی اس سے جوان تھیں لکڑی نہایت خوش ہوا دونوں کے احوال سے اکاہ کر لہو میں اولاً تو یہو حیت اور پیشہ میں ننگ کا فائدہ یاد رکھتا اس نصیحت کو دلام عجز سے دو چار دن اسکو رکھا پیر سے پھر ہر سہرے تک کیا فرق کچھ اس میں ننگ کا ایک ہو کیونکہ ہر روزہ واقف از زمان عقل خیر کو ہے ہر یام شور و عارن کامل کو اپنے پیر جان کام ہر اس گاہ میں گاہ کا انکے کہنے پر کرے کر تو عمل گیمیا پر پیر وی امشدان	یون جان گیا اور ہر جانور تھا یقیناً ہم پیر سے کچھ جادو شکر کے سجدہ کر کے تھا وہ جان شاہ کسانات کا چرچا ہوا ہو گیا مشتاق شکر ہر بشر اُس میں یون کل پر چون خدا اُس ہما کو شہر چھٹے لیا دیکر قیمت بیش و کم ہر شکار کار دنیا میں ہوا چلا لاکھ دست سب کے آراستہ ظاہر کے کام اتنا ہر دور ہر جہاں کیا دیکھو ان لباس کا بھی ہوا ال کیا تاکہ میں انکی بھی لبا کر خبر ام شری میں نہ ہوئی لگا ہ دست حق میں تیرے ہی کچھ گیمیا ہوئی میں ہم سر و خست اسلام ہوئے پھر ناچار خست کر دیا میں کرونگا وہ ہر جو تو نہ کہا ہے بجا جو کچھ کہ فرما ہے تو عقل تیری اسکا ہو پچی کہاں عقل خیر سمجھے اسے ہر بے خبر سال و ہر میں ہو گو وہ جو نا ہے شہنشاہ بھی گدا اس گاہ کا عارن کامل ہو پھر تو فرما رکھ قدم او کی قدم پر جو نا	جانور صد ہا دیئے اسے اور ہا اگنا گاہ اتنے میں ہما اک نفس کے بیچ اسکو بند کر شہر میں سب کونکے دھوم دھما سیکڑوں خلقت ہما کے اختیار ہر بشر سے شکر تعریف ہما درت یک ماہ تک بہیم سدا پیر کی تدبیر سے وہ تو جوان گھر بنا لیا ایک کچھ سی جا گوئے اندر ایک مردانہ مکان اسکی بھی ہو دیکھنے کی آزد اور تباہ بشیر کا اپنی نشان اور نصیحت کچھ میں کرنا ہو چن چھوڑے سب ہمیشہ دنیا کا تو گر کر لیا اور کوئی پیشہ کو تو سنے گھبراہت دلدن جان وقت خست کے مفصل کیا وہ ہی ہے ارشاد تیرا ہر پیر پیر کے کہنے پر تو بھی کر عمل عقل وہ ہو جو کہ سوا صل جا عقل وہ ہو جو کہ ہے عقل معاد گو وہ پیر عمر درہ سے خبر پیر وہ میں انبیا و اولیا پیر یہ راہ خدا کا راہ پیر ہے خباہت کیا سی کا ملان	دن و سال انتظار میں گیا دام میں لے ساخته و دہنستا آیا وہ لیکر ہما کو اپنے گھر اسکے در پر ہو گیا اک لڑو عا دیکھنے کے واسطے آئی تھی بار مستند لینے پر اسکے شہ ہوا صید کر لئے تھے دونوں باریک فقر و فاقہ سے دورا پار کر مان عقد شفی ان غنیف سے کیا بیٹھنے کو اپنے بنوایا دوان کچھ تپا او کا بتائے نیکو کسطح ہر اور جو ہے وہ گنا وہ تیرے حق میں گیمیا و ہر تمید کی رکھتے ہمیشہ جینو منتفع اس میں نہ ہو گیا کچھو وہ تک کرتا رہا وہ فغان بھائی اور مشیر کا بھی پیرا نہ نین کر لیا اس در گنا مانہ او و دین میں تیر عمل عقل خیر کی سکونین کچھ فائدہ جست متا دیہ سب اور فساد جان تو اسکو جو انون سے بر پیل انھیں کی آہ پر تو انوتا یہ خلاف انکے کسی جاتو نہ کر تو بتائے چشم جان ملایا ان
--	--	---	---

امرحق من فل توہرگز نہ کر بین بنین گزیکہ کچھ اسکے سوا شہرین صحرائین جاگرد و تر حال بن جاوے میرے ہاں لگے اور آئے دام بین گریبانور سوچتا تھا اپنی دلیں لوچ باز پیدا ہو ہو کہ ہستا کنین گرچہ آئے دلیں غلط ہستار کام یہ گرچہ خلاف عقل تھا دو گھڑی کے بدلے باوڑ مرغ بر آتا تھا تیا تھا اوڑا دام میں ملاوس نہیں آہستہ پیر کی پوشت میری خاموش تھا کی اشارت پیر نے کچھ نہ مار کیونکہ تھا تقدیر میں اسکے لکھا غیبت نگاہ اک باز سفید باد کے آنے سے وہ مرد جوان دلیں کہتا تھا بعد عجز و نیاز اپنی قسمت میں قیہ تہ تہ تھا عیش و عشرت میں کاشب کوہر شکے آئے ہر طرف سو بازوار سو بھرا پھر ہوئے دونوں ان میر جوان سے مرد دہائی لڑکھا آج بجائی کیجیے تو صید ہوا جسکو مشکل کام بھیجے ہے ہیر	پہونچ گیا اس گنہ کو فہم نہ ہر بر خلاف اسکے ہو یہ اسکان گیا دام پھیلا یا کہ پکڑے جانور اور پکڑو نہ گناہ ہرگز نہ جانور صید پر نکلے مگر ناتو نظر باز اس صحرا و جنگل میں کہان آئے کیونکہ باز اس میدان میں لیکن اسکے ہاتھ توں ہر آ لیکھ دے پاس ادب سے پیر رہا زاع کچھ شک و کبر تر بال پر دو ہرنگ ہو تو حین گزتا رہا اسکے کہنے سے دیا اسکو اوڑا سوچتا تھا دلیں میں یہ بید کیا باز اہم بھریں بڑا ہو بھلا جانور کا صید یہ زمانہ تھا ہو گیا اٹل بنی انور تو بحرین حیرت کے تھا فلاں میں کہان اور اسرار کا بنا کچھ نہ من مرد عیسی کا ہوا اٹل آخر کو ہنگام سے دیکھ کر گھوٹو تو اٹل سے شک وہ جوان اور وہ ضعیف اٹل عندہ کس حیرت کہ پکڑو نہ گناہ اوت گر کچھ اور دیکھو تو اوڑا یہ خدا پرست وہ آسان	الغرض اس جوان نے جون کہا پختہ کر کے اسے یہ قول قرار یوں کہا جانور اس کے لیے یا الہی بھیج باز ہیر گیر دام کو صحرائین کے تو جلد و باز کے رہی کی جائز گوہر بار کا ہر حال میں نامحال ہم تمارا آج ان نے کچھ ورا دام صحرائین بچھا کر سطر مار کر ٹھوکر دیئے آستہ اڑا الغرض جیسا راون آخر ہوا تھا جو ان کے دل پہ لیکن یہ عاشق بنایر کے دل پر ہوا تھا ات تقدیر کا معلوم حال یہ تو بانیہ رشید نہ دیکھت یا کہ کچھ چلے دو لڑکے ناب باز کا ہر حال میں ہنسا نہ نہ کچھ ہو بھی تاہر فدا وہ جو تیر کا میں تھا باز نا اٹل تہ میں چہا ہوا لے گئے یا صر زنا سے و لی جاگی آبادی ہو و فرنگ غیر نہ کھانا نہ ہرگز نہ نظر ہر دو کرتے ہیں بجا ہر کوشا میں تہا زاع اس جا ایک	ہے تمارا شاو یا اٹل گیا دونوں صحرائین گویا ہر شکار دل میں تو اپنی خدا عہد کر کرد عا میری قبول ہے ستر باز بن جو دیجے سب اوڑا آوی کا جین حکم ہو گزرا کیا نہ تھا اس شخص کے حیرت خاں وہ کہتے پیر علی سے کیا باز یہ اک جانی ہو کر ستر ہو کہتا تھا پیر نے وہیں کہا مرغ ہرک آشیانے کو گیا رات تو بھر کرین گئے آج ہر سمجھا وہ اس کے دل کا دھا تھا اٹل کا نہیں مجھو جا وقت وہ اٹل کا بے شفق تہ کہ جانب تو باسد تیا فی الحقیقت یہ لڑکے غریب باز اٹل میں یہ سو باز اٹل باز فونی اٹل مان یا جوان تو راستا مجھیا ایسا ہوا جو کہ آستہ وہی قیمت ملی جال چیل یا کہ پکڑو نہ جانور تو آٹل کیسا ہوا تہا مار حاجی ہمت ہو رہ پیر و گزرا وہ ونگ تو بھری دی بروہا
---	--	---	--

دست بستہ رات غنیمت تہا کھڑا مچھو کہ کیا تیرے زور و جوش یوہاں تیرا پاک جاگیر دار نکدین سے ہو گھوڑا اک سنگ خجیر لاس لیکن بچہ و چند بہ فقط اوپر بھی سارا کار بار کچھ نہیں بنی اب تدبیر کار پہنچ کر تو قرض کرب کا ادا کچھ نہیں لہا میں اس کے کمی صدہ جو بچو بچو تھپتھپے پیے تھپتھپے کتا ہو سدا غم الوکیل جو کہ منہ سے کرے اس کے خلاف	اس کی خدمت کو مساوت ملتا کس طرح تیرے پر اس جا بود باش ہو ملازم فرج اکو دس ہزار وہ بھی قسمت ہو دین کہنے لیک اسی میں قرض میں ہوں پابند اسی میں ہو گیا ہوں چنیدار دیکھئے اب کیا کری پروردگار اسپیکو اور دیکھا وہ خدا گر کرے اسپ تو کل آدمی تیری ستاخی کی یہ تیرے ہے آپ ہو پھر بدر جو کو دل تیرا یہ کہنا ہو جی کز یہ لاف	ایک دن حاجی نو بھیا ایسے عرض کی اس جوان بویہ دو برس کچھ زیادہ تر ہوا لو کری کی شرح اس جا بویہ ایک دن گھوڑا اور سائیس ہے جان اپنے ہوا ہونیں یہ نگ ہو عنایت پر فقط اس کی نظر جس کا جازدار ہے وہ دم صدق نبی اس کی دین جا ہے کار حق میں محفل کو جو دخل کیا بہ ناقص تیرے قول اور فل میں اسی یا وائی ہو مچو ایک نقل	کسطح اوقات کرتا ہو سہر حال کی میری کچھ گفتیش کہ میں سوار نہیں بیان ہو کر ہوا پانزدہ مٹے ہیں مچو اور خلیل مٹے ہیں گے پیڑہ جھو رو بے بیٹے جیسے کہتے ہیں ہر روز جنگ پہنچ اس گھوڑے کو مست تاجر کہ سوط کا لطف اسان کرم پھر جو کچھ درکار ہو تجھ کو سوسے سود تو سب کام اسکو لے فتا اسکو سچا کسکو جم جو کین کوتا مون تا اسکو گھیں اہل عقل
---	---	--	--

یہ حکایت مؤید اس بات کی ہے کہ جو بات آدمی کو معلوم ہو

چاہیے کہ اسپر عمل کرے نہیں تو وہ علم لغو ہے

پورا دم سے ابو یوسف سول پہلے تو کچھ علم کی تحصیل کر ابن آدم نے دیا ہو جواب مولوی نے یکے لسم اللہ افی چھوڑنے اس کی عجب جو کوئی سلطنت ظہر کی کوین چھوڑا ہوں میں اس تدبیر میں بلی و فتا نفس میں جب کیا دنیا کی جا	یہ لگی کرنے کہ فرزند نال تا کہ امر حق کی ہو مچو خبر عرض سے میرے علمے جان باب یہ حدیث اول مجھے تعلیم کی مومن کامل بلا شک ہر دہی دل کے اندر سو نہیں الفت کی بہ تعلیمی ہو میرے دل سے جا گر نمودے شعلہ عشق خدا	کی فقیرے تھے اول اختیار راہ حق کو بعد اس کی جیسے طے میں کیا تھا علم کو اول شروع حق نیا کی تینا لین پر خطا بہ سبق استاد سے من یہ لیا اسپیکر کر لا نکا میں پور عقل ہو نہ جانتا علم کے اجر عقل شعلہ عشق خدا ذوالجمال	کیون نہ تھے تحصیل علم اور نامدار فرض ہو تحصیل علم انیک پیے اور کیے استاد کر بات جوع توک میں ہکی راحت اور مزا انجیل اس پر مجھے واجب ہوا بہ پڑھو ننگا اور لے میرا حل علم کہ بود ہو کہ مرد عقل بہ تدبیر زجد بہ حق کے سال
---	---	--	--

اسمان چین کے وہ بین نجوم پوچھ کر بھائی کا سب نام نشان جو کہ اول بار دیکھا تھا وہی مرد حاجی نے کھڑا اور نکال کیا سب سے کیوں قدم نیچا کر دیا میں نے رخصتی کو جو وا پھر کے میں کسا تین بکلیہ بھر بھینے نظر کر کے میں تقاریر کا لکھے یہ غائب نظر سے وہ ہوا	ماہیان بحر مہلک معلوم یہ ہوا اُس شہر کی جانب واک پاس آ کر اسکے بولا ہی افی دے جواب اس کی گفتگو دشت میں آنے کا باعث کیا بنا یہ ملی اس بات کی محکوم سزا باز لا ماہیوں پکڑ کر تیر تر اس بلا میں اور مصیبت میں حاجی بیت الحرام آگے گیا	انفرنس مہلک نیران النجا باندھ کر حبس یہ کمر راجی ہوا اسلام ای حاجی بیت الحرام کیسے اب کاتب حکم قضا آہ بھر کر حبس میں یوں کہا حکم حق اب یہ ہے محکوم بالکدام وام میں اُس نے جو ان کے باز کو اب یہی ہر روز ہو بند کیا کا ایک کا تو ذکر خیر آخر ہوا	حاجی بیت الحرام رخصت ہوا دیکھا کیا ہو کہ منہ قضا اسلام اور صاحب عالم مقام کس طرف کو قصد کرنے کیا کہہ دیا تجھ سے تیرے حکم قضا باز کو لا کر رکھوں میں زردام بند میں لکھا ہوں باہر جستی تیرے باعث ہو جاؤ یہ میری ادا اب سنو تم دوسرے کا ماجرا
--	--	---	--

پہونچنا اس مرد حاجی کا واسطے تلاش دوسرے بیٹے اُس امیر کے
جس شہر میں تھا اور ملاقات کرنی حاجی کی اُس سے اور تدبیر کرنی
کشایش رزق کی اُس سے

متر لوگوں پہ پہنچے یہ کر کے طے تھے اُسے معلوم سب نام و نشان اسکے رہنے کا مکان دریافت کر پاس بیٹھا اُس جوان کے باادب انصاف و اشتقاق کا ایندھن جانا کعبہ کا اور کرنا سیر کا راہ میں صدا ہاڈیت اور دعا پرست بستہ ہو جوان نے یوں کہا ہوا اگر تیرے ہر موزبان لایا اسکے واسطے جا کر طعام اعتقاد اسکو بھی حاجی کا بنا	پہونچا آخر شہر میں وہ نیک پی صبح کو اٹھتے ہوئے پہونچا و بات پاس اسکے پہونچا یہ نیکو سیر گفتگو میں ہر طرح کے کھوٹے کید سب مفصل کر دیا اس پر بیان ابتداء سے آتما تک سب کہا اسکے خاطر سریہ کی موج نے بلا دے خدا اس لطف کے تجھ کو جزا تو بھی تیرے شکر کا کیونچ بیان پاس رہنے کو دیا اپنی مقام جان و دل سے ہو گیا اسپر خا	پہونچا یہ سچی کے اندر درشت نام تھا ملازم جس جلد ابن امیر اوس جوان سے کر کے لیدل سلام اول آخر کا بالکل ماجرا اسکا پیدا ہونا اپنے روبرو اسکے لئے کے لیے کرنا سفر سب کہا اسے شمع ماجرا پرورش کی تہنہ میری حال پر انفرنس تھا میں نگہ کا مکان گذر کر حبس میں انکو دو چار روز دیکھا اوقات کو اسکے جوان	شہر میں اک جا گیا اُسے مقام پہونچا اُس نے آخر شہر میں رہا بسطح پر دست خیر ال نام من غریب ماہیان اسے کیا خانہ دار اور پدر کا بواہو سوطح کی رنج و کلفت کی گنگہ وہ جوان احسان مند اسکا ہوا وہ غرض اسکا تجھے رب البشر لے گیا یہ مرد حاجی کو وہاں دیکھا کہ وہ لکھی دیکھا دروازہ جاتا تھا اسکو تاربان
--	--	--	---

وہ ہزار اور نقد کا ٹوڑا دیا انگوڑوں جی ڈاؤں کچھ کرنا پوچھتے تو پہلے قیمت کم سے کم یہ جوان و چار جایا سے گیا چست چالا کر جوان بادیا یہ کیا آخر کو میدار گفتگو سخن بہت اسکو بہت سا بکھو وہ بھیکار بہت گھوڑیکہ حال ہو یہ سب کچھ خوشی کا دیا دست بہت بکھو اپنی وہ خطا لکے اس گھوڑیکو آیا وہ جوان سطح ہر روز ان گھوڑا دینا انہیں چالیں میں بے نزاع پیرنے جلیں میں سے بون کہا خوین یہ کار دنیا سرسبز لیجے مت تو ایک گھوڑیکے سوا ایک گھوڑیکے تجارت تو کھجو خانی گھوڑے سے تین بون کا تو اسکا الدینان آرام و خوشی ہے کہاں کس شہر کس خیال میں دیکھئے کا اس کے ہر محک خیال سکے یہ کہ دل و کھنٹی آہ سرد عمر نے ملت نہ چندان اسکو سمجھا حاجی دل میں مجھ سے غیرانہ عمر کے بھی اسکی سار سن سال	چاچوسی کر کے وہ گھوڑا دیا گھوڑا تو حوال دار با بکھا پھر نہ کہنے اس کے زائد انہی ہم دستوڑ تھا گھوڑا پھر چلا گیا صورت و صورت کے اندر یہاں سات سو سو کم نہ بون گاہ کھجو یہ جوان چار گھر آیا چلا آیا دلین مرد و باجر کی خیال دیکھئے کیا اس کے اور بزرگ ہو عفو کردہ اگر وہ گھوڑا دیر خوش بہت دلین نہایت دمان لے تھا یا اور فائدہ دیتے چلتا ہو گیا اسکو بہت سا انتقال گوش دل و سن نصیحت انو تھا کچھ کم دینے بہت رکھنا نظر ایک میں جھگڑو سے گا قافلا کیے مت مو قف و فرزند فر بھوئے میں میرے کہنے کو کھجو سکے اسکی جو کبھی خیرت ہونے بتلا جو کس ملا کی حال میں طبع کو غیبت بولنے کی کمال رہ گیا جوان شہر بھر دے ہو کر وہ بیلار وقت سے مرئی حال کو دفتر کے کرنا ہونمان اسکو تھے معلوم ہر دیکھال	بیکر گھوڑے کو اپنے نو جوان نیک جو خیرت کی اسکی بیا کر نہ مانی اس تو بہت آئے ایک گھوڑے کو کیا اسے پسند جب کیا قیمت کا مالک نہ ہوا سور و پے کتا رہا یہ تو خوش آں بٹ کر یہ تو آیا ہے کھجو میں کہا تھا اس جوان کو تو بیا آدمی و چار پنہم بھی بیکر جب لگایا اس کو گھوڑے کو آ کہنے سے حاجی کے اسکو بکھو جس طرح کہتا وہ ہر رستہ کی کہ میں نے جو ہوا ملا کر بہت انہر شری میں کرنا تو خطا غاصد دینا ہے یہ فتنہ و نگار گر زیادہ ایک سے تو نے یہ تو لکھنا اس کو بدین ہوا بھائی کا بھی میں نے نہ بیا کچھ کہا حاجی ڈاؤں لے جوان کسطح اوقات کرتی بڑھیر باپ کرٹے کے لئے سے خط پھر دیا بعد زامل کے برابر مال اسکا کچھ نہ پوچھا ہے مرئی کیونکہ جو تو تھا کست میں تھے جو کچھ دفتر کے نمل باجگار
---	--	---

اپنا میری کام تھا اب کر چکا بے عمل کو علم کو ہو دین ہزار ورنہ کیوں اوقات کرتا ہو فرا تو اُدھر کا ہو نہ بالکل ہو اُدھر اب نہ تو دنیا کا ہو نہ دین کا اس کی کچھ نہیں ہے اتنا تو سن فکر اور جان کو چلا	جذبہ باطن ہو یہ کار خدا پشت خیر ہو کتا ہو کتا وہا کھینچتے صفت رخ محاسب یہ بلا اے کیسے جانے کہ ہر لائق ارشاد و تہ تلقین کا قصہ باقی ماندہ اب ہو کونا روک باگ اسکی ذرا بہر خدا	علم سے مقصود ہو کرنا عمل علم پڑھتا ہو تو پڑھ تو اوتنا پڑھکی کر دین ہو کتا ہو کتا پڑھنے میں تو کار دیتا ہو با دیر سے ہے مرد حاجی مستر منتظر سنے کی بن اہل نظر سامعوں کے شوق پر کر کے نظر	ہو دہی عالم ہو یہ کام باعل جو کہ اب ہم او ہم نے پڑھا کام کا کھڑے ہوئی تو کھان کا حق کو ہمیلی سے دیکھ دے کہ تو کا اب لکھنے راز مستر ہے توجہ تیرا خاطر کے کہ ہم پورا اس نقشہ کو تو بعد ہی کر
---	--	---	--

تاکید کرنی حاجی کی واسطے چنے گھوڑی اس حین ان کو اور سنی اسکا بموجب کسے حاجی کے

انفرنہا ہی نے چتر تاکید کی عالمی رہنے کا نہیں تو جوان دیکھ اس امر کو وہ تو جوان اسکے گھوڑے چنے کا ماجرا کر دوش و دل گویہ ہو ہتیر مردم جو نواب کو کچھ آگیا یکے خوشدلی ہو گیا بار و جوان پھر کہا حاجی نے اس سے اے جوان حق میں اپنے وہ جوان با وفا اتفاق آگیا اک نکاروان یہ خیر سن کر کہ حاجی اور جوان کی بہت تاجر گھوڑی کی دوا پاس تاجر کے گیا یہ تو جوان لے لے اوسے مصیبت جان کو تھا اوس کے نسل کا وہ با دیا	چنے تو گھوڑی کو جلدی ہو افی گھوڑا اک سکولے کا بیگان ولیں آیا اسکی کیسے امتحان روبرو نواب کے آخر گیا افرش شخص ہے این امیر گھوڑا اپنے چڑھے کا آگیا شکار حق کرتا تھا دوسرے زبان چنے اس گھوڑی کو بھی تو گیا اسکا کتا جاتا تھا کیسا تاجر اسپان کیا زمان سپہ کرنے کو گئے ملکہ وہاں جب ہو انا بوس دے مرے لگا اور کہا اُسے کہ او خیر زمان کھینچ کر لایا یہ اسکو اپنے گھر شہر میں گھوڑی کا شہر ہو گیا	حال سے معلوم تھا تقدیر کا تھا اسے اس بات کے اوپر یقین جیکر گھوڑے کو فرض بنا دیا ولیں دے سمجھا امیر نادار تو سوار نہیں بنا تو کر گیا ہوا گھوڑے کو اپنے نین سالانہ من مرد حاجی کا نہایت اعتقاد کر کر کے کہنے پہنچے تو عمل اسکے کہنے پر عمل اُسے کسب اسپہ مدد با پاس اسکے با ونا ایک گھوڑا تھا نہایت بے ہوا جب کہ حاجی نواسے امیر سو پڑے لے اور گھوڑا جکڑوے اویان لڑل اور برز اسے کیا ایا وہ نواب کے ایسا پسند	اسکی قسم تیرے ہیں اے گھوڑا اسکے کتا تھا چنے اسکے تیرے اس حین اُسے کہنے سے کیا نکاب ہو کر یہ کیا ہو اسے کلا خیر اسکا سب لیا ہے سوا بھیجا او کو با پاس اسدا نیاز ہو گیا اسدا کچھ مدت ندم اور دیکھا وہ خدا عز و جل یازدہ صد کو وہ گھوڑا لکھا مستقل ہستی کے اوپر آگیا گر کر گئی سے سخت وہ ہمارا تو خرید اسکو خدا کے نام پر میرے قسمت سے مرے با و بڑ ہو گیا دم بھر میں چنگا اور بڑ اسکے بے آگیا گھوڑا امن
---	--	---	--

بھالی طلاق ہو کر میں حکم خدا مست چھپا تو غیب مجھے لے کر نیک کو اور بد کو جسے مست چھپا کام میں تھکے نہ کیا غل غلام ہو تا وہ بدنام اسکا کو کو اور کزارات دن مہودہ کار سب مفصل اسے حاجی ہو گا پیر کے اور کیا بالکل عیان حاجی بیت الحرام خست ہوا اور کیا اسے چاہیے آئی کا سوال رد زیدائش کے جو افشا کیا مجلو ہو چکا مہدیت اسکے گھر اٹا ہوں اس غم میں تدبیر تیر کو خاطر یہ تعبیر بار بار	چشم نم ہو کر یہ حاجی نے کہا مجھ سے بالکل حال ہر اس کا عیان میں میں دل اور جان سے تیر سے ہے بیان مسم مار کیا کہ بقیہ حال بد و خوبی کا اسکے مہو ہو تا اسکا ملک میں سو خوا رات اور دن رہنا مشغول تھا نام اسکا اور رہنے کا مکان آخرش بعد از ہزاران النجا اس کی حاجی نے تیر فقیر چل ابن جہان کا جلا تقدیر کا حکم حق ہر ایک گھوڑا ڈھونڈ کاروان اس کو تیر غیب سے صبح تیر شام تک تیر کا کار حاجی بیت الحرام آگے گیا	کر دیا تھیں پر راز تھان پیشہ سب پیشوین پر اسکا ایک جان کنل تیر جو تیر جو کیا نچھپوہ روشن سے مثل آفتاب اُس جوان بعد نہ نکر دراز تو زمانہ شیشہ ناموس تنگ ماچھی ہر شہر میں وہ جا بجا انے پیر پر فقط اسکے معاش ولیں اپنے تخت آزر وہ ہوا وہ فرشتہ دوسرا سکون ملا تجسس میں جو راز حق کھار یا ہو گئی تجھ سے یہ کہ ہے جزا اس نسبت میں ہوا ہوں مثلاً ابن جہان کو تال اس کو وہ فرشتہ کہلے غائب ہو گیا	بھائی تقدیر نے اول بیان حال اسکا کرچہ ہے ناگفتہ تیر چھپا مارا غیب سے بجا تو جسے تجھ سے ہے یہ تیر نقاب کر دیا چار ہوا نشانے راز بھائیوں کو جان کر نا تنگ رٹا یونین چکلے کے ملکر سارا ہے غلام شہر میں وہ بد معاش جسکے اسکا حال پیر رہنما باندھ کر جہد کمر حاجی چلا مرد حاجی سے فرشتہ نے کہا تیری منت اور سماجت کیا میں کیا جو کھید کو تو رت کے وا جمع پھر کرتا ہو غیب اس بات کو
--	---	---	--

اب بیان ہے احوال دختر کا اُس امیر کی کہ پیشہ زنا کرتی تھی اور طوا الفوتین
چکلے کے رہتی تھی اور پوچھا مرد حاجی کا بہت ملاش اور تجسس سے
اسکے پاس اور فہمائش کرنا حاجی کا اس دختر کو اور تدبیر کرنی اُسکی
جمعیت اور فراغت کی حکمت عملی سے مطابق تقدیر دختر کے

دیکھا بہت تھا حاجی جا بجا سدہ نہ تن کی نہ ہر کی کچھ نہیں بحر حیرت میں ہوا حاجی غریق	ہو دیا تھا دوسرے دختر چلتا اس کی بستی کو غلامان لائے دیکھا اس دختر کا یہ طرز طریق	پوچھا پیر شہر میں مذکور ان کی استخارہ تیر و بد معاش مرد و زنانہ طمان اللہ	الغرض بعد از ہزاران سب آخرش سب کی بہت اسکی ملاش یہ بہن مہد کل سو جاے چاکہ
---	---	---	---

دلین تھیں اس دعا جی کی یقین	مردن شب کو یہ سوچ کی نہیں	کیونکہ نہ قسمت میں اس کے لکھا	یہ ہے خالی ترال شب بے زنا
آجیکر رو کے اگر ایک شب	غیب ہو گا کوئی ایسا شب	ہو بیان نیشک گذر شخص کا	پانسو دی اور کر اس زنا
کوئی مٹا ہے لکھا تقدیر کا	تو عبث پابند بر تدبیر کا	بھیج دیا کوئی ایسا آدمی	کیا خدا کے ہر خزانہ میں کمی

اعتراض کرنا اس عورت کا مرد دعا جی پر کہ یہ بات بر خلاف عقل ہے

میں نے تو تھوڑا سا کو جواب	ہو تر ارشاد سبق و ثواب	تیرا فرمانا سراسر ہے بجا	ہو بچی اسکی تہ کو میری عقل
تیرے کہنے میں نہیں مطلق قصور	پر یہ میری فہم سے ہر بات دور	آٹھ آنے پر مری اوقات ہے	کون سے میری تین اتنے پردہ
دین سیر ہوئی اس ہاں سہر	جاتا ہو کو حضرت ہر لشہر	آٹھ آنے کے سوا اے نیکیو	پورا مصلحت میں نہیں دیکھا کبھو
کرتی ہوں بے لکڑی دن روزنا	آٹھ آنے جب گرہ کیوں نہ	غزوہ و نماز و ادا و مکروفت	مستی اور سرمدہ کا بل لکھن
لکھے دجوتی و دیوان و بی	چستی چالاکی و شہو گری	لکے پڑو کے تین عطر و پھیل	اک پہر میں کر کے سو سو کھیل
کرتی ہوں کہ سک کو اپنے میں	نبی ہوشی عروس نو کی چست	آٹھ آنے کے سوا اسپر کبھی	ایک چہرہ بھی نہیں دیتا کوئی
چکلے کی کسی میں جتنی نوجوان	پھیکا ہو کچھ ان اونی کی زد کا	پانسو بیٹھ تو ملے ہیں محال	پانچ میں بھی محکوم ہیں صد ہا خا
بحث ہو منظور محکوم نے جلال	ہے غرض اس گفتگو سے عرض	آپسی میں کر کے لیکن شہرہ دل	کرتی ہوں ارشاد پر تیرے عمل

جواب دینا مرد دعا جی کا اس عورت کو اور مضبوط کرنا پانسو روپیہ پر

میں نے دعا جی نے کہا اے بیخیر	بحث عقلی سب بیان ہو کر دور	کار حق میں دخل بند کر دیا	موجود اسباب علت ہو خدا
میں کو تو سمجھے ہر ماں بے ہما	ہے دیان فر سے کم وہ وقتا	مصلحت و قوت و زور و دم دزر	خار و حس بھی دیان ہیں تین
دین میں تیرے جو کچھ ہے محال	سہل ہو و پیش حق و دل و جلال	ہر عیش اس بات کا خطرہ تجھے	ہو وہ مالک جس قدر چاہے ہو کھ
پانسو کیا ہیں ان لاکھوں بھی کم	اس میں تو مطلق نہ ہرگز مار و	پانسو و پنجاد ہراری پنج لک	ہیں دیان یہ کتر از خار و خشک
چشم و گوش و عقل و جوت و دست	ہے ہر اک اعضا بد نہیں بے ہما	دم کو تو کھوتا ہو ہر دم الیکان	ایک کی قیمت ہو یہ سارا جہان
اس طرح کے جو کہ کرتا ہو عطا	میں دیان پانسو دے یہ چیز کیا	دم بخود ہو اور کچھ تو دم خار	جو کہا کر جا کے ہوش و خول کار
ہے خموشی حق میں تیرے کیا	ہو گا خاموشی ہو تجھ کو راز قما	بند کر اس گفتگو سے تو زمان	بچہ کر تو دل کو اندر وہ گمان
حق تعالیٰ کی طرف ہو جوت یقین	دل کے اندر ہو تو ہوتا ہو دین	ایک بند کے یقین میں زور و	کرتے ہیں ہر خطہ لوح دل کو حک
ہر یقین کے گریہ رتے میٹھ مار	ایک دن اُسکامین کہتا ہوں مار	خیر پر کہیں و تیغ ابدار	کھینچیں تیرے نقل پر زور و مار
آتش سوزان میں بھٹکے تجھ کو یا	اور تو ہو کچھ معاق و در ہوا	تو بھی ہو تجھ کو نوا پر خیال	غیر ذات پاک رب و الجلال

نور حاجی اس تن شانہ کا	خلق کو معلوم ہوتا ہے لگا	روز جان سے کہ جس معصی	دم کی دم میں بیتا تھے میں گیا
تو بھی گر کچھ اشنا جان سے	ناکہ ہو برہ تجھے ایمان سے	اتہا رکھا نہیں چاہی سخن	نظر عورت ہوجیت کی حسن
نظر بیٹھی ہے وہ ماہور یہ	ہو گیا تو اس فرنگوں پسند	اضطراب لہر کر اسکے نظر	سے دور پھر مٹ کر اسکی خیر

مرید کہ نہ حاجی کا اس عورت کو اور تعلیم و تلقین کرنا اور تدبیر کشائش رزق کے
اس عورت کے مطابق لکھنے تقدیر کے کہ فی اور کارگر ہونا اس تدبیر کا

الغرض بعد از ہزاران التجا	مرور حاجی نے مرید اسکو کیا	دست بیت کے بہت سے عطا	حق میں عورت کی دیکھتے تھو
پیر حاجی نے اسے تعلیم کی	کم ہوئی فی الجملہ اسکے دیکھے	سب ملکا فی اسکو ارکان ر	ہم شوق و ہم خضوع و ہم ہر
میں کے پیئے بھی وہ تلبی ہوئی	سمجھے وہ پانچوں بنا اسلام	فصل بدورت کے سارے جزا	اسے حکمت کیے یا لکھتا
جانتا تھا یہ تھوٹے گا زنا	اسیے اسکا نہ وہ مانع ہوا	جانتا تھا پیرا زستہ	ہے حاشا اسکی زنا چغیر
تھا لکھا قسمت میں جو اسکے زنا	مانع اس باعث نہ وہ نکلا ہوا	جانتی تھی دل و دہر اسکو ب	لیک تھے مجھ پر از حکم قضا
کام ہو حکمت سے تقدیر کے	پھر وہ کب قوت ہو تدبیر سے	پیر نے اک کو اس سے کما	بیشہ قریب اگر چہ ہے بڑا
ہے زنا پر پھر تیری سوا	بات جن جگہ اسی کی پناش	و دن تجھی بتلا میں اس سے	بسمین جگہ پھر بتا ہو غلط
رزق کی ظاہر میں اسکو گ	کم ہو فصل بد کی بھی آلودگی	گر کرے تو میرے کت پہل	رحم کی چھیر کرے غرض
یہ کہنے پر اگر مجھ کم ہو تو	رزق کی تنگی نہ ہو ہر گز کج	سکے یہ ولسن ہوئی فرزان	یوں لکے کئے فرج زن
اس ستر تیرے فرما کے فی فرق	کے مجھ سے گو کہ پیر عین حق	ہو سلامت و تین سے کام	تیرے کتے سو کو کچھ بیش کم

نصیحت کرنی اس حاجی کی عورت کو کہ بغیر پانسو روپے کے کسی کے پاس نہ جائے

خود و عیان چست ہو گیا	اس سبب یہ مرور حاجی نے کیا	میرے حکم ولسن تیرے اپنی ر	دور کچھ بیش روپے پانچہ لاکھ
بہ کونگی اسکے بستر پر قدم	نوں کی میں خبر تیری نہ بر کر نہ کم	سہو اگر ملا ب تیرا کوئی بشر	اس لاکھ روپے تو تو انکار کر
گر کوئی میرے پانسو ایک کم	اپنے حجر سے نہ رکھ باہر قدم	کوئی کہے تی تجھی بغیب سے	اس تو خبر تیری نہ کم نہ ہا
میرے کرنی میں ہو گا کچھ حرج	میرے کہ میرے مستراح اغرض	پانچے لاکھ تو منع کر	مع کا طاب ہو با کچھ اثر
منع سے بوقت ہر جس مرد تیر	منع سے ہر زمین یہ جنگ و تر	منع سے یہ شکل نہ دوس نظر	منع ہو چھا کو تجھے غر
منع جس نے سے کر انسان کو	طبع رعب اسکی سپر اور ہو	اس لیے تو اس سے اسکو منع کر	ناکہ رعب خلق کی ہو غیر

یہ ارادہ کر کے دل میں کیا قلم	شیر کا جل کیا اوسہ وز کم	کر کے وہ موقوف سپا سنگا	ہوئی مشغول یاد کردگار
ایک گوشہ میں مسئلے کو بچھا	کرتی تھی تنہائی میں یاد دہ	اضطراب لے لیا آہ و تھنا	اسکی یہ سبب تھی درد زبانا
یا مجیر دیا مجیر و یا مجیر	یا بھیر یا بھیر دیا بھیر	ای خدا دو اہلال و مہربان	و شکر عابدان ناماوان
دوسری ہر درد کو پشت پیاد	بہ نگار و کاٹھنہ ہونا	بخش میری مہربان کو شفا	مگر کرم سے جا چین میری دا
لو کہیں بدکار نا فرجام ہوں	بد طریق مبد چلن بدنام ہوں	ہی بد و نکا کون جزیرہ کفیل	ہو جس بھی کام کا غم انوکھ
ایہ خفاقی سے ابد درد نیاز	دل کا ظاہر نہ ہو سوز و گداز	ورد ہر دل کا بڑا غم غور نظر	اضطراب لے لیا آہ و تھنا
آوی جب غم سے ہو کر تیرا	مانگتا ہر کچھ دعا مالا اضطراب	اپنی رحمت سے وہ کرتا ہر قبول	بات پر یہ کام کی اسکو نہ قبول
کر رکھے ہر وقت تو اس پر نگاہ	تو نے آئے کچھ بلاے جان کا	مگر دس کرد و دل دور آفتاب	دا ہوا عالم پر ظلمات لقا
عادت محمودیر کر کے قیاس	آئی اک لالہ اسکو کس پاس	یوں کہار کے کہ اٹھ کر خستہ جا	تھکوا ہوا مگر غمفی وہ جوان
چلنے میں تاخیر اپنے مت کرے	خارج تیرا جو میں ہے تو لے	تیرے لئے کا ہر اسکو اشتیاق	تو بھی جلد ہی ہو تبشیر و نجات
آج کہہ سو اسطے ہے تو اوداس	تن کہوں میں سیلا کیلا ہوا	اکھوت گوشہ میں کیوں غامض تو	کر رہے ہے کس خفیہ گفتگو
لائی ہوں پیغام یار مہربان	چھوڑ خاموشی کو تو ہوا	رہنے سکر یہ دیا اسکو جواب	میں یاد ہو چھوڑ فضل نامو
آٹھ گنے پر ہوں میں کہ وہ	رزق قدرت سے مجھے دیکھا	دی اگر شک کوئی پانصد	تو کروں اس مگر کب یہ کو بے
پھر نہ آنا پس میرے تو کبھی	منقطع کر مجھے پہلے آرزو	بان مگر دے کوئی مسلح ہاتھو	رکھیے اپنے شخص کی تو بھٹو
تمہارے دل لالہ نے سکر کیا	اور لگی کہنے تجھے کیا ہو گیا	مانیا ہے پاسیا ریا ہون	خط دیا تو لیا ہے یا ہون
جلد کرو اپنا بی بی تو علاج	مغز میں تیرے سوا سوا لالہ	کہہ ہو کر قسم گریبان ہوا	پھر کس شے سے ہو گا ناز
ہی ہی تیار رہے باطن کا حال	سہل ہے اول میں تو سکا لالہ	گراوی دل میں تو عصیان	تو بدستق دل سوز و گداز
رو کے گھر تو نفس کو با جہ و کد	چھوڑ مجھ پر وقعت سبیل	نفس کے غیبت بھی فعل بیت جا	عادت ہو ہو بدستیر و حیات
جب گئی وہ عادت بد اویسب	صحت باطن کی ہو تجھ کو غیب	جیکہ سمر ہو درد و غور و غیب	ہر درد بیماری قیاس سے مستند
مت سمجھاؤں اسے وق ظاہری	مر کے ہو جا آدمی جس بری	ہر بیان اس قیاس کو قیاس	بعد مرے کی تو زمین از دیار
لرمی تن بعد مرے کے ہو دور	تار و ق باطنی کو ہو ظہور	ہو یس آتش کا پس جوش و زور	بست از جا و کھنڈ و انوکھ
ایک شعلہ نار باطن کا فضا	بکر عالم کو کرے دم میں فنا	آب اسون کا ہوس قیاس کی مو	گر شفا چاہے وہ تو اسو ہوا
یہ کشند اسکا آب چشم یار	درد دل سے تو سدا اشکبار	زن کا رشتہ چلے جرجان	چھوڑ کر وہ ذکر تو ہو گیا
تھا وہ دنیا کی دلی کامجرا	تو نہ پہنچا یا اسے سوے سما	عالم ظاہر کی ہے وہ گفتگو	کیا باطن پر اسکو کھینچ تو
الغرض لالہ الٹی ہست گئی	اس جہان سے جا کی پھر بات کی	جسٹ اس شخص نے سب ان زن	لشیں سیدہ میں ہو پھر شہان

دلین ہو اس وقت تک جو یہ یقین گریہ چکے ایسی حالت میں ملک جیتا پر ہو تو ایمان جیت بر غصہ آدمی کا جیکہ دست اسے بالاتر ہو پھر حق یقین ہیں پس صوم و صلوٰۃ ظاہری خوف ہو دین کچھ فوٹ کی سیر ہو یقین دین تر سے راج اگر چہ کھڑا گویا خدا کے رویہ و دیکھ کر اس شاہ کا جاہ جلال رحیم پر جیہ سکے آجا و خیال خود خدا ہی جب کر تو گفتگو یہ یقین سے گرتی کچھ دین نور جب تو جانی کیا ہو یہ صوم و صلوٰۃ گر خائب سامنے حاتمیتین	قتل کی میری انجمن قدر ہو گمان دہم جب خاطرے تک ور نہ بھائی ہو تو اسلام گوشت کھانے ہو کہ بیان ہے وہ حق انبیاء و اعلیٰ ارت جدی ترکہای دار کا ایسے ظاہر نہیں اسکا اثر جو کری تو اسکی ظاہر ہون کرتا ہو ملک سے اپنی گفتگو ہو تغیر رنگ میں تیرے کمال رنگ چہر کیا خوشی ہو کمال کیا زیادہ اس زیبا اور ہو خطری بالکل ہوں تیرے سے کیون ہوئی پھر منجھ جوجو نہو تیرے نماز ایام و دین اس سخن کی کچھ نہیں ہر نہ	نہوین کے ارادے یہ سبھی ہو نہ مطلق دیکے اوپر اضطرار تک جو ہم یقین میں دلچسپی نہیں ہو سوا اس کے بھی پھر عین رتہ دنی سو فرنگوں بید جو مل دیکھے ہو کرتا اور کو عادت ہو وہ نہیں آسین مزا جب کھڑا مسجد میں چہر نماز رو بروے مالک جبار کے تہ کی دشت سے کے جو رنگ ہو نماز خامس مولیٰ انام نیک تو سمجھے ہو تحریک مریں جب حضور قلب و استغراق ہو مر نہیں مائتروہ شاہ دستار جو حیرت میں ہو ہی ڈوین اب بیان کر تو دوزخ کا ماجرا	جو خدا چاہے گا کاش گاہی جب ہو تو بندہ پروردگار پورا ایمان بھی خدا میں نہیں وخل کی آسمان ہر تیری نہیں تو یقین ہو یا شک اور شید نقل اسکی تو کر رہے ہو ہو کی یقین پیدا ہے ماؤ الک دلین پیدا ہوں عجیب و غریب باتیں سنتا ہر شہہ تھار کے زرد ہوا کیا رنگی چہر کیا رنگ کیونکہ ہو وہ شاہ کا دربار ایسے لذت کچھے آسین نہیں چھوڑنا اسکا نہایت شای ہو تو کر رہے پھر تیا سکون خطاب تو نکال اسکو ذرا چل کر حسن
---	---	---	---

اب بیان ہے آنا ایک تاجر کا اس چکے میں اور دنیا پانسو روپے کا اس

عورت کو اور بلاناٹھے شوق سے رات کو اپنے پاس

عرض کی عورت لے فرخندہ ہو یقین دل کیا اپنا درست نفس کی جیت ملک حالت ہو آئی زن القمہ بعد از گفتگو ایک بقمہ میں تو یہ از زمان	فرق مجھ کو کچھ شوگا ایک سو اور کر باندہ تیری کتنی ہے بھولتی کی میں نہیں اس حکم کو ایز زمیں کے مکاتین ایک سو اشکارا ہو گا کر تو امتحان	سہی تو کرنی ہمارا کار ہے گو خلات عقل میری ہر یہ کام نفس میں ہو رومدار بھی دلین لیکن کر رہو تھو قیل قال پھر ارادہ پڑ دین کر کے نیست	ہو نہو اسکا خدا مختار ہے کر سکے ہے حق تعالیٰ انفرام ہو ہو جائز کر کرے بے کا کجی دیکھئے اس امر کا کیا ہو مال ہو گئی اس انجمنی کو وہ
--	---	--	--

ما ز شہوت نمی کیا آسکو تیار ہو جو جب نہ شہوت شعلہ زن جب نہ شعلہ اک کا ہو جوا فرو ایکے لالہ سے تاجر نے کہا جب کہا دلالہ نے وہ ماجر طرز طور اسکا نہایت ہو دست ایک شب کے دی مجھے پانصد لاکھ ماؤ زین کوئی بان انے نہیں ماکری دریافت اسکے حال کو ساقی دلالہ کے تاجر نے نقیب دیکھنے کو تیرے بھیجے نقیب کر کے استغنا و بازں جواب لغو ہے تیری یہ ساری جستجو تنگ بھگوا جو یو ایدوم مکر مین بل ہوتی ہوں اُس ایک سو جیسی ہوں اُس فعل سو بدین تنگ جانتی ہوں میں یہ ہو کر دغا کر خدا کا خوف ہو دم اس دور دیکھ کر آسکو خفا بولا نقیب چہ یہ دلالہ سے اس بے قصو تو خار صو کر ذرا تیار ہو پناقی سپہ ہوتی بین خفا ہو اور ہر شتاق تاجر تو ادھر اسپہ کھڑے اپنے نکلورے خیال عذران و نون کیچھڑان کی	علیہ شیطان ہو تندی بام نی رہے قلوب میں تیرے بدن سجھے پھر تو خیر کو اور شر کو زن کوئی اچھے شکلا جلا ایک عورت ہر نہایت دلربا کام میں اپنی بہت چلاک و سب ہو و محبت شری ت بہرہ و ملا کہ ہوا کر تھامے ہفتین طو طر زو شکل قبل و قال کو کر دیا پیشا روزنا و لمیب گر خدا پانچ کھلین تیر نقیب تو عبت کرتی تو آنا انتظار یا نسو بن میں نجاؤ گئی کھو کیون پھر زور نہایت جلاؤ گھر و میدم محکمہ ہی ہے جستجو نام سو اسکے نیچے آتا ہے تنگ تو مجھے دیکھو کحل آئی ہو کیا ٹھٹھے مجھے ایسی بے معنی کر ہر تیش روئی تیری اُمّ حبیہ کہنا اسکا کذب مطلق ہے تو میں نے لانا ہوں صحت بنو ایدو میں پیام وصل کرنا ہوں دلا بیخفا تو پیچ میں پیغام بر بدنہ الفت میں جلوہ مرمان بخشتا تم جو ہوئی مجھے خطا	مار شہوت چچین میں مردین زہ شہوت چچین میں کور دگر جو کچا اس سے ہوا بیشک دلی ایک عورت عمر میں ہو فوج خوب سیرت پاک طہیف تنگ لیکن آستہ کھالی ہے قسم شام کو ایک ہی تھی گفتگو جب سنا جا رہے یہ قصہ عجیب آگے پھر مجھے کہ وہ ناز میں ساکی دلالہ نے اُس ان کا کھول دی در کردار اس کلام میں ہی ہوں کچھ نہیں پوری ہو عبت دیکھنا اور بھانا فعل بد پر جو کوئی ہو دھین کون تاجر اور ہو کیسا نقیب یہ جو آیا ساقی تیری مردوا ایسی باتیں کیوں کرتی ہو بعد خیر و جل دور ہو مجھے پرے یہ تیری شکل اور شستہ گفتار جو کہ کہتی ہو بلا کم اور کاست ہر تراشتاق تیرہ وہ جوان بے مثل مشہور ہے نیا و جمال اب ذرا سوقوف غصہ کیجیے سکے یہ باتیں دہ زہر دل یہ تھا عیب و قدرت کا طور	لو رو کر کردی ہے کب تک نہیں دین اور دینا ہے جو جانے غیر ہو گیا پد ہر گار اور مستحق خوش اور خوش منکشف خوش نکدہ دان نکستہ سچ ویدلہ خو اپنے مبلغ سے میں لوگنی نکم کم نہ لگی پانسو سے وہ کھو بھیجا زان کپاس فریاک نقیب قابل محبت ہر اپنے ناز میں انے کا تاجر کے سارا ماجرا اُس بیاد سعد کو لازیر دام شکل و صورت نمی قدیمی بون تیرا آنا ہو فقط جھک مارنا اسکو بھی کچڑی ہو ایہ المین گو شہ عزت ہوا و تیر نقیب تیری دم میں کوئی بے کلام چمکیوں تو میں ہو دھم میں اس نے دل دلا وہ کو سبے کر چاہیے اسے کہ ہو خلق کو کچھ نہیں فرق اس میں تہذکات دیر امتنی ہی کہیں پیر یونان المی کو کچھ نہیں ہونا زوال گو دینا میں روپے بھر لیجیے سختہ کوئی سی ہوئے اپنی غل زن نظر آئی اسے ماتہ حور
---	--	--	---

پھر ہوا علت سے زیادہ شہدات
یہ کہا دالہ سے جا بیدار
وہ دے دے تک تو تجھے براحتیا
کام دنیا کو عین سب مکر و فریب
کچھ نہیں برا نہیں بوسے راسخی
قتل عینیت و زور و ظلم و غیا
جمع ان جز کو کرے ایک جا
سچی بے تو ابھی اسکا مال
گر لکھوں تفصیل سزا ذکر کلام
یہو بھی نوبت رفتہ رفتہ آئیں
ہے حقیقت نفی کی اثبات نفل
گر ننگا زید وہ ہو گا عمر
جیہ سون کو کر دیا آئے نہیں
دیکھ کوئی سے نہ پانصد دینا
راہ حق میں گرنہ ہو تو فنا
تو اگر راہ خدا میں ہو فنا
شوق اسکا اگر چہ تھلے نہ خرو
مغلسی ایک یہ مجبور تھا
آتا تھا ہر کر کے دلیں خیال
جب تو آیا دلیں کچھ راز کے یقین
جو کہ اٹھ آنے کے کئے کبھی دیے
دید یا پانصد دینے خوش دلیں تو
پانسو پر اب تو کھالی ہوں
اے ہمارے سب گئے پیغام ہم
متصل چلے کی تھر اوس جاسر

ہوئی طاقت جو انکی دل طاق
ایک دو پر تو کمزور نا کچھ نظر
جتنے لوگوں کے آئے لا اکیلا
برو دعا و جھوٹ کے بس کو ریب
ہر ہر جزا میں ہے اسکی سو کھی
کو فتنہ و ظلمت و حرص و ہوا
نام اس عجوب کا دنیا دھرا
میں کروں تجھ سے کہا حکم قتل
تو نہ ہو گرنہ یہ قصہ اختتام
تھا جواب اسکا فقط لفظ نہیں
تو نہیں نہ یہ سو جزا و فتن
ہے ثبوت فعل ضرباے بحر
تے طین کے پانسو اسکے تین
یہ دیکھ کے تو عطایش ارہنا
بے تیرا نقصان کلانے قسا
دیکھا کیا کچھ عوض میں ہے قضا
پانسو تھو ایک طاقت کی پرو
یہ سر و سامان و سہ قہ و رتھا
میں اُس سے تاکہ ہوا دم حال
نہوایہ رشاد و رشدا کا نہیں
چھپے ہن ہر ایک شرب کے سو رو
اور باقی تو جو سب گفتگو
نہوایہ خرم و ہوا سے شکر
ابو و اش استعداد خیر جانہ ز
اس تیرا آو بان خیر کیا

کبھی پھر دلا کو جو کچھ پال
جس طرح آوے اُسے لائے
اضطراری میرے کر کے نظر
خیر صادق نے فرمایا کہ زور
ہے فرد جو کرے اسکی تلاش
کذب و بہتان و فریب و انترا
ایک خیر سکا ہر ہر جاندار
باکے پھر دلا نے تقریر کی
فن و ہا پر خیر سکا کر چکی
ہر تین کا لفظ گر چہ نفی کا
زید نے مارا نہیں تو کیا ہوا
تھی تین دن کی بھلی دس لفظ
تو وہ دس جن ان کی کر چہ نہیں
نہ تین مکر اسکی و جہان
دے ہزار اسکے عوض لطف خدا
لالی دلا پیغام پاس کو
خیر کرنا سب یہ اسکے نام پر
شہر میں اسبات کا پر جا ہوا
وہیدم آئے تھے ہر سو پیغام
یہ نہ فرغیم اسرار نہان
سو تکر دلیں باز آنے جواب
جسکو نام ہو سلا و پانسو
نہوایہ ان لوگوں کی لذت شب
قدرت حق نے یہ سب بپا کر
اسکے ہمراہی کوئی مسرت کار

کے منت اور سجاوت بقیہاں
جو وہ مانگے تو وہی دوا لے
لائے مجھ تک تو ایسا کر کر
ہو پر حاصل اس دیکھ کہ زور
حب نیا ہے بلائے جان تماش
نخل طمع و تمت شرک و زنا
تو ہوا سب سکا بالشر با نیا
کیسے کیسے طور سے ترغیب دی
ایک عورت نے نہ اسکی آواز
پانسو کا لکھ دے اثبات تھا
مارنی کا فعل تو ثابت ہوا
طالب پانصد تو بھی دیکھا
سنا عورت اسکا کرے نہا
یہو جو کہ علی کو بند کیا گمان
ایک دنا کر زمین میں تو فنا
ہو گیا نیا مرد وصل جو
پانسو ہو کر دے پاس میں اگر
ہر اسکی وصل کا جو ہوا
سو چے تک یہو بھی نعت اللہ
ہن کہاں نہ سو رو پر شکر
ہن عروس وصل جان پانصد جا
ورنہ وہ اس میں کسی کچھ نہ
پانسو کئی بری عورت طالب
ایک تاجر آو بان ار د ہوا
اور ہوا شہوت سے تاجر تھرا

مین ہوں نہ جی اور تو بکر رہی	ہاتھ تیرے پر چاہا نیر و شر	گر کہیں چاہے کوئیں میں سے گرو	لغ کا چاہی تو رستہ دوسرا
جو کی مرشد کے کہنے کے خلاف	چودہ ترہ صریحیت و درویش	اپنے پرست کر تھیں اس صفت	تو جو بد توفیق سے کمالی ہو مبرا
جو وہ کھا و اسکو ہر وہ کھیا	تیری حیر پر ہیری ہر نقصان	تھکھو ہر شرمین ہر لازم احتیاط	کب نہ دیکھتا اسکو لفظ
اختلاط خلق ہے تھکھو تو سم	اختلاط اسکا ہر مالیت دم	اختلاط اسکا ہر مالیت غلب	تھکھو خلوت اور تنہائی ہر غلب
حکم ہر بیمار کا نوع دگر	اپنے اوپر کر تھیں اور دگر نظر	یوں کما حاجی کے لئے سے غنی	یاد رکھو تو غنہ ظن غنہ ملی
یہ جو تھکھو کسی بندہ گمان	میں ہی کو تا ہوں تیرے تیرے گمان	اسکو گرتھشش کا ہر راسخ یقین	یہ جو تھکھو گناہ بیک یوم دین
تست تھکھو کردہ غفار کو گشت	میں اسکو دوزخ میں لکھ لکھ گشت	یہی ہری ذرا قیود پر گرتھیں	زندق کی ہر گز کی اسکو نہیں
ہو دیکن حیت اسکا اعتقاد	ولین جو مانگی وہی باور و راد	اسمین کرتا ہی دل وہ امتحان	چاہیے تھکھو مند جانم جان
امتحان روح ہوا ثابت قدم	یہو بخا وہ مطلب کو اپنے غرض	ولین اپنے حیت کر تو اعتقاد	صدق دل ہو مانگ پھر غرض
تو تھکتا ہے جسے زر خیر	ہے زیادہ و درہ و درہ دان حیر	وہین میں تیرے بہت بین پاس	زین بان رسی سے کم لے نیک خوا
کم تجھے ہے کوئی پافسد و اگر	تو کچھ موت ملتفت ہو جی و اگر	لے رو پے او جہا کر نیا کام کر	میرے کہنی پر دے رکھنا نظر
ایسا سبب سبب ظاہر کر دت	کار حق میں دے چلا لک و	شب کو صا و ہو اگر تجھے زنا	دن کو تو تو بہ سے کرا سکو تبا
گو کہ ہے تو اس بلایں مبتلا	دل سے لیکن جانے اٹھو مبرا	گو کہ دن میں کرے ہفتا و بار	جب کرے تو بہ تو تجھے کر دگار
جستہ میں ہو باب یہ تو بہ کا وا	ہے نہ امت سمرگنہ کے فائدہ	وقت تو بہ صدقیت شریعہ	گو کہ صا و ہو تجھے پے بہ پے
پھر اگر صا و ہو اشتہا کر	رہ نہ اپنی کام سی تو خیر	ہر تھاتی خون کی جا احمی	ظاہر کو اسطے حجت نبی
افرض اپنے مکانین کے زن	خوف سو حق کے وہ ہو ہو نہ	یہ لکلی کہنے کہ لے میرے خدا	تجھے ہو یہ فعل تجھے یہ عطا
تجھے ہو بد فعلی و خیرہ سری	تجھے ایسا علم بند پروری	کر کے تو اپنی خدائی پر نظر	فعل یہ سی سیر یار پر گز
گر تیرے لاری میں گنہ تمام	اگیا آخر میں سر وقت شام	کو کہے وہ آراستہ پناہ	بیچھی اک توڑ دھی پو غنہ دین
مستی و کابل سو ہو کردہ دست	و برائی کی لیے سامان جست	او دا جوڑا ایک شبنم کا بنا	بسطی ہو ج یہ ہو کالی کھٹا
بسرہ بیٹھی وہ شکر پری	ایز د کھلائی تھی شان لہری	ہر اسکا مسکا جان سے شایق ہوا	حسن پر اسکی ہوئی خلقت فل
سو طرح پیغام آئے خلق کے	لیک آئے اک قلم سب دیکے	گذری جب کار میں ہو لیت	قدرت حق سی ہوئی برون ارد
ناگھان ارد ہوا ابن امیر	اس سرا کے یاس نافع کثیر	متصل آج کے آؤ یہ اکیا	شمر میں اک شور و غل برپا ہوا
میر کرتی تھی کھڑی نہ بھی جان	اگئی اسکی سواری ناگھان	دیکھا کہ میں کو وہ ابن امیر	ہو گیا دام محبت میں نا سیر
قدرت حق ہو جو چاہیے کرے	ہیکے دلا جو چاہیے پھر دے	کر دلا جو چاہیے کوئی پر خدا	حسن اسکا گو کہ کچھ ایسا تھا
خون کی دوسفہ کی کھاتھی بنا	دل لیتا کا کیا ناز عکار	یہ کر آئی وہاں سوزن پیل	تست اوڑھ کر ہوئی ہر گز

تھا سبب اس نعل کا یہ قدر ترقی جس سبب سبب کا کردگار تو جو کچھ کرتا ہے سارے کاروبار کرتا سبب اس قدر سے شوق سے تو کام میں تدبیر کر کسب کو ترافق تو اپنا بھان مگر وہی وہ زور ہم دوست پایا جو کوئی اس راہ کے ہیں راہ پر خود تیا کیلئے موسیٰ کو راہ غار کے اندر محمد مصطفیٰ ہیں یہ سبب سبب قدر کے ہمو یاد آیا مجھ کو اسکا اشتیاق کی یہ ان سبب اسکی شان میرے ایک سے ایک اسکا وہ مغرب تر پیلے بھی تار تھا جو تار سال آب وصل یار سے نار فراق زان کی بیدارش جو روز کیے یا قس اللہ تعالیٰ کیا میں غافل کیا مردوں میں خوب ہو چوٹ لگی مرد سے ہو عقل کا رت کے کمال یہ زان یہ مرد کو کنایہ کیا کی نہاد ہو کر آوا اسے نماز خود نکلتی ہر دم زان ات کے دست بستہ ہو کے پھر کہنے لگی تھا تراشاد بالکل کیسی	دیکھنے والے کے واسطے کیسی غیب کو تار ہو اسباب آشکار ہر نقطہ تقدیر کی یہ اعتقاد خوف کیا ہوتا تھا تقدیر سے یہ توکل دل سے رکھتا تقدیر پر ہو اسکی یہ ہم از راقی کو شان کسب کا ظاہر کری کیونکر تبا انکی رہتی یہ سبب پر نظر چھلے کیونکر تھی بولش کو نگاہ کافر و ملکی جس کیونکر مخفی ہوا مگر موثر اکلوتے سمجھے ہے قصو اب حوالتا ہونے میں فراق شکل موت میں جھڑکنک یہ کیسے کیا یہ توبہ کی یہ غیب تر انکے یہ باتیں ہوا اشتہ حال بھنگی جب کہ زواہ اشتیاق تا قسلی اسکے باطن کو کرے مرد سے غیبت ہو گئی انکو تا اسکو اسکے ساتھ ہو ڈھنگی ورنہ زان کو جو خرابی بال اے یہ گویا یہ بیدست دیا باخت و با صومع مایا ناز بیرشد کی گئی خدمت میں نخستین جو کچھ خطا مجھے ہوئی جمل سے میں کچھ نہ سمجھی مدعا	تھا لکھا تقدیر میں اسکے زنا روزی و چھوٹے تاجر کا دیار تیری چاہ سے ہو اگر بھولی دست کھا کر بھولی ہو جیت تدبیر کار ہر دم کی کام صبیحہ نہ کا گر نہ دی وہ فہم بازین ذکا تو جو ہو یہ اسباب خراب ہوئی گرا سبب ظاہر کا رگر کو کیون و او کو دیتا پناہ تار کے اندر پر میر کو دمار کہتا میں کچھ اور راہ مستر العزم ہو چکا ہو یا پیغام غمرہ دناز واد حسن تان رشتہ رفتہ ہو اسکے بول سال پانسو کی غرض اسکو ملتا سودل مجاہد ہو اس پر خدا یہ بھی ہے انعام و لطف خدا امحق سے میں ہوا اس پر خدا سمجھے اسکی ظلم اور جو رتھا کیونکر میں ان کو خیر خط جماع ہو گیا جس وقت ہنگام عسر باتھ اٹھا اور مانگ کرتی دعا رکھے وہ سارے روپے تیرے دم میں ممانت سے جو کی تھی لٹکو تجھ پر جو روشن ہوئی آفتاب	غیب اسکا سبب ظاہر ہوا کیونکر لائی اسے تقدیر کار تو نہ ہوتا کام تیرا کوئی دست ہو مطابق اسکے اگر تقدیر کار کسب کو سمجھے وسیلہ راہ کا کسب کرنا کیا ہمارا بیش جا میں سب ظاہر کی باطن کا حیا آگ کیون لگی ہوئی اسیر پر پیشہ کیون خورد کو کرتا تباہ یش سے کرتا نہ کیونکر دل نکلا اہر زن گر نہ لئی منتظر جا کے تاجر کو مفصل سے خبر چشم و گوش حاضر لیا و رہا لگش غوی کا یہ وہ نہ مال بہرہ در وہ دل توڑ کے ہوا وردول کے مرد کی دن دووا ذکر ہے قرآن میں اسکا جا بجا ششم و غفرہ مرد کا سبب اٹھا امحق سے اپنے حق میں کیسی مرد سی صدی طرح کے انتفاع ہو کر قسمت آئی عورت اپنے گھر لائی سجدہ شکر کا پھر وہ بجا مدد ہے اور زبان ہوتی ہمدم جمل سے پہنچی ناسکے کہنے کو ہم سے ہیں اس پر ہزاروں نفا
--	---	--	--

نظم کی ہے اس لیے یہ استان یہ تیری قسمت میں کاتب گھ گیا چلے یکساں گ تو عالم کو جان منہ سے تو کہتا ہوں تو کو رو کے فی الحقیقت ہو اگر بنیا خدا چھ لپٹن وہ اگر بیٹھا امیر ہیں زن دنیا بھی اما عدا منو تھے جو ادهاف خدا ہو اگر ایمان کے کچھ بھین لو حال تیرا ہے اے مرد وفا ہے یہی تیرا کر دیکھ بیان غور کر ولین کہ تو ہو امیر طبع تیری جفت ہو ہے تیر غلبہ جس خلعت کا ہوگا امیر و و سپر عقل و روح ہے جو عقل گزینا کے جو جنجال میں چھوڑ کر حضور دنیا مرد کار یہ چھ حکمت تو بھی کوئی ہے نہ کر لیکھ پیر کی خدمت تنگ پیرس ہو کے ہیں اصحاب رسول عزت بہت شمس الفصحی انک افعال و خصال پر نظر ہو کی ہی کر کے لکے خلافت کر دی جو کچھ اماموں نے کیا نفس کو تو دختر زانیہ جان	سنا کہ تو بھی سمجھے کچھ از زمان حکمت وہ تدبیر ہی امکان کیا کل جیسے تھیں وہ ہوں ہی سنا قصہ ل تیرا فعل کے کیا ہجرت کیوں گستاخی ہو وہاں بہشت تو زندہ مقبر آئے کیوں کر کے ہو تو زنا جب گناہ تو حق پری مبتلا کر مطابق فعل کو اور قول کو کر دیار مزدگنا یہ میں گدا حال میں غیر و کی پناہ زمان اور شاہنشاہ ہر ب قدیر جس سے پیدا ہوئے خضر اور پیر خضر واجب تراش کل پر خضر اس نفس کو ان پر کو جان ہو چہ بیمار روح بدتر جان کہ باہر ایمانی کا شکار نا کرے آراستہ تدبیر سے روح کا گھوڑا نہ بگا کو تنگ ایک سو ایک ہر زیادہ بعد دل سبط پیغمبر علی مرتضیٰ جو حد تو نہیں ہے دل سے غور کر تو وہ سب سنی پناہ خور و دان ور نہ یہ شیعہ پناہ ہے کیا فعل بدتر یہ ہر غیب ہر زمان	مت ہونا زان اب تو تدبیر پر ہو جو کچھ حق میں ہی حکم قضا ہے تری صنعت کی اور نظر منہ سے تو کہتا ہوں تو کو علیم بیٹھا جو ملک کے چھپے شاہ گمر کہ گاوی اسکے تو باند گوات کر سمجھتا ہوں خدا کو تو بصیر تجھ میں ہرگز کچھ نہیں ملے گی بو منہ سے کہتا کچھ نہیں ہے کار گمر کیا زون فرزند اور کیسا دیر منز و سمجھے گا جو فرات ہو جنگ دہ کیا ہو کہ سب نیا کا ہیں پائل بھی ہیں کچھ نیک بد چاہیے تفصیل اسکی کہ نہ جھے عصید دنیا کا ہو بس حدیقت روح میری اس پر کو ہو سوار پیر کے کہتے تیرے کہ اور رو پیر کے کہتے کو لا دل سے بجا پیر کا کہتا ہر اس ہے بجا ہیں اسے فلک کے نجوم انکی سیاد لا و اصحاب کبار شیعہ او سنی چن سے در گذر شیعہ ہو کر کر کے ہو کس کام منہ سے کچھ کہتا ہو کر کچھ ہو نفس کا جو کام ہو سوہ دنی	سوئے ہی سکام کو تصدیق پر و خدا تو اسکے احسان و دوا صلح اسکی اگر ہے خیر فعل بدتر باہر کھو کر کو علیم کر کے کہتے کہ تو زائے خیر ہر کر کے کہتے کہ تو اسکے سات تو زیادہ خس سے بھی ہو تاحیر ہیں کہتے کہ تو کمر و بھول کو تو ہو نہ جیتے کہ کا دلین اثر ہے یہ حال پناہی اے مرغ خیر اعقون کی واسطہ انسان ہے ہیں تو مدھون ہنایا ہر دم ہو کے دانگمیر یہ مثل دل نغمہ می مولوی ہیں دیکھ لے طالب دنیا ہے مرد بازرگمر سو و تدبیر ہی لیکن نہ ہر خدا جب میر ہو و اس پر تیر رو بچہ فلک پناہی گھوڑی کا کار ایک ذرہ ہو مخالفت پناہرا جبرج معرفت بحر العلوم پیراہ دین میں اے مرد کار پیر وی پناہ رکھ اپنی نظر ہو وہ شیعہ ہیں بھی بالکل نام تھا احاد و ائمہ کتب او کا طور نفس کو کہ لایق گردن فی
--	--	---	---

گستاخ دام دم میں بھر لڑو دم	چھپ گیا کوئی مکر زیر بار باد	آخرش دلالت سے نفی کش کی	یہ جو زن بیٹھی تھی اس جا کوں
نام کیا ہوا اسکا رہتی ہو کہاں	میشہ کیا ہو کیوں کھڑو تھو یہ پنا	حال دلار نے اسکا ایک بار	کر دیا سا ا مفصل آشکار
پاں جب بسنی کی جانے رات کو	پانسو پہلے روپے یعنی بڑوہ	آٹھ آنہ پہلے تو معمول تھا	ہو کے تاب بڑھ گئی اسکی بہا
سکے اسکا حال وہ شائع ہوا	پانسو دیکر لیا جھٹیللا	جب نہیں آو کر نہ وہ نہ کلچن	شوق سوا سکے جوان تھا نوون
چین ناشق کو بھی ہوتی ہر	جب تکین شوق کو کو بھی نہیں	عشق کا گھر تھیں بھی ہو کر	کام سے دنیا کی تو ہو کر و کر
کب بتوری دہیں جن جنجا	میل خاطر ہو اگر سو کہ	رات کو وہ دونوں شائق سال	و مل کاٹتے رہے اب زلال
صبح کو کتنی ہر نوبت کی دہا	راہیے مقصد ہوا وہ نوجوان	ہو گئی سچ محل میں سے بدر	مشتہری در ہرہ ہا شمس قمر
ہو کر رخصت سن بھی پانے آئی گھر	معیت سے سب کے لیا چشم تر	ایک کب کتا بر قسمت کا لکھا	گو کو کین دتے رو تو دے بہا
انفرض اسطع شب کو بالہ دام	آتا تھا کوئی نہ کوئی انا بزم	صاحب قسمت امیر نامدار	یا کوئی نا جڑ بہت سالادار
پھر کوئی شرب کو آدھی ٹھکان	پانسو سے جس زن کو چوہان	دیکھ سیلغ پانسو اسکی تین	اچھے ہوتا تھا سدا خلوت کین
کیونکہ شرب سن کی قسمت نینا	تھا بلا تاخیر و مصلحت کے لکھا	مدت اک ماہ جب ہوئی اسہر	اور ہوا حاصل بہت سال و زور
اپنے رہو کے یہ زن و مان	خوب بنوایا تکلف نگار مان	فرش اوچیت تہہ کر کے دست	چوڑے اور ڈور کا سب لاج پتہ
یا ندھیں وہ چار خندہ کیے	مول لہن تانے خاطر خوش	زیور اور پوشاک گونا گونا	سب لباس راستہ اپنا کیا
تاش رزاقیت و شجر یادلا	دل نے جو چاہا وہی اسے کیا	رہتی تھی عہرت و لکین مشام	یہ کی خدمت میں حاضر بالہ دام
و مدام ہوتی تھی سوچی سوچلا	مرد جامی پر ہمیشہ دریا	کر کے آخر چند بند و لپندیر	زن سے پھر رخصت ہوا وہ پردہ
گو کہ کی منت سماجیہ شبیا	نیک حاجی نے نانا زینہار	رخصت اسے جب ہوا وہ پردہ	دام غم میں ہو گئی عورت اسیر
ہو گیا دل اسکا غم سے پاشاں	و مدام کھینچے تھی وہ جان خدش	غم کے ہاتھوں ہوئی دھو پوٹ	بالا پنے سر کے سجالی کھسوٹ
جب نکل کر شہر سے حاجی چلا	وہ فرشتہ ہمیشہ حاضر ہوا	یہ طریق بہت خیر الانام	مرد حاجی نے کیا اسکو سلام
پھر ملک سے پیرنے تفتیش کی	کیسے پھرتے ہو صحران اخئی	ٹکوں امن جنگل میں کیا ہو گفتگو	کھیچے کچھ ہم سے بیان احوال کو
جب فرشتہ نے جواب اسکو دیا	راز ناگفتہ کو تجھے کہدیا	تھا تقدار اسکی قسمت میں جو یار	کر دیا وہ میں نے تجھ سے آشکار
حق تعالیٰ کا ہوا بھیرت ب	اور ملا محکو یہ کار نامہ صوا	الامہون ہر روز میں کر کے تلاش	اک امیر و نامدار و خوش قماش
کر کے سو دیر مرد مالدار	الامہون ہر روز اس میں تیر	تا کہ یاسن کو وہ پانہ لکھ	اور روپے دیکر زنا شب کو کرے
کیونکہ شرب اسکی قسمت میں نا	حکم حق سے میں نے اول تھا لکھا	لیک میں جو کر دیا اقتدار	سیلے پر تجھ سے یہ رخ و راز
جیسے اس عورت نے کھائی ہر قسم	پانسو سے پن نو کی شب کو کم	جسے ہو محکو بھی یہ حکم الہ	پھر تارہون اس سچو میں تیرنا
راز غیبی پوچھ کر تو نے کیا	اس بلا میں محکو ناحق مبتلا	حال یہ کیکر ملک غائب ہوا	اور جامی حرم آگے سپلا

سو ہرادر قطع کر کے یہ سفر
ہو تجھے در پیش وہ خواب گے ان
نی عراق دیند و بنداد و کین
ہے وطن کی جہاں کا نشان
ہے وہی اصلی وطن یا بے وطن
یہ جہاں کیا ہو کہ سبکی جان ہو
کیا از شہر ہو کہ ماری نام دان
اس وطن میں بھی دولی کا مہر نہ
آب کو زہ آب جام و آب برت
بادیہ میں اور میت لے بیہر
اسلئے کہتا ہو وہ خیر البشر
جگہ کو ایک رستی سے ہو کہ
اس وطن کی گزین جیہ بشر
کوئی آنکھیں ہوش کر غافل نہ
اپنی خود راہی سے اسجاور گذر
دیکھا ہو جو راہ تو نے بار بار
راہیں اس راہ کے بین انبیا
گر نہ ہوتی ذات حق کی فنا
اصل ہو یا ہو تو جو دور
آپ نہ ماتا ہو وہ جگہ ایں
شہر و چارن جو نہ ہو
وہ شہر نہ جگہ کہتا ہو این
آپ کا بھی گزین تو آشنا
انقیادت تک کیا تحصیل علم
تو تو رہا ناشر اشد بھی ہے

راہ میں ہوتا ہو اسلئے بے خبر
جسکا ہو سکتا نہیں ہر گز بیان
کعبہ و شہر ہر ات مئی دکن
وہ وطن ہو اور ای مرد جوان
تو مسافر ہو یہاں پس شہر تن
وہ جہاں جس بستر جہاں ہو
دنک میں اسجا پیر عرش ہو نشان
میں بھی رکھ سکتا نہیں گئے قدر
آب باران آب سیل وہ چاہہ
سان اس بستی کی دینا ہو خبر
تو مسافر کی طرح کر یان گذر
ہو وطن کی طرف اپنے تیز گام
جہاں تیرا ایمان مست ہے بے خبر
رکھ ہمیشہ راہبر کی جستجو
کر تلاش اچھا سا کوئی راہبر
جا اگر نہا تو اسکو بھول جا
ماہیان بحر ذات کبریا
نفی یاری مادیت کی ہو کیا
ہو تقلیدات ظاہر کا فتور
خوار کیوں کرتا ہو تو اچھلین
عاقبت لڑائی جسکے کھان
تو بھی ہو آج کل مرد دین
کہہ کیونکر غیہ کی تجھ پر ہو
یک کچھ سمجھنا نہ تو تحصیل علم
سنگ آہن باز نادیدہ بھی ہے

ہو وطن ہو پھر سونے کی جا
اس وطن سے ہو مرد اہلی وطن
یہ وطن ہیں خیر و دنیا و دنی
اس وطن کو جانتے ہیں بے وطن
وہ وطن ہو جہاں ملک جہاں بیان
ہر بشر کا اسجگہ کیا مرتبا
ہو وہاں نے عرش مکرسی ملک
یہ وطن فی اللہ جی بے جی ہو
بجسے جیتک جدا ہیں گزین
جگہ کو یہ بنانا ہو حاصل اگر
وہ کھست مینائی دینے لگا
اس سر کو چھوڑ کر وہ جستجو
راہ کا اندر ہیں ہر زن شہیار
اس وطن کی ہر دست جو غوار
ورنہ ہو شیطان تیرا پیشوا
خواب میں بھی راہ جو دیکھائیں
بزنخ جامع ہیں بیشک انبیا
گر نہ تو اصل انکا فعل حق
ہو توئی امی خیر اصل لا حول
وہ امانت سیکی اے مرد خدا
اس امانت کا ہو حال بشر
وہ کرمی ہو جا بجا تیری ثنا
خاک تیرے علم اور تدبیر
علم کیا ہو اور ہو کس کام کا
پڑھ چکا تو نین و بیدار و شفا

تو وطن کو راہ لی یا نون اٹھا
لے دشت و سرور کی و خشت
کب پسندیدہ کرے انکو بنی
وہ وطن ہو اس وطن کا بیخ کن
جان جان کیا بترا ز جان جہاں
فہم اسجا میں ملک کا بھی بنجا
نے زمین و آسمان شمس و فلک
مثل قطر بحر وحدت میں ملا
ملکے تو ایک ہیں سب کی عزیز
دم بیان متا رنگہ کو در کر
تو مسافر ہے یہ عالم ہے تیرا
جس سے ہو پھر وطن میں سرخو
خیر چاہے تو رہ تو ہو شہیار
جو چلا تنہا ہو خوار و تباہ
تو دروغ میں کھجے دیگا گرا
بن فلا د ز کی دہی ہو ملکین
فی خدا اور فی خدا ہے یہ جدا
ماہ کیوں انگلی کی ہو تاؤ کو شتر
آپ بتا پڑ فلوم اور طمول
کا پتہ تھے بوجہ سوارض و سما
تو خیانت اس امانت میں نگر
آپ کو بھی تو نہیں پہچانتا
آپ ہو تو ہے غافل بے خبر
تو وہی جہل مرکب میں رہا
مسند و کثافت و کثر دینے

یہ شاعر و جوان
ہو تو پھر سونے کی جا
اس وطن سے ہو مرد اہلی وطن
یہ وطن ہیں خیر و دنیا و دنی
اس وطن کو جانتے ہیں بے وطن
وہ وطن ہو جہاں ملک جہاں بیان
ہر بشر کا اسجگہ کیا مرتبا
ہو وہاں نے عرش مکرسی ملک
یہ وطن فی اللہ جی بے جی ہو
بجسے جیتک جدا ہیں گزین
جگہ کو یہ بنانا ہو حاصل اگر
وہ کھست مینائی دینے لگا
اس سر کو چھوڑ کر وہ جستجو
راہ کا اندر ہیں ہر زن شہیار
اس وطن کی ہر دست جو غوار
ورنہ ہو شیطان تیرا پیشوا
خواب میں بھی راہ جو دیکھائیں
بزنخ جامع ہیں بیشک انبیا
گر نہ تو اصل انکا فعل حق
ہو توئی امی خیر اصل لا حول
وہ امانت سیکی اے مرد خدا
اس امانت کا ہو حال بشر
وہ کرمی ہو جا بجا تیری ثنا
خاک تیرے علم اور تدبیر
علم کیا ہو اور ہو کس کام کا
پڑھ چکا تو نین و بیدار و شفا

۱۲-۱۱-۱۰-۹-۸-۷-۶-۵-۴-۳-۲-۱

جہ نہ شہوت حرص و ہوا بحر وحدت میں نہوگر تو فنا صراطِ حاجی نے رنگ ایتنا سے مس تیرہ تر اقلب سیاہ ساج کر منا کو کیوں کرتا ہوا ہو وہی وادہ تری سمع و بصر ای خدا اے قادر عرش بلند روح کا میرے یارین ہو حال گو کہ میں کھون پڑو حافی الم تو بری ہم غم دیم اور اک سے ہر خاک جسم پر از کیمیا وہ طلا زہنی بن اس سے فوق ہے ذکر حق پر روح کی طیب غذا	نفسِ دن ات اس میں مبتلا دور کب ہو نفس سے میل زنا نسبت سابق زنا کم کر دیا صحبت کامل سے گرامند کاہ ہوش میں اگر نہ تھیں تنگ عار گنت سمح پند را کر تو نظر توڑ میری قید مہمانی کے بند ہو ہو یہ اچھے سب زد و بجال یک تجھ تک کہیں سے نہ میں ہم انس کیا نکلو ہو تیرہ خاک سے دل ہو رحمت سحیری کان طلا یہ طلا گردن کا تیری طوق ہے تو ہی خاکی خاک پر ہو تو غذا	پیروی تو مرشد کامل کے کر پوچھ لیکن کوئی حکمت پیر سے صحبت کامل ہو ایسی کیمیا قلب میں تیرے نہیں کچھ نور اس دن کو حشر کو دل ہو شہا ہو نہ جینگ محو ردی گلخدا گرد پیش پر قلب کی میری نظر اتنی رحمت پر بھی یہ رتوین تیری منزل کاہ عرش و اسکان لطف تیرا مان کر ہو چارہ گر وہ طلا اور کیمیا کی ہو کچھ اور کیمیا باطنی کی کر تلاش مال و لحم و شحم و قند و بے ثمر	تا بدی کچھ کم ہو اسکی ای پسر کم ہو تا اسکی بدی تدبیر سے ہو مس تیرہ تر انس سی طلا تجھے سو درجہ بہتر گاؤ فر آپ کو گرامہ میں حق کے فنا سرخلی کب یون دن پر آشکار داد کو میری پیو بخ ایو داد گر میری نظر و حق نفس سے کم نہیں جسم پر خاک تیرا ہو چکان گردی خاک تیرہ کو ہم سنگ گردی کہیں میں کچھ تو بھی تو نور مت ہو محروم و پابند مہاش خاک میں سب خاک ہو تو در گذر
--	---	---	--

بیان اسکا صوفیہ اس کے حاشیہ میں گذرا ۱۲

بیان ہو معنون اس حدیث کن فی الدنیا کانک غریبا سبیل رہ تو دنیا میں باتند
مسافر کے یا گذر کر نیو ایسے یعنی الفت محبت کسی سے مت رکھ

کہ تو یوں اوقات دنیا میں شہر کچھ غم گشت و نہ کچھ فکر بنا شہر و الفت نہ کچھ جنگل سے کام لیکن قہرنا صیغ و نا توان فی کسی سے جنگ لڑ کچھ شو خسر تجھے سختی اگر کرے کوئی شہر ہر نفس میں منزلیں کرتا ہے طے خواب بیداری میں تجھ کو سفر سائنس ہی مثل آ رہ پے پیچے	مسطح ہو ہو مسافر در سفر منزل مقصود کو جائے چلا ہر وطن کا اپنا طالب الدوام عاجز دزار و متار خستہ جان ہر ہی منظور کر قطع سفر اسکو بھی آرزوہ و نا تو شکر کاروان عمر تیرا پے بہ پے اس سفر کو ہی مطلق بخیر قطع قفل عمر میں مہر و تیرے	جھگڑا و رقصہ کسی سے فی حد قطع میں منزل کے وہ محروم رات دن جاتا ہر وہ سو وطن دین کچھ عجیب و نہ پندار غرور ہر ہی دلیق خیال اس کے نہان ہر وطن میں بھی تجھ پر دم سفر آپ کو ہر دم مسافر تو سمجھ نفس تیرا ہی بھائی ایک گام تو مسافر بر سر رہ جو روان	بغض و کینہ دل میں نہ کا دس کد فی کسی کا خضم و نہ مالوت ہے کھینچتا ہو کلفت حریج و محن فی تمکینے تجھ نے سرور ایک دم کیو اسطے تو ہر بیان آندرفت نفس پر غور کر ہر نفس کو سائنس آخر تو سمجھ بعد طول عمر کرتا ہے تمام پھر یہ کیا غفلت ہے اور جواب ان
--	--	--	--

فیض کو صحبت کر مہر ام	لے لیا محاپے بے کیف و کم	پہنچی کپ تبا کو انکی پھر دلی	گو کہ پو کیسا ہی پاک اور متقی
عابد و زاہد ملی پارسا	سب میں اصحاب نبی کے خاکیا	کیونکہ علم و فضل زبد انقا	انکے صدقے اس امت کو ملا
باقی آنسے بن گورنہ بن کم	بچھلونی نسبت میں زیر الام	اس طرح درجہ بدرجہ لے فتا	خستہ تک جلدی ریگا سلسلہ
صحت کامل ہے یہ از کیمیا	جسم خالی کو کرتے ہے وہ طلا	کیمیا کرتی ہوا سکھو شکل زر	وے کرین بن خاک کو شکر قمر
کیمیا کرتی ہے تانبہ کو طلا	آنسے حاصل ٹکڑے ہو قریب خدا	پس اس سلطنت کے اک فقیر	آگے خواہیں ہوا مدق پذیر
برایہ ریا مکان جان فزا	دیکھ کر آنسے جھاپا سہرا	بات دن صحران وہ مرد خدا	یاد میں اللہ کے وہ مہر و تھا
کیون نہ وہ کل میں گزشتہ	کنج ویرانی میں ہوتا ہر دین	جانتا جنکو ہم آیا دے بشر	ہے وہ ویران معانی لے پسر
ہر جان میرا نہ ظاہر میں مین	جان تو کنج معانی تو دین	وہ مکان غلامین گودیران	جو ہر مہنی کی لیکن کان تھا
انکے مقدم ہو ہوا سحر اربابان	جلوہ گاہ قدسیان روحیان	گردا سکی بات من مضطرب	رکھتے ہر دم مجمع یوم انتشار
مورار و ضمیمہ و گرگ و تنگ	بابی و دراج ملاوس گنگ	تھے غرض صحران جتنے جانور	جان دول سے تھر فلور ویش
جبہ دکراؤ کراؤ کراؤ کراؤ	ہوتا پیش طیر کو دین خضوع	رفتہ رفتہ شہر میں چرچا ہوا	جان دل سے سب بھلی اسپر خدا
جو ہوا محبت میں اسکے بار آ	تھا اگر وہ ہوا د آفتاب	دکرا اسکا اسکے شاہ کاران	اسکی خدمت میں ہوا حاضر و ہا
پلیا یا جو محبت سے کچھ دل پر اثر	آتا وہ خدشتہ کی بدستیر	ایا دے رویش سے کرا اسلام	فیض لیتا اونکی باتوں سے مدام
کر کے زرخشا کے اور بر و غل	تیسرون ہوتا حاضرے خلل	توت تھا درویش کا برگ شجر	یا کوئی کو ہی و صحرانی غمر
سمتے آنسے کھاد وہ زو ہوا	اسکا کستا تھا گویا حکم تقاضا	خیر عادت اسکی مدد دیکھ کر	مستعد اسکا ہوا ہر اک بشر
تھا یادہ سے شہ کو اعتقاد	جسم و دستونین لیکن اتحاد	چرچہ بھائی اتحاد معنوی	نفس واحد جس میں لاکھوں غیا
میں وہ کھلا یک گویں جسم وہ	دو دلوں کو جسکے باہم رابطہ ہو	معنوں میں میں متحد سب اولیا	سلسلہ ہر اک کا کو ہے جدا
اصل تو ہر اک کی نور احمدی	شمع کو ہر اک کی روشن جیدی	ہو دلی ہر اک میں نشانی ہی	در نشانی نور پاشانی وہی
سب اسکے نور کا سب میں ظہور	تو جدا سمجھے یہ تیرا ہے تصور	حوئے توجہ دل سے دور کر	تا کہ سب آمد تھے آوین نظر
پاس اس درویش کے تھی اک دوا	اک تیغ او میں وہ کھانا سدا	تو دکر جنگل میں برگ و سدا	رکھ کے اسپر کھاتا وہ قوت بحر
رو بہر و شاہ جہان کے بار ہا	کھائی تھی اس درویش نے وہ دوا	ہو گیا ناگہ ز تقدیر آہ	مرزجہانی سے لاغری و شاہ
ضنفت دل سے ہو گیا ایسا ضنفت	رنگ زرد و ناتوانی میں غنفت	غنفت دل سے چھ ہوئی مستی	گدرا اس حالت میں اسیر ایک یاہ
ان اس حالت میں غیاہ نادار	پاس اس درویش کے زار و زار	تا کہ جلدی سے حاصل ہو شفا	در دو لونج اس مرض کی برکت کجا
دیکھ کر درویش نے یہ ماجرا	رکھ کے اک برگ شجر پر وہ دوا	وے کھلا اس شاہ عالمیاد کو	فاہرہ نامہ جسمانی سے ہو
اور دونوں اک اک کا غنیمت جی	پھر بہت درویش نے تاکہ کی	تین دن تک کیو تویر میر کو	کوئی بد پر ہنری بھی مساند

صدر را قماش و تنس بازند کیا ہوا تو صبح سے واضح تھے کیا سندس دست حاصل کی تبا سدا پڑھ کر ہوتا تھا رقص و نغمہ شمن بارغ ساری ہوتی دیکھا تو نے گو کہ سارا تذکرہ ایک کچھ مطلق نہیں دلیر اثر بن آدم کی حکایت یاد کر علم وہ ہر جہت ہو تو روضہ علم سے ہو دلیں نو اور روضہ علم سے پیدا ہو کر دلیں غرور گر پڑھا ہو علم کر اس پر عمل موت تری گر ہو پڑھ لیا و موت سے ڈرتی رہیں جہنم بداد جسم کی ہر روح پر قید گران گوش جان کو کھول غافل دل لگا	دختر اور ہدایہ مذکرہ کیا ہوا تو صبح سے واضح تھے کشف کیا نشان ہو ظاہر ہوا مند رہ پڑھ کر جسے رنہ ہو دو یہ سیای دلی دلی ہی رہی ذکر قلبی پر نہ کچھ جاری ہوا مقصود اصلی ہو کیا تو غور کر دل کو دینے علم سے آیا دگر ور نہ ہو تصفیہ اوقات کیا علم کب ہو جس ہو کبر و مہنی علم شیطانی ہو ہو اس نفور دام غفلت ہو نہیں تو ذریعہ کب ہو تجھے شے غیبا و فساد کب ہو کرتی ہیں غلام شریعہ کام جسم کو وہ جانی ہیں ایگان یہ حکایت تاکہ دی تجھ کو مزا	ایک کہتے بھی ہوا لیکن نہوا قلب کو تیرے شفا کو کچھ شفا کتر ہو کیا گنج پایا اوجوان تو نے قانون محبت سے پڑھا پڑھ چکا تو درختار اے پسر مینہ و علینہ و غایاب المسلم گوشت جان سے پیہ غفلت نکال علم وہ ہر جہت ہو تو روضہ علم وہ ہر جہت ہو تو روضہ علم سے ہو غرور و فقر و انکسار علمت و دلیں ہو کر کچھ فراخ علم وہ ہر جہت ہو تو یا خیر موت ہو سب لذت تو کی بیخ کن موت کی طالب ہیں مرغان خدا تو نے بینات دن نہ بندیم جان دل سو سن رہا یہ داستان	پہلے تو عیسا تھا و سیای رہا ہو گئی حاصل تو ہو کچھ بھی تبا لشقا کو کچھ بھی پایا و صل جن قائدہ باطن کا بھی کچھ حل ہوا جیب میں اک بھی نہیں سنگ گھر نور الانوار و مسلم کی تمام کہہ چکا ہو کچھ ہو پڑھی کمال ہو دگر نہ وہ فسانہ با فسون ور نہ وہ ہو اک حجاب استوار علم خانی سے ہو دل کو قرار نیل سے بدتر ہو وہ مست اور لاغ موت ہر خط پر پیش نظر موت کو رکھ یاد ہر دم از حسن موت انکو ہے حیات جان فزا جی کو چاہیں ہیں ہو پا بندسم تاکہ تو سمجھے طریق راستان
--	--	---	---

قصہ بادشاہ و ایک درویش کامل کا کہ موت کو ہر لحظہ یاد رکھتا تھا اور مشیتہ کرنا بادشاہ کا

اس پہلے کہتے ہیں کہ شاہ تھا مال و دولت جاہ و شہرت سیم و ہو فزون تھا کہ انکو دوسر جان و دل سی طالب روی تھا منہاجس جاہ و فقیر یا خیر ہو یا شک کل چشم خانمان ہو میر کی یہ صحبت کا اثر	دین و دنیا اسکی سب ہمراہ تھا رکھتا تھا قبضہ میں سب شے پتیر فخر ہے اہل جہان کالے پسر رنت قلبی سے بس دلش تھا باندھا اسکی زیارت کو کر خاک پاؤ کا ملان دعارفان بہن ہو عا جس سے تنگ رہا	صاف طینت پاک خدمت تھی اس پہ فیل و شتر و گاؤں و خر تھا وہ شاہنشاہ و صافی ہوا گو کہ تھا فی ہر شاہ کا مران جو بھی ہو یا بی کامل اے پسر صحبت کامل ہو نورانی ہو طبقات اول ہوا قیر انقرون	لیگیا تھا مسرور و اپنے گو تھے صاحب عدو سے بھی بد اہل باطن سی رکھے تھا اعتقاد طالب رویش تھا لیکن بران صحبت عاتل ہو جنت کا خر صحبت جال و ظلماتی ہو دل کیونکہ وہ ہر تھے صحبت میں
--	--	---	---

بی عمل پاکریہ اپنے استخوان نرم و درخت حق و سنگیگر آتش شہوت جو جزو فاریان مار دنیا ہو پانی سے فرد بارشوت کی کشند و جمع ہے منکشف ہون کیہ کر اگر غیب حق کو رنگ سی تو پاک کر بعد مدت کو کیا شہ نے سوال لریا میں غیب اسکا استخوان شکے زائد نے نکالی وہ دوا کان میں لیکن برائے انقباض بہر ہفتہ کے مری کا باغ و یہ دلو تھیں از بس آتش تھا نارانی لہ گھر کو اپنے جا بہت یہ لطف و انعام خدا بیت کا آیا زمین و انقا نارائے علیہ کا آستے بار بار ح سے محفوظ کی جوئے سبق تھر اگر گریہ اوہ خاک پر لے شہ کو آٹھا کر اسکے گھر خیال مال ملک سروری ہم سے و رات ساگر ساحر رتی تھیں سر طر ناز و نیاز فقس تار ہون جو میں مبدع بگل آنکھوں کی اندر نوکھا	منقول ملین پراشا زبان کب کچی اس امیر و ہم فقیر نیک جزو آگ و فز ایوان نا شہوت آپ سے وہ چند ہو گھر صیام نقل تو بھی پی پی جسم کو تو قصابی ہرین غیب خود بخود ہو نور حق نا جلوہ گر مرد عابدی کا و فرزندہ حال پیر صدر سالہ ہو اس نوجوان شہ کو اک خراک سدم دی کھلا یون کمل و روشن ہو بادشاہ تو ہوا گنج لحد یا خاک گور اس سبب یہ راز مخفی کدیا اس سفر کا کر میا را ملا باب توبہ اسکی رحمت ہے وا قطرہ خون بھی گویا تین تنہا آزمایش کر لیا تھا افزا اسکا کتا ہو سرا سر حد حق ہو گیا جیتا جو مردے تہر بھید و دل کے دلی سب غیر نی تماش صورت جو رو بری عجز و زاری میں بی نشہ کی بر است آنکھیں بھی نہ کی اس تہا ایک دم ہفتہ میں ہو ما جو کم بستر نازک شال سنگ زار	وہ شب تاریک اور وقت خللا پتہ و آتش کار بننا ایک جا مار ظاہر چکے لگے گرد ہے مار ظاہر ہو و سر دی میں رہا نا شہوت کچی بین مرد وین وزنک عصیان کے مروج دل سیاہ ہر بہ بدنامی باین قلب سیاہ جو دوا پہلے مجھے کی تھی عطا وہ دوا کرتی ہو کار کیا نفسی پر اس میں کے دو بھر شاہ کو جسم کے دن تو کر گیا انتقال سات دن باقی ہیں و فرزندہ کمال لیک مت کتا کسی سے یہ خبر اپنی نادانی سی ظاہر ہو گئی تو بھی جلدی کر کر تو بہرین حاصل رنگ چہرے اور اسنے ہی حق ہو گیا وہ زعفران کی طرح زرد کب نشانی ہو کر و تھا وہ خط بہر آگاہی شافکتہ دان وہ قناری ہی ہو رنگ مند بقا اور ہر کچھ دلین تھا جو غرض پیشم گریبان اور دل سبغ و عشورہ سب و گاندہ رو نور ہے یہ سیاہ حین کا و بال ہمک تھا و رد دل سے وہ دعا صبر و تحمل کا و اسے عزا
--	---	--

تجو کو لازم ہو بہت سی اختیاط ہو گی رخصت شاہ آیا ہے گھر جتنی وہ کھاتا تھا صحبت میں غذا ہو گیا دم دم کی دم میں چند رات کو یہ غلیہ نہ ہوت ہوا تین دن تک کھائی جو شہ دو آیا پھر شاہ کو دین خالی کس طرح کرتا جو وہ شب کو بسر پہ پہ شہوت اس طرح کے بار کر کے شہ نے دین اپنی توڑ جو آفتہ جو ران بکارت روزگار آپ پر درویش کو کر کے قیاس وہ صحیح الجسم تو بیمار و ق خود کمان یہ لیمان آسمان سیرہ و پاکیزہ و نادر طعام کہ یہ سو طرح کے راز و نیاز تھا حق مہیت روحی گلزار حسن یوسف کیا ہو نور مزہ اور و غلمان کیا ہیں انکی و ر آئینہ پر مومن کا دل گو نہ وہ ظاہر کریں تو کیا ہوا گر سمجھتے وہ نہ تیری حال کو مقتل کر آئینہ دل کو مدام دور کر دے نہ تو بایں و ب حال اس پر کو غمان تھا مومن کو	کیم جو زان بھی نہ کرنا اختیاط جب واکا بھی ہو اظہار اثر اس سے وہ نانو شان اسدن کیا جس طرح صحبت میں چالاک و غیبت نفس آخر زان سے ہو سکا پہلے سو وہ چند قوت میں ہوا تین دن میں ہو گیا میرا حال ہو سکے کب منہ شہوت اس قدر رہ سکے لی زان کے یہ امکا کیا اک کینز کو دیا خندہ تین چوڑ شعلہ آتش میان غلیہ زار سمجھا دین اور وہ تلخ شہنک خرین جو چھلکے میں طوق سن تو کمان نور مجسم وہ کمان لائی اس روغن کے خاطر دما ناکہ مائل ہو وہ مرد پاکار جس سے دین حسن سے مستغنا سامنے جسکے ہن کم از بر گاہ جام و حدت ہو ہوا ہومت جو پر حد رہ اس کو اسے پاگل پر سمجھتے ہیں نہ تو نکاہ عا کیون نبی فرما لفظ التقوا یا خیال بد ہوں نہ بیک لکلام تھپہ نازل ہوتے ناسخ غرض لیک نا واقع بنایا آپ کو	اتین میں کے یہ سب کو اختیار وہ کوا سکی بار کی کچھ فرحت ہوا صفت دوستی و کثافت یک قلم شام تک کھانیکو کھایا تین بار جتنے تھی اہل حرم سب پر عبور ایک دم ہوتا نبی زان کے قرار اسن واکو روز کھاتا ہو گدا ارجح ان کے پاس کو لی لیکر کیمے کوئی ایسی تدبیر حلی گلزار سر و قد ذبیہ میں زنگ و دغا رنگ صبر و شکسب آپ بہت کر قیاس او لیا سیر طغش میں نہ تو زندہ نہیں بند انفرض لائے لگی وہ رنگا کر کے نکست کو درست پونہا ایک مدت ہو گئی آخر بسر اسکے بھی ایسی بجلی پر نظر ہو جھین کچھ راز باطن کی قبر عکس دل کا شاہد کر اس پر چڑا دین اپنے کچھ خیال بد بلا گر نہ ہو و حال و نکاد یہ و دیکھتے ہیں نور سستی اولیا حرم سورا فلک کے منے ہیں ہی راز مخفی دین عابد نے کھا ہو چکا اک سال جب کال صبر	ہو جو چاہیے اسے علی قمار اور غذا کی طرف بھی نسبت ہوئی آکے اندر سو ہو کی یک تخت کم کچھ نہ ہندی میں ہو اعلوم بار کر لیا آیا نہ قوت میں قوت اور شہوت سے ہوا یہ اختیار زان کے کچھ کس طرح رہتا ہے جدا رات کو آئی ہو مخفی بالضرور جس سے ہو ظاہر یہ راز مخفی سیم تن شک پری و نازنین راہر صد سالہ کو دیو و قریب گو کہ صورت میں ہوئی انسان تو کیا وہ شہ مست نشین و مستمند خدمت درویش حق میں گاہ گاہ وقت خلوت کے وہ آئی بار بار مرد عابد نے نہ کی اس پر نظر سامنے جسکے ہو یوسف چہرہ نہ حور و غلمان پر ہو کب و کی نظر پالیا عابد نے اسکا مدعا اہل دل پر راز دل کا سب سے وا آئینہ مومن کا پھر مومن ہو کیا سبزیالونے تو د کو لچیا جان پر درویش حق کو تو نہ ہی کچھ نہ تو کر اسکا شہنشاہ ہو گیا کچھ ہو اعلیٰ وزن کا کارگر
---	--	---	--

پیغمبر خدا صلعم سے اور اس میں تمام احوال و فروع اور اہل انکی کا ہے اور وہ
حدیث نہایت ہولناک اور بدبخت ناک ہے ترجمہ حدیث سے مطلب حدیث
کا معلوم ہوتا ہے بسبب طول عبارت حدیث کے لفظ بہ لفظ نہ میں لکھی

ہو اس سے عبارت اور غمزہ چو حکایت یہ بہت ہی ہولناک نیکو چہرہ کا مثال زعفران بادل پرورد و باجان خیرین کسی سب بھرتی ہو ایسی سافس نہ نیکو اس امری آگاہ کمر بولیوں جیسے اے فخر سئل و کھلے اس دوزخ جان کاہ کو اس سب سے رنگ سارو تن کا رو کے حضرت دکھا اے زندہ دم بولی جیسے ٹیل سنگریانی و کھلے اس کے نو کم یک نفس برگ کے مانند رنگ اسکا ہوا و کھلے تھی پھر اسے کہوں ملک شام کو صبح نرو یک افق جس طرح ہوں سچ گلہا و انار و کھلے انکی تین اتو چہ سال نیک دوزخ کا ہوا اس دم سیاہ نیکو دیکھا میری آغہ شرار	غور کر اس میں جو کچھ ہے تیز جسکے سننے سے جاگر ہو چاک حال خوف سے زار و زار و ناتوان سخت غمناک و رستہ اندوین رنگ کیوں اس وقت ہو چہ بیکار راز مخفی سو مجھے دے تو خیر باعث ایجاد ہر اک جزو گل او گیا یک محنت میرا رنگ و اسکی دہشت سے بولب آؤ نہ کہہ پا کا حال سب کفیم جبکہ دوزخ قدرت حق سنوئی ما نگدین امیزا سپر برک صاف و شفاف سینہ او بویا راوند بن مہلت و تاخیر و تنک چرخ پر چھوٹی ہے سرخی فلک اس سے بھی سادہ تر دوزخ کی حکم کا لازم ہو میری امثال اسو قائم مثال دود آہ وین سیاهی میں نہایت سخت نار	ہو روایت یہ نہایت جانکدہ ایک دن جبریل پیغمبر کے پاس غم کے ہاتھوں سے نہایت مالدار پوچھا پیغمبر نے اے سبک خدا کیا بلا ایسی کوئی وار د ہوئی حال تیرا دیکھ میرا رنگ فق آج فرمایا تھا حق نے اے انی دیکھ کر دوزخ کو جانی ہولناک اسکی دہشت سے مراد یہ حال ہے حال سے اسکے تجھے آگاہ کر پوچھا آدم سب کو حکم کر دگار ہو گئی جس وقت مدت غنہ حق پوچھا پھر نبی اس حکم کر دگار ہو یہ جب ہزار آفر تمام اس طرح شرح اور تکلیف تھنار جیہ دے عباد عین اختتام نیک سب ایک تھو مصروف کا اب یہی تو اگل دوزخ کی رنگ ظلمت شب کی آگے گرو تھی	گوشت ل سے سن راہو سنار مسجد نبوی میں آئے پوچھا اس جسم گریان خستہ جان دل نگا محرم راز جناب کبریا جسے یہ حال تیرا اے انی ہو گیا اور سخت ہو دیر قلیق کھول دوزخ کو دروازہ ہو گیا دہشت سینہ چاک چاک کیا بیان اسکا کرو دن نیکو نما کر خائف اس سے ہوا رک بشر راوند دوزخ کو دھونکے شر زائین دوزخ تمام آفر ہوئی پھر کرو اتو ہی مدت ملک کا ہو گئی اک محنت دوزخ نہ تمام ہوں فنا جس سے ہر ملک لہ زار پوچھی پھر حکم پوچھا اکلام تیسرا بھی ہو چکا آخر ہزار دل سے ولی ایسی ہوا زائین رنگ ظلمات تندرہ سروچی
--	--	--	---

اُس مرد کا بھی نور اطلاق اثر موت ہو سب لذتوں کی بیخ کن تیرے دل سے مثالِ یمن سال ہو گیا دل کی طیش کا جو اثر صاحبِ عرفان و کامل ہو گیا موت کا پھر جی سو وہ شائقِ ہوا زندگی اور موت ظاہر سے گذر اپنی کج فہمی سے تو ہلے سپر گر نہ چھوڑے گا تو پھینکے بڑے اپنی تو انجام کو بھی یاد کر مجھ کو یہ مرگ کا شائق رہا جب سمجھا تھا یہ کچھ نہ نہانا سنکچھ لہجہ کے اُس روش پاک گر چہ ہر ارشاد تیرا تیرا کیا ہاں کو سناس گر سمجھے ہے تو بدادِ ہفتہ کے مرنے کی خبر خوشنموانی و فسق و فجور چھوڑ کر لذات و ہملے جہان لاٹ دینا ہر سب اپنے حرام تھا یہ شہد ایک آنکے حال کا آپ پرست کر قیاس اصفیا جسم انکارِ وحی بھی بولیف تجھ میں نہیں فرق ہر صد سالہ	کچھ ہوا ظاہر نہ شب کو شاہ پر موت مغرور و دل کی بوجہ شکن گندہ راو غم سی ہوا شکلِ لال نور حق دلیں ہوا کچھ جلوہ گر خون مرگ اُس مرد کا شہد ہوا جانا تھا اس فنا کو وہ بقا تو بنا ہو جس لیے وہ کام کر عاشقِ سیم و زر و لعل و گھر تو ہر یا کج محو یا خاک گور کب تک مجھ کو مثال سے سپر دن اسی امید میں آخر ہوا جز عابد کے نہو گاہ عیان صدق دل سے شاہِ دل کی التماس لیک و اگر تجھ پہ اسکا مدعا ہو غلط تیرا قیاس اے نیکیو تجھ کو دینے دی تھی اے نیکو سپر تیری اندر سی ہوئی یک تخت و ہو گیا معصوم طاعتِ یمن بجا طالبِ یمن نہ جو یا و طعام قلب پر تیری جو کچھ وارد ہوا گروہِ یمن ہم شکل تیرا ایضا جسم تیرا سخت ناپاک کوشت اگر ہو سو اپنی قوت ہو تباہ	کیا وہائی اور کھانسی کا تیر موت کے لگے یمن شیر و زرد با بات کچھ لب پر نہ خیر حکم آلہ جذبہ حق کی ہوئی ایسی شش پھر رہا اسکو نہ کچھ مر کا غم موت طالبِ یمن مردانِ خدا یہ خبر پہ اصل سے اپنے بستر ایسی کج فہمی سی اپنی در گذر ہو وہاں لعل و گھر نہ سیم و زر آپ تیشہ پر پاؤں پر دوار ہو لیا وہ روزِ جہاں سپر سپر تھا ننان اس قول میں کچھ مدعا عرش کی زاہد سی و خوش زمان جب کہا درویش نے اے یزداد گو کرے تو لاکھ تدبیر تلک کذب کا بھی ایمن گو تھا اتنا خواہ غفلت سے ہو ابدار تو جو ہو ہر اک دم کو دم آخر گمان بدگمانی آپ ہے کرتی خطا تھا نقطہ حکم ہر اقبالہ بھیدِ باطن کے جو محرم ہیں یار تو کوی گراہل حق کی عسیر اگر رکھے تو موت کو ہر خطا یاد	موت کا جس دل کا نہ زخو غم اگر یہ مسکین سے کترے فنا عجز و زاری تھی نقطہ یا آہ کام اُسکا اگر گئی دل کی طیش قبر کی دہشت نہ محشر کا الم ہر حیاتِ جادو ان لگی فنا نزل مقصود سے ہے بیخبر چھوڑا اس دنیا کو اپنا کام کر تو ہر یا دستِ ناسف اے سپر کھول آنکھیں ہوش کے مرگوار مرگ ظاہر کا نہ کیا کچھ اثر ورنہ کب کہتا کری اسکا خطا کیا مراد اس مرگ سی تھی کر عیا تھا یہ سو اطمین کا تیرا علاج کب فلک پر راست ہو حکم یمن ہو گیا لیکن ترانہ حیرت سال چھوڑ کر سب ہی ہوا اللہ کو کرتے ہیں اے بادشاہ کا مران یمن نے جا باکتہ ہو تجھ پر وا فرق تجھ میں نہیں ہر صد سالہ نفس کی خواہش وہ ہیں بکر ہے تیری گستاخی و قنہ گری کب ہو تجھے فسق و عیاد
--	--	---	---

بیان ہے معنون حدیث کا کہ روایت کیا ہے اُس بن مالک نے

ساکون کا ایک کرشمہ و بیان جیسا جبریل نے سن آئے نبی اگل فرعون اس میں اور فرعونیاں ہام طبقہ تیسرے کا ہے ستر طبقہ چارم نعلی ہو اسکا نام اور اسی طبقہ میں ہو قوم مجوس بے چٹے طبقہ کا نام اسجا سیر کیسے کہتے سے توحید ہو یا یون کیا جبریل نے منطفے اسکے سے تھیں ہو گا الم نیری امت جو عاصی ہیں تمام اور تائب النبی دنیا میں تھے پسے تو یہ ہو گئے رو سیاہ ملوک اور زنجیر گردن میں ہو کو یا جبریل نے زانو پر سر شکر باطن ہو احسنہ جگر میری اسی جو درجات تیار اسکے روزگ اسد رسول ہو کر اسو خلق ہو وہ گھرین جا بان نگر آتے تھے وہ بہر نماز گدڑی دیو روز بخ و در زمین درتہ نیمبر کے جا کر بار بار آکھ پھر دروازہ پر حضرت غفر کچھ جواب انکو اندر سے ملا منون پھر تو ہوئے یا چشم تر	سکے رہنے کے ہیں وہ ساتونگان انکا مل جل حال کتا ہوں سچ وائما انین ہیں ساکن سکیان صابی فرقت ہو اس میں ہشتیر ہو وی ابلیس ملعون کا مقام بازاران حسرت در و دروس ہوں فصلا اس میں اضل از خیر ساتون طبقہ کا بھی کہہ ماجرا پوچھت احوال اسکا سلطان کچھ نہ پوچھو اور منظر فیض اتم ساتون طبقہ انھیں کا ہر مقام حق کو طبقہ میں بند او کو رکھے مہربان پوچھی نہوی اشتیاء یہ نشانی انکی ہیں او نیکو اور نبی تو غمش میں مطلق تھے انست میت کا مری کچھ فکر کر کیا مری مست یعنی دوزخ میں آئے اور ہوئے روح الامین بھی ہوئے ایک گوشہ میں لگا کر نہ بکا سوی سجد با خشوع و نیاز ہو گئے غم کا آشرہ ہر مردین کی دست مدیق اکبر نہ ندا ور و قلبی سے نہایت چشم تر ہوئی ناپار و دھبی پشت پا آکھ لی لی خاطر نہ ہر آنے گھر	نام ان روز و نگر مجکو متبا داوید ہو اس میں راسخ کا نام دو طبقہ کو کہتے ہیں مجسم ہو ستار و نکی پستش اسکا کام اور در مات سب شیطان کی پانچویں طبقہ کا حلقہ نام ہے ایک کچھ چھوٹے رہتے تھے الامین ایرانی جبریل لب کو ابو کھو اسکا کتا سچ کا ہو گا سبب جیہ نبی زیار ہا تاکہ کی ساتون طبقہ میں ہو گا و فریق ایک ہت میں ہوئے کچھ تھیر ساتھ شیطان کے نمونہ نیرین سنکے یہ اسوت حال غم ترا جیہ فی قسم فی ہو کر دروتا سنکے ہو کو بڑا ہو غمت غم یہ ان کا جبریل فرال گناہ آبی گھر میں ہو پھر شاہ زمان تیک کر کے خلق پر یکہ کلام گرنیہ و زاری میں چنتہ ہشتیر ہو گئے مدیق اکبر بقرار کچھ نہ آیا ایک اندر سو جواب کی اندوہ میں کھی بست جسی تجو پھر ہوا سلمان کا اسماء میں گذر مستطرب ہو کر کچا کر یا قبول	اسکے رہنے والو کا دی کچھ تبا ساکون ایک ہیں فانی تمام شکر کین اس میں ہر اس میں مقیم صابی کہتے ہیں جس تہ کا نام ہوں اسو طبقی کے اندر ماتی ہوں یہودی اس میں اس فرقتہ جیہ نبی نے یون کیا ہے مرد و ساتون طبقہ کا کچھ انوال لول ایسے میں کر لیے ہیں بند ب تب کیا جبریل نے سن ایرانی ہو کمین ہو گیا زمین غریق اہل دوزخ سے ملا شک اور حزن ہو لکھا انکی یہی تقدیر تین گورگی غش گھاکی احمد حقیقہ یون کیا جبریل کے لے روح ہو فرعون ہر خطہ سینہ میں الم بیا اسکے دوزخ میں وہ اہل گناہ ہو و لون انکو مشورے اسو رہا گھر میں ہو رہے تھے مگر شام در و قلبی سے خستہ جگر بڑنی کے دل ہوا انکا نگار اور ہو اور کا تہ وہ مقیم ہا حضرت و در و اہم کی جستجو ہو دھکی اس غم ہوئی زہرہ ہو بد کا وقت ای بدست رسول
---	--	--	--

شعلہ میں اسکے نین ملحق چلے	برج چکاریں سرخی کی لپک	ہر قسم اسکی نبی مقتدرے	جس نے یہ پیدائنی تجھ کو کیا
ایک سوزن کے اگر سوج اور	کھول دین وزخ کے منہ کو ایک اور	سوں کی کورسورخ کی مانند اگر	کھول دین وزخ کے منہ کو ایک اور
ہل نیا سارے جلجا و تکیام	چو اس عالم کا دم میں عقیام	اہل وزخ کی اگر کپڑے کو لا	پیچ میں ارض و سما کی اگر لا
و کے دم شکائے دنیا میں اگر	اسکی مدد کو سر میں جن بشر	اہل وزخ کی اگر زنجیر کو	کوہ پر رکھ دیکے گل کریم ہو
ہم کے مانند پتھر جا پھل	ساتواں طبقہ زمین کا چا چل	اہل مغرب کے اگر اک مرد ہو	وہ عذاب آخرت دنیا میں ہو
اہل مشرق اسکو سوزش سو تمام	جلکے خاکستر ہوں اے طالبام	قر اسکا ہونایت ہو عرب	ساکنوں کا اسکی حلیہ بر عیب
آہن سوزندہ زور ہو دہان	جس جگہ خاک کو جسم جان	طوق و زنجیر حدید و تگڑی	ہو کہ عذاب اس کے اصفیائیں
جہنم یادہ حدی ہو انگو پیاس	پانی کی خواہش کو جسم پیاس	مخ بسمل کھل غلطان	تنگی سخت دہ حیران ہو
بے گئے کو آگے ملے ما و حمیم	یا کہ خون در چپ یا سوزندیم	جسکی گرمی سو سب کام نوبان	ہر کباب سلطان خلق دیوان
آوہ و او ملا و رینا سترتا	منہ سر کر کہ کھو جا رہے ایفتا	شعلہ آتش دہان پوشاک ہو	آگ سو جسم جل کر خاک ہو
پھر گئے سر سے کرے بیدار خدا	اہل وزخ کو نہیں ہر گرفتار	ہر اسی حالت میں ہیں انکو خلوا	وہ ہیں اسباب عذاب و دود
سات درہ اسکی وزخ کو عیاں	ایکے نبی دوسر کی میگیاں	ایک دوسر دوسر در مقام	بعد اسکے کیا کون انکی کام
طول میں ہر برس کی راہ ہو	نہیں کوئی کرت کہ فریب	دوسر ہیں ایک کو دنا عذاب	اہل وزخ کو ہر وار کے کتاب
دشمن حق کا ہر دہ وزخ مقام	درد و غم کا اسکو کشتہ افتام	دو زخمی کو منہ پہ زنجیر ڈال	راہ مقعد کی فرشتہ نین کمال
ہاتھ سیدھو کو دین میں اگر	جیر کو ہونہ جی میں لا دین	روست چپ کو کھل ایک وزخ	باندھیں زنجیر دینے محکم سخت تر
ساتھ پھر ہر اک کے اے شیطان	وہ اسو زنجیر میں غلطان ہو	کر کے اک زنجیر میں و نو کو بند	ڈالیں جو ان طرح آتش میں بند
ڈال دین وزخ میں ہر اک تین	مار کر کے گرد ہا ہی آتشیں	کھینچ کر پکڑ جائیں لوں فکر کو	کھینچے ہیں جس طرح مردار کو
واسطے عذاب ہر اک کے ملک	بے نین شمس پیر و شمس	بچہ ڈالتا خیر و مصلحت دائم	ہر عذاب انیر تر قی میں سدا
منزل کوئی تک گروہ وزخ کے لو	کچھ نہیں سنی کا غیر زباد ہو	تھایان شیطان جو اسکا ہمت	قر وزخ میں صلی وہ تیشیں
مین بہت دنیا میں تیری تم تیشیں	مشر شیطان آستابلیس	تو انھیں سمجھتا ہے اپنا دوسر	انکی الفت میں بوجہ آزار
کھول آنکھیں جن شکر کے مزین	ہیں حقیقت میں جن میں اندرین	تو زرا انکھیں تیشیں جو کھول	قیح کو لو زسن کو یا نہ کوں
آنکو تو صفت پیر سے جیسا	قر وزخ میں ندے تجھو گرا	صحت بدی ہو لازم احتیاط	بدتر تو کر بدو سے احتیاط
ہو وہی تو جس سے الفت	ہر بن تو گرد ہے غیب تجھے	نیک بزرگ نیک کا طالب ہو	باد رکھ دیکے نیکے امر و مذکور
یوں کہ ہر وہ فی نامدار	جس انہی میں جن سے دنگ	جس طرح کو ہر تیرا میل ملی	تو ہر وہ تو وہی ہر تو وہی
چند کو نسبت کو ترے کمان	آ تو کا طوبی یہ کب ہوا نشان	باز سو گونی کو کب ہونہ ہوا	یکہ کیونکر چیل سے پابند

تم یہ سوچا کیا نہ تھا وعدہ عید کرتے تم جو کچھ نبی نے تھا کہا کرتے تم دنیا میں گرنے جیل مارو دہشت کی آڑ میں جو اس گریہ و زاری کا مجھ کو حکم دے پہلی اس اعمال میں خیال یہ سفر انھوں سے آتے ہو ان پھر کہ مالک کہ اے قوم شقی خوف سو حق کو اگر روتے مدام اے یہ کہنے سے دوزخ کی لیٹ مارے دہشت کو دھینگے یہ پکا وہ بے مالک پھر یہ آتش کو ندا میں نے غیبت نام خدا شعلہ آتش پھر اُنکو بھیج کر بعضوں کی چھاتی میں آؤ ان اگ تو اُنکے نہ ہوں کہ دست جلا دلو اس سے گراؤ رکھ گاہ یہ سب سچ اہ حق میں تشہ کار ہو گی اس حالت میں بھی سب نظر حکم دیگا ابد مدت کے خدا ہو کہ کیا تو ہے وانا وعلیم حکم ہو گا پھر کہ جاتو اُنکے پاس حکم سو حق کے بلا تو یوں دھیل ہو اسی دوزخ پہ لک کی نشست پھر کہ مالک کہ یار و الا این	جانو تم کیا نہ تھی نیک پلید کھینچتے ہو کون حدیت اور لا ہو تو کیوں غصے میں اب یہی دلیل دست بستہ جاؤں یہ لک کے پاس نادور دوزخ یہ وہیں بیٹھ کے دو گھڑی کو ہو سو بیس ختم تر میں زن بوشل بحر سیکر ان کیا تمھیں مطلق خبر اسکی تھی اُن کیوں دوزخ سے ہوتے تلخ کام شش حجت گھیر لیو اُنکو حبش کلہ تعجید کو سب یار بار کیوں ہٹی ادا لک تھو لدا آہ کی تو اُنکو دیا مالک بچا ایک دوزخ میں گئے زیر و زبر اگ اُس دوزخ کی ہو گئی شعلہ کیونکہ اس نے تھے نام کبریا کیونکہ اُنکو دلیں تھے جبار تو بھی تھے سوچے ان شعلہ کو بیا حق تاملی شانہ کے رحم پر حضرت جبریل کو تو جلد جا تجھ یہ یہ ظاہر جو حال ہریم تا کہ ہو تو تو کچھ اُنکا ہنس جب دوزخ پہ آؤ جبریل اہل دوزخ کا کمری ہر بندہ کیوں قدم کیا اعر دوس	معنی قرآن کیا سمجھ نہ تھے کرتے قرآن کی اوپر عمل یاس دوزخ کو کریں اُنکو کھڑا پھر کہیں اُس کے اوپر فخذہ پہ ہنسنے کھوئی یہ جو عمر بے سہا اذن مالک کی رو میں بیٹھ کر رو رو تو خشک جینے ہو تمام تم اگر دنیا میں رو زار زار پھر وہ اٹھتی ہیں دوزخ شہر ہیں جو یہ در پر گردہ اشقیاء جیکہ یہ لین نام کو اللہ کے یوں کہے گی اگ یہ نام خدا جب کٹی لک پہ ہو کر غصہ بعضوں کو زاتین اُو کی نار سوچتی گی انکی دہشت نہ نار دنیا میں سجدہ انھوں نے تھا کیا تھی یہ سب معان کے اندر روزہ پھر میں جتیک کہ چاہیگا خدا ربا رحم ربا رحم کے سوا دیکھ کیا برامت احمد کا حال حال اُنکا تجھ یہ روشن ہر نما انکی اس حالت میں کچھ تسکین ہو بیس دوزخ کے ہر بندہ دیکھ کہ جبریل کو ہو وہ کھڑا اچھا اُنکا کیا باعث ہوا	اس مصیبت میں تم آپ آہینے ہو تاکوں دوزخ تمھارا بخل دیکھو وہ آتش کا سوز و دولا اُنکی خدمت میں اتنی غرض ہے لین ندامت پر زرا آتو سہا اور دوزخ پہ باسو زحک اُنھوں سے نکلے نہ نظر کا بھی نام اُس طرحی دوزخ سے پانی زہا اُنکو دیگا حکم مالک آشکار اُنکو جلد ہی کھینچ کر دوزخ میں لا اگ دوزخ آتے ہو جاگیر سے لیتے میں گویا نہ انھیں دوزخ جلد لے اُنکو یہی ہو حکم رب بعضوں کو تاراج مانا زور تب کہیگا ایک کو مالک پکار عصو اُنکے جلاتے سے بجا کام اور لب کو نہ لے لکھار وہ اسی دوزخ میں بائج و عنا کچھ نہ ہو ویکاز بان پر مصفا لا خبر اُنکی کچھ لے نیکو خصال تجھ یہ کیا خفی ہے اے عالی مقام دیکھتے سے تیری تابوغم فرد بیٹھنے کی اُسپ مالک کی بوجا سرو قد تنظیم کو لا دے بجا کچھ سبب اسکا بھی تو ہو سکتا
---	--	---	--

بین دن سے وہ نبی مجھے	دین عجب کچھ دروغ میں مبتلا	کچھ کسی سے وہ نہیں کہنے کلام	گریہ وزاری میں ہے تین نام
کر کے اپن گھر کے دروازے کو بند	روئے ہیں اندر باد از بند	ہنسنے کی ہر خیز ماہر سے ندا	اذن آنے کا نہیں ہر کو ملا
پاس پیغمبر کے تو بہر خدا	جلد ہو جاتا یہ عقدہ سخت و	فاطمہ سنی ہوا ڈرھاپنے روا	آئی جلد ہی سو بسوسے مصطفیٰ
فاطمہ نے جلنے در پر یہ کنا	کھول دروازے کو اپنے یا با	فاطمہ بیٹی تمھارے یا بنی	ہے زیارت کے لیے تیرے کھڑی
سجدہ میں موت رہے تھو تبول	سنکے اس حالت میں آواز تبول	اٹھکے دروازہ کیا حضرت و	اپنی بیٹی کو لیا گھر میں بلا
فاطمہ نے دیکھا جب حضرت کمال	مضطرب میں ہوئی اپنی کمال	رنگ چہرے کا مثال زعفران	باغ میں سو تھوہر کچھ مثل کمان
دیکھا جب اس طرح احوال رسول	ہم قیاری سے لگی روئے تبول	پوچھا بی بی فاطمہ نے یا بنی	کیا سب سے جسے عیادت ہوئی
کس سبب تم کو ہوا یہ رخ و در	تن ہوا بدلا دسار رنگہ زرد	سکھ کیا تیر ہوا کوئی تبول	جسے یہ حالت ہوئی ہر بار رسول
یو لے پیغمبر کہ اے سخت جگر	محکوم دی روح الایم نے خیر	طبقتہ اعلیٰ ہے و درخ میں کمان	میر امت کے لیے ہو سگیمان
میری امت کے جو ہیں عیال تمام	واسطے انکی ہر شخص ہر مقام	فاطمہ زہرا نے پوچھا یا بنی	کیا حقیقت انکے جانی کی کمی
کس طرح و درخ میں لیا میں انھیں	درج و کلیفات دکھلا میں انھیں	یو لے پیغمبر کہ جبرئیل امین	انکے یہ حال سب کچھ تمہیں
راہ صیوان کھینچ کر دو کو ملک	داخل و درخ لیں شہبہ و شک	ہو کوئی آگاہ بار اوٹھ گیا	وہ ہوں یا تم خدا داد و دثار
عورتوں کو چوٹوں کھینچ کر	ڈال دیں و درخ میں ای توڑ کر	جب ملا ایک لیکو مالک جان	میری امت کے قادی عاصیا
یو چھے گا مالک فرشتوں کو یہ بات	کون کیا یہ قوم تم جگے ہو ساتھ	و درخ میں یہ ملے ہر یہ عجب	تمہارے خدا کا شک کیا سبب
ہر عجب حیرت مجھے اور انتباہ	و درخ میں ہو کر ننوں یہ سیاہ	میں اگر انکی نہ ہوں یہ فوق	کیوں میں دن میں غم میں ملو
ہے اگر یہ قوم مردود لعین	کیوں نہ وہ شیطان کے بہترین	یوں فرشتہ دیں مالک کو جوا	ہم نہیں آگاہ اے عالی جناب
کچھ نہیں اس بات کے ہر کو خیر	حکم حق ہو چکا کہ انکو جلد تر	اگ میں و درخ کی انکو ڈال دو	اور عذاب سخت تم انہر کرو
حکم کے موجب بیان لائے میں ہم	یہ سمجھے کچھ نہیں بے کیف و کم	پھر کری اس قوم کو مالک ندا	کون ہو تم لے کر وہ اشتقا
کون ہو تم کیا تمھارا نام ہے	کسیلے تم پر عذاب عام ہے	کسی امت میں ہو تم او شفا	نام تو اپنے نبی کا دو بتا
میلے اسے کہتے تھے وا احمد ا	اگ و درخ نے کیا ہر کو تباہ	ہوشت بیت سے و نام رسول	عجب مالک اسم جان بھول
پھر کہ مالک کہ اے قوم شقی	کیوں نہیں لیتے سو تم نام نبی	عجب کچھ وہ نبی کا نام ہم	بھونے میں اظہر فیض دیکھ
ہے ہمارا ایک بیشک وہ رسول	جس پر قرآن کو کیا حق تبول	اسکی امت میں میں ہم انکی بات	جسکے باعث یہ سارا کائنات
نام اسکا ہے دوائے ہر بلا	اپنی ہم شامت سے بھوکھ صرا	رہتی تھی رمضان میں یہ روزہ	اب نبی کو بھی عیادت سکتی پکار
شامت اعمال سے وادیتا	ہو گئے ہم اس بلا میں آفتا	جب کہی مالک کو قرآن سن	جز خدا اور پراد ترا نہیں
نام یہ اسکا کہ لیں گے پکار	ہم محمد کی ہی امت میں بیت با	پوچھنا مالک کہ قرآن میں چلا	و کر و درخ کی انہیں بھلا جا

اور کسے قنطرم نیکو وعدہ	دیکھو مالک کھڑا ہوسرودن	پاس آنکے جاؤنگا دل شاد ہو	اسکے لیں اس شہر دہ جان بخش کو
اگل میں جلتے ہیں دہ مثل تنگ	وہ کیونگا یا نبی ہو جان تنگ	میری امت پر ہو کیا کیا بدل	یو جھونگا مالک سے میں جلدی تبا
رو برو ہو کر کھڑا لاکر کرے	در کو پھر دوزخ کے مالک کو کرے	یہ خبر اس حال میں ہو خدا	ہر گھڑی کہتے ہیں جہ یا اعدا
میں قرار سے کہیں باگبار	امتی رو ڈالیں گے زار زار	امتی پہنچا میں جھکوں دیکھ کر	جب کھلے اس طبقہ دوزخ کا در
کر سردا انکو محمد کے تمام	حکم حق ہو چنگا مالک کو یکام	کر ہمارے حال بار پر تو نظر	یا نبی ہم چل چکے لیست خبر
کوٹے کی شکل ہو بے اشتہار	اگل میں جھک کر بدن اُنکاسیا	جھانپ کر رہ لوں گا دوزخ نگار	میری ات کی جو عاصی میں کال
چہرے کے سبک ہو گئے ہر گال	رنگ و رو اور ان و نوجوان	ہوں نہا کر ایسے رنگدات	نہا کر جنت میں ہر ماہیات
دور خمی تھا ہو گئے آزاد شہت	اس جماعت پر ہو ابو لطف زب	اور لکھ ہو گئے جہین پر یہ کلام	رنگ ہو رنگ قمر ہو گنگا تمام
میں ترے یہ فعل کے دلوں	دوزخ و جنت میں بھی ہو کر	تھے محمد کے یہ عاضی امتی	وہت حق سی ہوئی میں جنتی
نور ہو پھر یہ تراصوم و سحر	مگر نہ اس عالم میں انکا وجود	غیب میں انکی ہو صورت بیکار	فصل صاحبی جو ہو میں بیان
مزرعہ دنیا پہ کیا نور خور کر	مگر نہ اس طرح پر ہے تحسیر	برگ باران سے وہاں ہو گویا	نعم میں افیاق تیرے جوان
باغ جنت میں ہو نہر جادو ان	تیری جویہ دو متحد کیماں	نہوں ہی جنت میں شاخ بیوہ	تھکے جو ہوئی ہیں ماورنگ کار
باغ خیت ہو گا یہ در یوم دین	دل کا تیری نور ایمان یقین	سسن و ریحان گل میں یاد دود	تیرے یہ فیض و شیل و رود
باغ دلیا ہے لیگا بے فصل	جیسے دنیا میں ہی ہوئے عمل	باغ انہے حشر میں ہر سبز ہو	تیرے یہ فعال و اعمال انکو
حشر میں برائے تاثیر مراد	چشت کر تو اپنے دلیل اعتقاد	ناشروان انکے ظاہر یوم دین	دلیں تیرے چاہے صدیق
جگ کنبہ یا حیات کو اتہ	گو کرے تو رات میں صوم و جلہ	تو عمل تیرا ہی ہر اک درست	گر عقائد تیرے دین میں ہیں سست
ناکہ ہو ایمان تیر خوب چست	کر یقین دلو تو اپنے درست	غم کو ناقص مت کرتا ہو تو	نور ہے میری یہ سارا جمی سحر
دوسرے کا خطرہ بھی دلیل ہو	قادر مطلق سمجھ اللہ کو	دوسرے کا رکھ نہ دلیں گہ چھان	دل سے تو اپنے نہا کو ایک جان
جان تو اسکو کہ ہے حکم قضا	غیب ادے اگر تجھ پر ملا	غیر حق پر ہو نہ کچھ ہو نظر	ہوں نزاروں کر مصیبت اور ظر
مستم خلفت کو شر و خیر سے	تو کر رہا انکو نسبت غیر سے	وہ جو چاہے کچھ ملتا نہیں	یہ خدا کے حکم یہ ملتا نہیں
جب تو اسکا بندہ در گاہ ہو	معنی قدرت ہو گر گاہ ہو	جب کہے تو بحر و حد میں شفا	مسو نکا گر تو ہو بجائی آشنا
ہو سی ایمان ترک کی کا وبال	تو کری تو ایک موم خال	کہ تیراں ہو نکا تیرا اعتقاد	ورنہ تقلید ہی ہو تیرا کار بار
کافروں کو بتو تیر در یوم دین	خلف سنا جانے ہی مومین	یو گان پر ہو تیرا حق یقین	یا کو نہ ہو گر جب یہ کوستین
کھڑے اسدن صورت نیکو	تعلیم تیرے جو کچھ ہو کلمہ	شر و زنج و وہ بالافاتی	یہ جو تیرا کلمہ نصیحت و تادیق
ہر اذیت جس سے سبکو لاکلام	خفت و گھم میں جنتی میں تمام	یہکے یقین کے تھے شمل ہوام	مارو نور کو کثر دم و امن تمام

یون کے جبریل بن ابی مرہبان	دیکھتے آیا ہوں حال عاصیان	امت احمد کے عاصی کیا ہوئے	حال کی انکی خبر کچھ چھوڑ دے
مسطح دوزخ میں نکاحا حال	جان پکڑا آفت خنجال ہے	حال بدی انکے تو آگاہ کر	انکی تکلیفات کی نہ کچھ خبر
یون کمالک اے پیکار	حال نکاح نہایت ہوتا ہے	تنگ ہو دوزخ کا پس لپڑ پکا	خاک جگر ہو گیا چھوٹا جان
اگر نہ چھو نکاح تو ترنگ کا گوشت سب	حالت انکی دیکھتا ہوں عجب	تن جلا ہو آٹکا ہر اودا دل	جج رہا ہرین نہایت محل
نور ایمان کا دلوں میں نشان	اس سبب جلیبی سو ہے وہ گرگ	پھر کے مالک سودہ ازہر حق	منہ سو دوزخ کی اٹھا اکلم
تاکہ دیکھوں انکایں رخ ام	گذری کیا اینکلیفات غم	جب کئی مالک فرشتہ کو کہ بان	کھول دوزخ کے منہ کو سیکان
امتی جب دیکھیں جوی جبریل	حسن حیرت اور وہ خلق عیال	پوچھیں سب مالک سرور خدا	کون ہو نام اسکا تو ہو کو تیا
یون کے مالک کہ ہو یہ جبریل	ہے رسول حق نہ ہی قال و قیل	وحی لانا تھا محمد پر تمام	حق کا ہو چنا تھا اٹھا اٹھا کلام
سکے وہ نام محمد سب کے سب	رو کے یون جبریل سر کو تیب	کہتے غیر سے ہمارا تو پیام	ہو کہ دوزخ کو چھوڑا تو نکلا
ہم تیری امت میں ہیں یا مصلط	اس عذاب سخت سے ہو کو بجا	گو کہ ہم کرتی تھی دنیا میں گناہ	پر تیری امت میں ہیں بی اشتباہ
امت عاصی کی تو پیش خدا	کر شفاعت اے نبی مجتبا	اے جب حیرت مل شکر پیش رب	ہو کھڑا اگر نہایت مروت
تو چھ حق سمانہ جل و علا	کربان دیکھا ہو کچھ حیرا	یون کے جبریل کی ہو سیکرم	تو چلے گئے کہے کے اوپر علم
سے بھیجا ہے محمد پر سلام	اور کھا ہو یہ کہ اے محمد امام	ہو بہت حالت ہماری تجھی	ہو خدا سے تو ہمارا غدا خواہ
اور کہا ہو حال اپنا ہو کو	کیسے جو دیکھا ہو غیر سے تو	حکم ہو گا کر یا اٹھا ادا	یا سب غیر کے تو اس وقت جا
تو کیا جلد ہی پھر روح الامیں	پاس پکڑ کہ دم میں یاقین	نیمہ ہو گا ستر موتی کا تمام	بصیر ہو گا حشر میں یہ مقام
یا راکھ اس میں جڑ ہو کو گھر	چلے وہ ایسا کہ خیر ہو نظر	انکے وان جبریل سب کا مال	مجھے جھٹ اگر کیا ہو کو
وہ عذاب اور رخ امت کا تمام	سر مجھ سے کہے گا اور پیام	یا محمد تیری امت پر عذاب	مور ہو سخت او علیٰ جناب
بھیجتے ہیں تیرے او پر وہ سلام	کہدیا ہو رہے تھیسے یہ پیام	کر شفاعت تو ہماری بہر حق	تاکہ ہو موقوف یہ رخ و تعلق
سکے میں بہ بات ہو کر جو اس	غم کی ہاتھو نہ نہایت ادا	جا کے زیر عرش یا صد نظر اب	کر کے حق سجانہ کو میں جھٹا
جائے مجھ سے میں کروں حمد و ثنا	وہ ناجسکی ہو کچھ انتہا	وہ شاہر گز کسی نے کی تنو	جو شا مجھے آوا اس وقت ہو
حکم حق ہو گا اٹھا سجدے سر	مانگ کیا مانگے ہوئے خیر البشر	سر اٹھا کر میں کہو گایا خدا	یہی اب امت کو دوزخ پہنچا
اتش دوزخ سے تو انکو نکال	رحم کر اے بادشاہ ذوالجلال	حکم تیرا نہ جاری ہو لیا	انتقام جرم سبائے ہوا
اب مجھے کر عاصی کو پاش و پھج	یہ تیری درگاہ اعلیٰ در فیج	حکم جب ہو گا کہ تو اب مصلط	اب سو دوزخ یہ اٹھ کر جلد جا
صدق لے سو جسے ہو کلمہ پڑھا	نور ایمان دلیں ہو رہے بھرا	انکے دوزخ کے تو انکو نکال	میں نے بخشا سب کو و نیکو نصلا

گر جو محکوم پر دی نفس و دل کو اپنے خطرہ بد سے بچا
 تیغ بلان پانچون تو کلمہ کو جان
 سنی ہر لفظ کے اوپر نظر
 دیکھ کر کہے ہو محکوم و
 پوچھے کلمہ سے تیرے دل کا یقین
 پڑھ تو ان پانچون کو تار یوم دن
 محکوم و جوش محبت کیا ہوا
 میں کمان در غم دنیا کمان
 کیا ہوا تیرے تین او جوش عشق
 بن سے ہمت کے جی کا شارباز
 طائر تری پھر سے یون خراب
 اصل کو جب تک پہنچا ہی بھول
 اشد شہ ہی باز گیری کی ہی جا
 اہل دنیا میں می غفلت سے
 عشق سے مصدور ہو و شارباز
 عشق ہو غارت مگر صبر تکلیف
 عشق جس میں نہ ہو و دل آئین
 ہے نقطہ د طالب الیہ یار
 ہوش میں تو بھی اے جو یار

ہر تر شیطاں ہر دم ہر نبی
 و مدد تو در کمر لا حول کا
 حق میں خبر کو کفر کے نوجوان
 دے رکھ اور ان کے اندر غور کر
 اسکے پڑھنے سے پہچان کوشود
 ہو اس حکام میں حصص میں
 جوش خروش عشق و سوز گداز محبت
 بے خبر سوخت میں میری ذرا
 داد کو میری پہنچ یا مستان
 غمت ویران ہر مرد دل کا مشتق
 تن کے دیانے میں ہے اعیان
 کھا تو سو طرح و دین پیایا
 نام اسکا ہر غلام ہر جواں
 چند ہر دیرانے میں گردہ ہا
 مرد حق میں نشہ الفت مست
 عشق سے ہو مودر با جان گداز
 عشق سے ہو مودر با جان گداز
 گل سویر تیرے دل کے مرد و
 کچھ آئے جنت نہ و فرخ ہو کا
 جذبہ سستی میں بھی ہو خوشگوار
 و ات کی آنکھ میں ظاہر غیب میں
 جہان میں تو کرین میں چاک چاک
 یہ تیرے آنکھ میں پردہ ہو چاک
 تو سمجھتا ہو کہ میں یوں پاک و
 مناجات بحضرت باری تعالیٰ

میں سے ہیں جو یہ اوہام ید
 رجم شیطاں یہ لالہ اول و سپہ
 قلع و قمع کفر میں ہے نظر
 کلمہ طیب سے ہو پاک کی روح
 میرے کلمہ سے سیا و باہم شک
 پانچون کلمے کے پڑھنے سے انجی
 جوش خروش عشق و سوز گداز محبت
 و مجھے جلدی و جام بخود دی
 کہ مجھ پر اپنی لے الفت ہر مست
 خار و نس کو جس کی آتش لگا
 و سنگیری کر کے ہو تورا بہر
 تو پہنچ اسکو پیر ہمت لگا
 کیا اڑ کر وہ کھون پر ہونہ
 با دین یرانہ دنیا کو چھوڑ
 نشہ الفت کو کب پہنچو جوئے
 عشق سے ہو آدمی فخر ملک
 عشق حق جو دریاں قنبر
 مرد عاشق کو ہر کب صبر قرار
 نے آئے نفع ضرر پر سے نظر
 طالب کعبہ نہ الون کنشت
 غیبت سے آنکھ کو کچھ غیب نہیں
 فکر و نگاہوں نے ذکر طعام
 تنگ کو وہ سطح سے آئین نظر
 آنکھوں پر پردہ میں شیا
 مناجات بحضرت باری تعالیٰ

نہ شیطاں ہی ہرے ولد
 و در اپنا کلمہ تجسید کر
 پڑھ تو ان پانچون کو ہر دم
 سو طرح دیکھو تیرے ہر نفع
 لوح سے کہوں کہ نعت حک
 ہو دیکھ کر کفر کی گردن جلدی
 ہو حفاظت کو تیرے حصص میں
 عقل خردی کی ہو گون جلدی
 دل پر سکر محو کا ہونہ بدست
 قید را و من سے جلدی کو جلدی
 اصل سے اپنی اسے تا ہو غیر
 راہ اسکو شہر اصلی کی بن
 دیکھ کر کہیں ہو حق یہ دخت
 ہوش کر خجائہ دنیا کو چھوڑ
 جسکی لذت خستہ پائیدہ ہے
 عشق سے ہو پوچھو ہے بالائے فلک
 عشق سے جاؤ میں کو شک و
 جیت میں دیکھو نہ ہو گھلا
 پردہ جو یاے نگار سمیر
 خالق و در نہ جو یاے ہشت
 نزد سستی کو نہ کچھ ذوق شام
 تو تو ہے راہ خدا کے کو رو کر
 آنکھ جانے ہے تو پہنچا کار
 کہ رہا ہے لاہ حق ہو نور و کر

اللہ تعالیٰ سے
 اپنے ہر ایک
 پہنچے آخر سوز
 احزاب و جماعات
 غنائی اللہ میں
 انسان کو ان
 و صفات سے
 پوزش یا اور
 اسکا
 جان
 اسکا و نہ نذر
 ۱۲

ہو گی یہ زنجیر و طوق و ہنگری	خاستہ ہوئی گردن میں	ہو جو دلیں کینہ و نفق و حسد	ہو بیانی جیل میں مہر
نہ تو مت جان ان افعال کو	امتحان کر انکی تو غافل نہو	رات دن رکھ اپنا کان و نظر	نیک و بد کا کرب و حساب
گر انکی وہ تو کی تو نے واصلات	تو کیا شیطان نے بازی کو مات	گر نہ رو کی نفس مارہ کو تو	ہاتھ میں شیطانات کے تو ہڈی کو
گر بدی تیری ہوئی انکی یہ فوق	تو وہی تیری ہوئی انکی فوق	خبر اگر غالب اور مغلوب شہر	تو ٹھکانا کچھ تیرا ہوسے پیر
شہر کو کم کر اور انکی کو بڑھا	تا بلا پیشہ نش و بان جنت کو جا	ہیں جی اس رو دنیا میں سعید	جو اسمی جہنم میں پاک و فیلید
جینے نیا کر ہو غالب وین پر	دین تیرا ہے وہی ایسے بنجر	اچھو کر تاہ تو مومن گمان	اس لا کھوں کو کس تو اچھا
کیا ہو میراں در کیا ہو مل و ملط	یہ یقین دل پر ہو سب احیاط	گر یقین ہر صفت تیراے قضا	تو جلیکا آپ جون لا و صلا
ہیں مراتب اس یقین کے بیشمار	کہ چکا ہوں میں پہلے ہی یا	گو عمل ہے تیرا الزوجان	گر یقین دل سے ہوا ہر وہ کران
ہو گادہ میدان وزنی و گران	خرد کو نظر وین کے تھامان	وہ عمل ہوتا ہوا سجا کار گر	غیر حق جس ہوں مار و سحر
گر عمل کرتا ہو تو اسکو چھپا	ہو نہ آگاہ اس کے جز حکم خدا	نام کے خاطر ہے گر ہو دستار	اس عقیقہ میں نہیں کچھ فائدہ
تو عقائد کو بہت مضبوط کر	اہتمام اعمال ظاہر کا کر	مردیہ ظاہر میں ہیں ہر پرست	اہل باطن میں می منی مست
فعل ظاہر ہو یا کی ید مدد	باطنی سے ہو ترا باطن حسن	ہر فقط باطن کا سجا اعتبار	مرد ظاہر جو تھے عقیقہ میں خوار
اپنے باطن کو ذرا توصیف کر	تا کہ نور حق ہو اس میں جلو اگر	زنگ عصبان سے بولج دل نشان	معقد اسکا ہو ذکر لا الہ
پیر ہر صفتی گر مرآت جان	کھل جان پر خاک پا و عازان	پیر دی میں کہ از نو و کفہ بین	ذات حق میں فانی و یو ستین
گہرو می تہ بند پر جاتا نہیں	صبغہ اللہ یہ نظر رکھ مرد بین	زنگ ظاہر پر نہ رکھنا تو نظر	زنگ باطن میں ہمیشہ غور کر
زنگ میں باطن کے ہو ایسی ٹمپک	تو جب کا پونچے بالائے فلک	لذت دنیا و دوسے در گذر	جب تجھے وہ نور پاک و نظر
تو تو ہو لذات دنیا و مرغی غرق	کب نظر آوے تجھے وہ سری برق	جو کہ ظاہر میں ہیں خیر و بد فقیر	ہیں جی کچھ راز باطن سے خیر
ہر شخص میں یا کچھ اختیار	وہ میں اس راز کا دانا راز	کچھ بھی تھیں ہو اگر کر مہنی	تو ہر تھیک لائق گردانی
گر بے محقق عذاب کبریا	کبر سے شایان رگاہ خدا	تو ہو بندہ شہر تیرا کام سے	عجب کا اس رو میں کیا کام
سمجھے گر کتر سے کتر آپ کو	بند و جب جا کہ کے عبد اللہ ہو	حقین بند و کی ہو بندسی تر	نودہ ہیں محکوم تیرے پیر
گو کہ وہ ملوک تو سراد سے	پر تری گردن پہ آٹکایا رہے	تھکوا کی رنج و کلفت پر غدا	ہو گا بیشک ای اہی اہم محسا
بندہ بن اور غیرہ کا ملوک ہو	شاہ مت بن عاجز و ملوک ہو	سے ہو ظالم ملکہ تو مظلوم ہو	رحم کر خلقت یہ مرحوم ہو
ہو جہان میں احداث اس کو	یہ شخص اور غریب و در کر	دور کر دل سے خودی اور نیاز	ہی وہاں بے دلیل تلو نیاز
خاکساری کر کہ لاوی برگزینا	تھم الفت ہو کہ دیکھے تو بار	ہو نہ دانہ گر زمین میں بستان	کب ہو وہ سر سبز و قبول
خاکساری تو بھی کرے اختیار	تا کہ دیکھے اسکی جنت میں بار	سج را حق تیراں و حدیث	خیت کو باطن کے کھوتے خور

خلق سمجھی تھی ہوا پیدا پس رحم گیتی ہو فضا بس دراز اس حیان کو تو ہوا جسم فنا منع کی حالت میں و جن منعت بعض ہے بدن تیرا شمیم روح کا عالم غیبی میں ہو نچی جیکر روح تیکہ تھا تو نیک صفت میں جا ملا نور بن تو نامطمئن کا طلسم نے وہ تنہائی کہ ہوں تجھ سے جدا غیث شر سے ہونا روزگار تو خوس مکر اسکو جان کر دل لگا انا اس سے زنیار ہے کہاں کٹھیر و عالی نسب ہوئے غفلت کو دنیا دار است خلق سمجھو ہے کہ تو ہے مرد حق ویکھ کر اس بل کے تو نقش نگار ساری دنیا کے عوس مرد کو مادر دہمشیر و جد و پدر فلک شب میں کیا جو کچھ کیا	حال ہو لیکن یہاں تو عدد کر جسمین تو کرتا ہو سو تر کتا ز ہو وہی بیداریش ملک بقا منتظر ہیں تا ہو کیا حال خلعت نزع میں یہ وس ہو تا ہو جدا نظارہ و کاسب ہو جس فتوح گردہ بد تھا گریو نے لیا تا کہ ہو تو فون بالکل قید جسم ہا یہی تنہائی کہ کھین ہوں فنا مکرو فن میں اسکو اندر بشیار ست طلب میں اسکو ہو کور و کر بر سر بل کون کر تا ہو قرار ہر کہاں قارون در زر کو طلب کیر سے بدترین یہ دنیا پرست اور تو ہو طالب ناب و طین ہو طفولیت ہو جو آپ خوار ہو غنیمت قسمت میں گرد ایک جو یار غار ہم برادر ہم بسر صبحیری میں تو ہونا بھلا	مادر گیتی ہوئی ہے بار دار عمر تیری کیا ہو سیاد حمل روح جیتن ہو ہوئی تیرے دیر جسطح وقت و لاوت کے یہاں ہو گئی جب کشتاقت ایک سو جمع اسکو میں صفت نورانیان جز کل با تیرے صدق و یقین میں ہوں درون مانی رہے وہ جدائی بخش مجھ کو او فنا ہو یہ پیر زالی پر کمر و فریب تو فریب و مکر دنیا میں نہ آ کیا ہوئے اسکندر و افراسیاب بھیج اُن یاروں ختم پر درو کیا ہو یہ و نیا پرستی لے انی عاقبت کی راہ کا دنیا پر میل ساکن پل کو ہو ہر دم تیرے نیم ہو یہ دنیا اک سر سے نابکار دفن ہو سکے قبر میں تو کر چکا صبح تیری ہو گئی درس پر جا	روز بیداریش کر کچھ پیر یار در روزہ اسکا جو یہ نہ اہل رحم گیتی سے ہوا پیدا پس جمع سب ہوئے ہیں بازار زمان رہ گئی روح مجر دیان اور تو نظارہ اک لکڑی میں رنگیان اس جہان میں کام کا کچھ بھی نہیں یہ دوئی جاو تو نہائی رہے حرف غیرت ہو حسین ذرا وہ ہو سو سوط یہ ہو کر تو یہ کام کو اسکے نہیں ہے انتہا ہر کمان جیشید اھرام تہ آ پندار کو حال سے اسے دو دور سیم و زر کو اسطے ہو متقی تو مستفیل کر اسے چل ہو ست امتیاقین ہو جو ہو اسپر مقیم اسمین رہتے ہیں ہمسافر پیشار خواہ غفلت ہو ہو کین کھین نہ تو وہی ہو خواہ غفلت میں ہون
---	---	--	--

یار ہم نرم و رفیق و نیکسار گر گئے با ہم شہادت صاف نوش آپ تو گنج شہادت لے گئے نازد دوست میں ہو لے اے غریق اگر میں کھانا دم تو مر دتھے	عیش قدمی کر کے سب کیا بار سمجھ میں تین و خور و وہ نوش داع غم و لگو ہمارے دیکھے خواب میں آنکا بھی چھوڑا طاق کیوں نہ مجھ کو ساتھ اپنے لگے	ہم صغیر و ہم لواء ہم کلام زخم تن کو جان کر ریکان و درد مرد جو چالا کر تھے چلتے رہتے کر دیا مجھ کو جو یون دل سے جدا حیف ہو میرا نین یون جان نہ	ایک جنت میں کیا ہے مقام کھینچے کیا کیا کچھ بدن پر بخور و ہم کف انسو میں ہی ملے ہے حق مجلس اور صحبت کیا ہوا ہوئی سنکر زخم سب بھجاتی ہے لا
--	---	---	--

در بیان حسرت و مفارقت یاران و اظہار غم جدائی و درجیات شہادت

دلو کو دیار بیکر تو در و در و سوز گر عطار لکھو مے وہ در و در و عشق تنگ اور زماموں کو آتش لگا ہوں بغیر از جذبہ لطف خدا کچھ نہیں فیضان کی اسجا کی یہ وہ مانے جذب ہر دم لے پھر گر نہیں تو لایق در بار حق گاہ گر آلودہ ہو تو کمر یا گر نہ چمکے قلب پر از غریب جو کوئی خود ہو طیف و غرور تجھیں اور نہیں اگر نسبت نہیں تو باین شکل بد و روی سیاہ پس باین افعال مکر و کذب جریو آپ کو اس راہ میں کر تو فنا جا جا کتا ہر ب العالمین	ہر گ ہر پل میں آتش فروز لذت دنیا کو کردی سر و عشق مرو نہ کہ قصد کر اس ساہ کل کب یہ بند آہنی تجھے جدا چاہیے لیکن خلوص آدمی لیک ہے موقوف استدلا پر تجھے پھر سر زد ہو کو نکر کا حق جذب کب کر تا ہو اسکو ایقتا تو بھی شیک کہ ہو تجھ میں غیب ہم نشین ہو تا ہو بد و کبھی کب تو ہو سکتا ہو اسکا ہم نشین حیف ہے چاہیے کہ ہر دم نرم شاہ چاہیے تجھ کو کہ ہو ہر راہ دیو وہ فنا تیری ہو شیک صد لقا صاف ان اللہ بک المہینین جان مال اپنا سب بیکر نہ تار	خاک ہو یہ پتہ زار استخوان قید اک کل و سب جی کو نکال ہر تیرے ہر عضو پر قید جدید جا کتو تو صاف و شستہ لیک کر قابل جذب خدا اگر تو ہو گندہ ناپاک تجھ کو جان کر جذب کرنا کہ کد کا غریب ہے کمر بانی کمر باین ہو دہی عیسایہ دور کر کے یہ خبر خبر و کو چاہیے حسن و جمال آپ کو تو لایق صحبت بنا تو باین رشتی و اعمال قبیح تو کمان نور منور وہ کمان تو بنا پتہ تین بھائی حسن تو بھی اپنے آپکو محسن بنا خون سے اپنے کر نقش و نگار	مثل ہے ہر خطہ ہو لغزہ زنان بیکر وحدت ہو اسو ہو اتصال تنگ اور زماموں سے ہر دم جدید تاک لطف حق ہو تیرا چارہ گر خود بخود کھینچے گا تجھ کو کمر یا خار و خس کی طرح پھیلے گا ہر پر تو برا ہے یہ تو تیرا عیب ہے لیک کہ وہ قابل صحبت نہ تھی نور حق تا خود خود ہو جلوہ گر معج کو کر تو بھی بدر با کمال خود بخود چاہیے گا تجھ کو دریا چاہتا ہو وہ بے مسلک طبع پس تو کچھ دلیل اپنے اور جو دوست جانے تاکہ تجھ کو دامن غیر حق ہو لکوا پے مت لگا
--	---	---	--

بیان بے ثباتی دنیا کا اور احتراز کرنا جاہ و نعمت اس دنیا
کی سے اور بیزاری و نفرت اس سے کہ باعث نقصان ہے

برسر پل تو بنانا ہے جو گھر گھر بنانا پل ہے یہ ہو دگی قبیر سے غیر تیرا تو گھر آخرت کی منزل اول ہو قبر سخت تر اس کوئی منزل نہیں تو ات سمجھا جو اسی مست لعل	تفت ہو تیری جھل پلے قبیر گھر وہ ہو جس سے کہ ہو ہو دگی تو دیتی سو ہے اسکی قبیر عقدہ سخت اور لائیکل ہو قبر غیر تیرے کوئی غافل نہیں وہ خیال دہم وطن ہو کل کھل	جستہ ماطم پر ہو سورج عدم گھر بنانا ہے تو اس گھر بنا قبیر میں تیرے ہو جس کو خوشی سخت ہیبت تاکہ و پشت ہو وہ تجھ کو دیا من جو یہ خندے بقا ہر روز رحمت کی چھینکا رحمت زبون	پل رہو قائم نہ گھر نہ غریم ہو جس گھر کو کبھی تیرے فنا وہ نکل کر چھوڑے یہ کمر زنی تنگ اور تیرا یک منزلت ہو وہ ہر غیب یا انکس اسکا ادا رحم مادر سے ہو اجاب ہو وہ
---	---	---	---

خاتمہ اطلع شکر خدا اور انت حضرت ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد داعی ہو کر یہ کتاب فی الحقیقت بحر حقیقت کرمان نایاب دانہ دریا سے زخا مرثیہ بزرگ منشی کو نوش

ع
 در اشارہ بہ حضرت
 آیت توحیدی و کائنات
 لمن یقبل علی سبیلنا
 اعمدات بل احیاء
 و لیکن لا یستحق
 سورۃ تغویہ
 و بیوتہ و توحید
 سجدہ دوم و سجدہ
 ششم و سجدہ ہفتم
 نہ کہ چون گوئی کہ
 جعفر صادق علیہ السلام
 سے کہنے کے بعد
 زندہ ہوئے ہیں
 جو معلوم نہیں
 کہ

میرزی پری یون تھار ہو پل
 کر دیا میدان میں سینہ کو سپر
 تم چکھو میدان میں تیر و سنان
 ترکستان تیر کو بیکان میں
 ہمے نام و نلوکب دوت ملے
 جگہ ہم سمجھے تھے سب باتوں میں
 کام مردوں کے جو تھے وہ کر گئے
 جو کوئی راہ خدا میں جان دے
 یہ جان کیا ہو کہ جسکی جان ہو
 ہو وہاں عقل بشر کا کسب گذر
 عرش و کرسی کیا زمین سمجھا سما
 گو ہر تابان دو آب و آوار
 تھا جو کچھ امکان حق و غلط و نیا
 پر نہ سمجھا کوئی میرا دعا
 کان منی ہے نہیں یہ شہزادی
 نجر تابان ہو نہیں یہ شہزادی
 سمجھے گرتو اسکا بھائی مارعا
 کر کیا بھگوسیان تو نے حسن
 گو حسن نیامین من میں نام کا
 گو کہ من ناکار و نافرہام ہوں
 محمد را نہیں مصطفیٰ
 میری رمت سونین کچھ یہ لہجہ
 کہیں بیت و نیامین یہ استمان
 بجز تیر ہی کے جسے ابو خشفہ ل
 خاتمہ تمام حق یہ کہ جندی کتاب

ہو شکر گولیوں نے جملہ تن
 راہ حق میں کو دیا قربان سر
 ہم چھ گھڑی میں مثل زمان
 تیر و برچی سنبل یکاں میں
 وہ ہی ہے جو اسطرح سے جانوی
 نکلے راہ حق میں کیا چالاک دست
 دم کی دم میں جو حق کو تر پگئے
 ایک جی لیکر زار و ن جان کے
 وہ جہان جس بستر حیران ہو
 ختم جس جا ہو ملک کا غیرہ سر
 ہوں سب اس تہہ پر ہو جانے قدا
 میں کیا اس نظم کو شہزاد ہند
 سفر منی کو نہ کچھ واقف ہو
 جان معنی ہو نہیں یہ شہزادی
 رحم شیطانی ہو نہیں یہ شہزادی
 ہو یہی بس راہ راہ خدا
 کر وہاں بھی جگہ کبھی نہیں
 کہ وہاں بد بون تو کہ گام کا
 سبط سیمبر کا یہ ہنہام ہوں
 بزد جان سید خیر الہا
 کر دی ہنہام کو کبھی اسکا سید
 میں ہوں عاجز و کھینچا ہوا
 کہ نہ ارد و بعد نیجاہ سال
 خاتمہ

تس کچھ پھیرا نہ منہ کو مر جا
 تھا وہاں کوئی نہ یاد دسار
 مرد کے آنکھوں میں ہو در جنگ
 جو دین پر زخم ہو آتشکار
 پیوی جو اس رنج اس کشت گام
 گو کہ تھے ظاہر میں ہم شکل بشر
 ہو گئے تھیں سر اسر آشکار
 جی تو کیا وہ شغف ہو بھر جان
 ہے بشر کا اسجگہ کیا مرتبا
 کیا خورشید ہو کہ ماری دم وہاں
 ہر اک اس رتہ کو کب پاتا ہویا
 تاکہ کچھ اسکو کوئی مرد دین
 سمجھے اس کہنے کو افسانہ بخلق
 باغ جنت ہو نہیں یہ شہزادی
 نرد بان آسمان ہو یہ کلام
 پیر و مرشد یہ تیری گفتار ہو
 یا الہی تو مجھے کر کے حسن
 تو سن کر کے مجھے اب بزمکر
 وہ امام فقہی سب بطہ نبی
 ایک اس کے نام کی بڑیا خدا
 اس حسن کے نام کو شہزاد ہو تو
 بی بی بواہ نغمہ نامی تمام
 ست قلم کو اس حسن کر یہ بزم

خاتمہ کتاب

زخم جو آیا سو سینہ پر لیا
 تھا نقطہ اللہ ہی سہرا کا کار
 کا کل سپان میں یہ دو دو تفتک
 مرد حقانی کو بھر پھولوں کا ہار
 خیمہ لذت میں کرے وہ بی مقام
 پستین ہر وہ میں تھے شیر در
 بل ہم احیاء کے معنی ایک بار
 جان کیا بلکہ ہو جان جان
 ختم اسجا میں فرشتہ کا بجا
 دنگ میں اسجا یہ عرش عرشیا
 اسکو تھا ہے کہ ہر جو نگار
 خلق پریت کے لاکھون تار
 اور پیدا دلین ہو در یہ یقین
 جانی ہو محکوم و مایہ بظن
 گنج رمت ہے نہیں یہ شہزادی
 رہنما گمراہ ہے یہ کلام
 خواب و غفلت کے تو بیدار ہو
 بدتر وہ ہے بزمکر اسو ذلین
 کو حسن کو حسن لہو عالی گمرا
 سید الشہداء کو فرزند علی
 خاتمہ بالآخر کر میرا خورا
 جس حسن کو بخشہ دے کہ گفتگو
 اور رکھا بحر حقیقت اسکا نام
 کہ سن لکھا بھائی و شلام
 ہو بخش اللہ اعلم بالصواب

۱۸۹۱ء میں شکر خیر کر بخشا تھا ان کو
 کہ یہ دو محکومین سب محکوم عین نبی شریعت میں صاحب کمال ہے شکر خدا و شکر اللہ تعالیٰ